باسمہٖ تعالیٰ

اضافہ واصلاح شدہ ایڈیشن

ڈاڑھی کا شرعی حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اضافہ واصلاح شدہ دوسرا ایڈیشن

ڈاڑھی کا شرعی حکم

ڈاڑھی اور مونچھوں کے موضوع پر مفصّل ومدلّل بحث
ڈاڑھی کی شرعی وفطری حیثیت، اسلام میں ڈاڑھی کا مقام ومرتبہ
ڈاڑھی کی شرعی مقدار کا ثبوت، اور اس مقدار کے اعتدال
اور فقہ اور طب وحکمت کے اصولوں پر مبنی ہونے کی بحث
ڈاڑھی مونڈنے یا شرعی مقدار سے کم کرنے میں پائے جانے والے گناہ
اور اس سلسلہ میں پائے جانے والے مختلف شبہات واعتراضات کا جائزہ
اور ڈاڑھی ومونچھوں کے بارے میں اہم مسائل وروایات کی تحقیق

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

www.idaraghufran.org

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: ڈاڑھی کا شرعی حکم

مصنّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اول: شعبان ۱۴۳۰ھ اگست 2009 / طباعتِ دوم: صفر المظفر ۱۴۳۴ھ جنوری 2013ء

صفحات: ۲۸۴

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔ فون: 051-5507270

ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔ فون: 042-37353255

کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔ فون: 051-5771798

دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32631861

مکتبہ سید احمد شہید: 10- الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37228196

مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد۔ فون: 0992-340112

ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ فون: 061-4514929

ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35032020

مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔ فون 048-3226559

مکتبہ شہید اسلام، متصل مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد۔ فون: 0321-5180613

ملت پبلیکیشرز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔ فون: 051-2254111

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔ فون: 061-4540513

مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔ فون: 041-8715856

کتب خانہ شمسیہ، نزد ایری گیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔ فون: 0333-7827929

مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35123130

تاج کمپنی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔ فون: 051-5774634

مکتبۃ القرآن: گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34856701

مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4212716

مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔ فون: 041-2601919

اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔ فون: 048-3712628

اسلامی کتاب گھر: خیابانِ سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 051-4830451

مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37232536

الخلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 051-5553248

www.idaraghufran.org

فہرست

شمار نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تمہید (از مؤلف)	۱۰
۲	سوال	۱۲
۳	جواب	//
۴	ڈاڑھی کی اہمیت وتاکید پر احادیث وروایات	۱۴
۵	ڈاڑھی رکھنا فطرت میں داخل ہے	//
۶	ڈاڑھی رکھنا فطرتِ اسلام میں داخل ہے	۲۴
۷	ڈاڑھی منڈانا، مونچھیں بڑھانا غیروں کا طریقہ ہے	۲۸
۸	ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم	۳۱
۹	ڈاڑھی بڑھانا، مونچھیں کٹانا اور غیر مسلموں کی مخالفت	۳۵
۱۰	اس بحث کا خلاصہ	۵۴
۱۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی ڈاڑھی کیسی تھی؟	۵۵
۱۲	اس بحث کا خلاصہ	۷۵
۱۳	ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کا احادیث سے ثبوت	۷۶
۱۴	اس بحث کا خلاصہ	۸۶

www.idaraghufran.org

۱۵	صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے ثبوت	۸۸
۱۶	اس بحث کا خلاصہ	۱۰۴
۱۷	فقہائے کرام ومحدثینِ عظام سے ثبوت	۱۰۵
۱۸	ناصرالدین البانی صاحب سے ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کا ثبوت	۱۳۱
۱۹	اس بحث کا خلاصہ	۱۴۴
۲۰	فطری چیز کے لیے فطری پیمانہ	۱۴۶
۲۱	ڈاڑھی اور اس کی مقدار اطباء وحکماء کی نظر میں	۱۴۸
۲۲	اس بحث کا خلاصہ	۱۵۱
۲۳	ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے میں پائے جانے والے گناہ	۱۵۳
۲۴	(۱).....نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فطرت کی مخالفت	//
۲۵	(۲).....اس گناہ کا علانیہ ہونا	//
۲۶	(۳).....تغییرِ خلق اللہ اور مثلہ بنانے کا گناہ	۱۵۵
۲۷	(۴).....غیر مسلموں کے ساتھ تشبہ	۱۵۶
۲۸	(۵).....خواتین کے ساتھ تشبُّہ	۱۵۷
۲۹	(۶).....مُخنَّثین اور زنخوں کے ساتھ تشبُّہ	۱۵۹
۳۰	(۷).....گناہ کا تسلسل واستمرار	۱۶۱
۳۱	(۸).....اسلامی یا دینی شعار کی خلاف ورزی	۱۶۲

www.idaraghufran.org

۳۲	ڈاڑھی کے متعلق چند شبہات واعتراضات کا جائزہ	۱۶۴
۳۳	(۱) کیا اسلام میں ڈاڑھی منڈانے کی سخت ممانعت ہے؟	//
۳۴	(۲) اکثر مسلمان ڈاڑھی کیوں منڈاتے ہیں؟	۱۶۵
۳۵	(۳) ڈاڑھی منڈانا صغیرہ گناہ ہے یا کبیرہ؟	۱۶۶
۳۶	(۴) کیا قرآن مجید میں ڈاڑھی کا حکم موجود ہے؟	//
۳۷	(۵) کیا ڈاڑھی منڈانے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقبول امتی نہیں؟	۱۷۳
۳۸	(۶) کیا ڈاڑھی منڈانا خلافِ سنت یا مکروہ عمل ہے؟	۱۸۰
۳۹	(۷) مولوی ڈاڑھی کے پیچھے اتنے کیوں پڑتے ہیں؟	۱۸۲
۴۰	(۸) کیا ڈاڑھی غیر فطری اور زائد چیز ہے؟	۱۸۳
۴۱	(۹) کیا اصل باطن کی درستگی ہے؟	۱۸۴

Idara Ghufran

۴۲	(۱۰) زیادہ عمر میں بالوں کے سفید نظر آنے کے ڈر سے ڈاڑھی نہ رکھنے کا حیلہ	۱۸۶
۴۳	(۱۱) ڈاڑھی رکھنے کو عرب کی عادت قرار دینے اور عبادت نہ ہونے کا اعتراض	۱۸۷
۴۴	(۱۲) ڈاڑھی کی آڑ میں شکار کرنے کا بہانہ	۱۸۹
۴۵	(۱۳) ڈاڑھی رکھ کر گناہ سرزد ہونے کا بہانہ	۱۹۰
۴۶	(۱۴) کیا ڈاڑھی منڈانا خوبصورتی میں داخل ہے؟	۱۹۱
۴۷	(۱۵) کیا شوہر کو ڈاڑھی رکھانا بیوی کی ذمہ داری ہے؟	۱۹۲
۴۸	(۱۶) بیوی یا والدین وغیرہ کے کہنے پر ڈاڑھی منڈانا	۱۹۳
۴۹	(۱۷) کیا ایک مٹھی ڈاڑھی کی مقدار شریعت سے ثابت ہے؟	۱۹۵
۵۰	اس بحث کا خلاصہ	۱۹۶
۵۱	**خاتمہ**	۱۹۷

www.idaraghufran.org

۵۲	**ڈاڑھی اور مونچھوں سے متعلق اہم مسائل واحکام**	۱۹۸
۵۳	ڈاڑھی کے نام کی تحقیق اور چہرہ پر ڈاڑھی کی حدودِ اربعہ	//
۵۴	عنفقہ یعنی ریش بچہ کا حکم	۲۰۷
۵۵	ڈاڑھی کے بالوں کی لمبائی میں شرعی مقدار	۲۰۹
۵۶	ڈاڑھی منڈانے کی حرمت	۲۱۲
۵۷	ڈاڑھی کو اکھاڑنا یا بال صفا کریم، پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنا	//
۵۸	ڈاڑھی چڑھانا یا چپکانا	۲۱۳
۵۹	ڈاڑھی منڈانے والے کی گواہی کا حکم	۲۱۵
۶۰	ڈاڑھی منڈانے والے کی امامت اور اذان واقامت	۲۱۸
۶۱	ڈاڑھی مونڈنے کا پیشہ اختیار کرنے کا حکم	۲۲۲
۶۲	ڈاڑھی کی تکریم وتزئین	۲۲۳
۶۳	مونچھوں کا حکم	۲۲۶
۶۴	مونچھیں تراشنے یا مونڈنے کا حکم	۲۲۹
۶۵	مونچھیں کاٹتے وقت دائیں طرف سے ابتداء	۲۳۱
۶۶	مونچھوں کے دائیں بائیں کناروں کا حکم	۲۳۳
۶۷	ڈاڑھی میں خضاب لگانے کا حکم	۲۳۴
۶۸	ڈاڑھی کے سفید بالوں کو اکھاڑنا	۲۳۹
۶۹	جوان آدمی کا سیاہ بالوں کو سفید کرنے کا حکم	۲۴۱

Idara Ghufran

۷۰	اگر عورت کے ڈاڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اس کا حکم	۲۴۲
۷۱	ڈاڑھی کو برا سمجھنا یا اس کا استہزاء کرنا	//
۷۲	نکاح کی خاطر یا بیوی یا والدین وغیرہ کے کہنے پر ڈاڑھی منڈانا	۲۴۳
۷۳	ڈاڑھی نہ آنے کی صورت میں علاج معالجہ کرنا	۲۴۴
۷۴	وضو کے دوران ڈاڑھی اور اس کے نیچے جلد کے دھونے کا حکم	۲۴۵
۷۵	وضو کے دوران ڈاڑھی کے خلال کا حکم	۲۴۸
۷۶	وضو کے دوران رِیش بچہ کے دھونے کا حکم	۲۵۲
۷۷	غسل کے دوران ڈاڑھی اور اس کے نیچے جلد کے دھونے کا حکم	۲۵۳
۷۸	وضو کے دوران مونچھ اور اس کے نیچے جلد کے دھونے کا حکم	//
۷۹	غسل کے دوران مونچھ اور اس کے نیچے جلد کے دھونے کا حکم	۲۵۴
۸۰	تیمّم میں ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنے کا حکم	۲۵۵
۸۱	وضو یا غسل کے بعد مونچھوں کو مونڈنے یا کاٹنے کا حکم	//
۸۲	احرام کی حالت میں ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال کاٹنا	۲۵۶
۸۳	احرام سے نکلتے وقت ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال کاٹنا	۲۵۷
۸۴	فوت شدہ شخص کی مونچھوں اور ڈاڑھی کے کاٹنے کا حکم	//
۸۵	معتکف کو مسجد میں مونچھیں کاٹنا	۲۵۸
۸۶	تعزیر و سزا دینے کے طور پر کسی کی ڈاڑھی مونڈنا	۲۵۹
۸۷	کسی کی زبردستی ڈاڑھی مونڈنے پر دِیت کا حکم	//
۸۸	ڈاڑھی مونڈے ہوئے شخص کا پیر یا ولی ہونا	۲۶۰

www.idaraghufran.org

۸۹	ضمیمہ ڈاڑھی و مونچھوں سے متعلق چند غیر معتبر و غیر مستند احادیث	۲۶۳
۹۰	(۱).....ریش بچہ (یعنی عنفقہ) کے کاٹنے کی حدیث	۲۶۶
۹۱	(۲).....ریش بچہ (یعنی عنفقہ) سے تیل لگانے کے آغاز کی حدیث	۲۶۷
۹۲	(۳).....مونچھوں کے کناروں کے چھوڑے رکھنے کی حدیث	۲۶۸
۹۳	(۴).....عقل کو لمبی ڈاڑھی میں تلاش کرنے کی حدیث	۲۶۹
۹۴	(۵).....ہلکی ڈاڑھی کے مومن کی سعادت ہونے کی حدیث	۲۷۰
۹۵	(۶).....ڈاڑھی کٹانے کے قومِ لوط کی خصلت ہونے کی حدیث	۲۷۲
۹۶	(۷).....ڈاڑھی کی لمبائی سے بال کاٹنے کی ممانعت کی حدیث	۲۷۴
۹۷	(۸).....ڈاڑھی کے متعلق فرشتوں یا حوروں کی ایک تسبیح کی حدیث	۲۷۶
۹۸	(۹).....صبح کے وقت ڈاڑھی میں کنگھے کی فضیلت کی حدیث	۲۷۷
۹۹	ڈاڑھی کے بارے میں نظم	۲۷۹
۱۰۰	رائے گرامی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم (نائب صدر و شیخ الحدیث: جامعہ دارالعلوم کراچی)	۲۸۱
۱۰۱	چہرہ پر ڈاڑھی اُگنے والے مقام و محل کا خاکہ	۲۸۲

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

دین کے اہم اور واجبی احکام میں سے آج کے دور میں ایک متروک ومظلوم حکم ڈاڑھی ہے، جس پر اس صدی میں عموماً عالمِ اسلام اور خصوصاً عالمِ کفر کی طرف سے جتنے نشتر چلائے گئے وہ شاید دین کے کسی اور حکم پر مشکل ہی ملیں گے۔

روزمرہ لاکھوں کے حساب سے صبح اٹھتے ہی بے دردی کے ساتھ ذبح ہونے والی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی پیاری سنت اور شریعت کا ایک ایسا واجب اور فطری عمل ہے، جس کی خلاف ورزی سے کئی گناہ لازم آتے ہیں، جبکہ بعض اہلِ علم حضرات کے بقول اس میں چوبیس گھنٹے گناہ کا تسلسل جاری رہتا ہے۔

مگر افسوس کہ اس کو تراش کر اور کاٹ کر گندی نالیوں میں بہادیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من ذٰلک.

مردانہ چہرہ پر شرعی مقدار کے مطابق ڈاڑھی کا ہونا اسلامی شان اور مردانگی کی علامت اور انسانی شرافت وعظمت کی نشانی اور فطرت کا تقاضا ہے، اس سے مرد کے چہرہ کو جمال اور زیب وزینت حاصل ہوتی ہے۔

مگر جب کافروں اور فاسقوں کے اندھے فیشن کے پیچھے چلا جائے تو انسان کی فطرت بگڑ جاتی ہے، اسی فطرت کے بگاڑ کی وجہ سے آج مردانہ چہرہ پر ڈاڑھی کو چہرے کی خوبصورتی کے بجائے بدصورتی سمجھا جانے لگا ہے، کیونکہ فیشن ایسی چیز ہے کہ وہ ذہن کی فطری صلاحیتوں کو مسخ کر دیتی ہے۔

آج کے دور میں کافر تو کیا اکثر مسلمان مرد حضرات بھی ڈاڑھی نہیں رکھتے، اور ڈاڑھی کے

بارے میں مختلف قسم کے شیطانی ونفسانی حیلوں، بہانوں کی نذر ہوکر اسی حال میں قبر میں پہنچ جاتے ہیں، بلکہ بعض لوگ تو نعوذ باللہ تعالیٰ ڈاڑھی کو معیوب سمجھتے ہیں، جو اور بھی خطرناک طرزِ عمل ہے، کیونکہ اس میں ایمان کے چلے جانے کا خطرہ ہے، اس لئے ضرورت تھی کہ موجودہ حالات کے تناظر میں ڈاڑھی کے مسئلہ پر کچھ تفصیل سے روشنی ڈالی جائے، اسی غرض سے ایک سوال کے جواب میں بندہ نے ڈاڑھی کے موضوع پر ایک تفصیلی مضمون تحریر کیا، اور پھر اس کی اشاعت کے موقع پر اس کے آخر میں ڈاڑھی اور مونچھوں سے متعلق کئی اہم مسائل کا اضافہ کیا، اور اس کی اشاعت کی گئی، اب جبکہ اس کی دوسری مرتبہ اشاعت ہورہی ہے، بندہ نے اس مضمون کی نظر ثانی کی، اور اصل ماٰخذ ومراجع سے اس کے مضامین ومسائل کی تخریج وتحقیق کا اہتمام کیا، جس کے نتیجہ میں متعدد مقامات پر اصلاح، حذف واضافہ کی ضرورت محسوس ہوئی، نیز ڈاڑھی اور مونچھوں سے متعلق بعض احادیث وروایات سند کے اعتبار سے ناقابلِ اعتبار وشدید ضعیف معلوم ہوئیں، جس کی وجہ سے ضمیمہ کے طور پر آخر میں ان کو بھی جمع کیا گیا، اس طرح سے اب سابقہ ایڈیشن کے مقابلہ میں موجودہ ایڈیشن بحمد اللہ تعالیٰ مفصّل ومدلّل اور زیادہ قابلِ اطمینان وراجح اور محقّق ہوگیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائیں، اور سب مسلمانوں کے لئے نافع بنائیں، اور بندہ اور بندہ کے رفقائے کار کے لئے ذریعۂ نجات وبخشش بنائیں، اور تمام مسلمانوں کو دین وشریعت کے احکام پر عمل پیرا ہوکر دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی سے بہرہ ور فرمائیں، اور شیطانی ونفسانی حیلوں وحملوں سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

فقط۔ محمد رضوان

بموقع نظرِ ثانی، اضافہ واصلاح، اشاعتِ دوم

۲۴/محرم الحرام/۱۴۳۴ھ 09/دسمبر/2012ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

ڈاڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

بعض لوگوں سے سنا جاتا ہے کہ ڈاڑھی سنت ہے اگر رکھیں تو ثواب ہے اور نہ رکھیں تو کوئی گناہ نہیں۔

اور کئی لوگوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ ڈاڑھی کی کوئی خاص مقدار شریعت کی طرف سے مقرر نہیں ہے، جتنی چاہیں رکھ لیں اس سے شریعت کا حکم پورا ہو جاتا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ ڈاڑھی کو کسی حال میں بھی کاٹنا جائز نہیں، چاہے وہ ایک مٹھی سے بھی زائد کیوں نہ ہو جائے؟

اس سلسلہ میں صحیح نقطۂ نظر کی دلائل و تفصیل کے ساتھ وضاحت مطلوب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

ڈاڑھی تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا متفقہ عمل اور مستقل معمول اور خود ہمارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام و تابعینِ عظام اور محدثین و فقہائے کرام، بلکہ تمام اولیائے کرام کا دائمی عمل ہے۔

ڈاڑھی شرافت اور بزرگی کی علامت ہے، چھوٹے اور بڑے میں، اور مرد و عورت میں امتیاز و فرق کرنے والی ہے، اسی سے مردانہ شکل کی تکمیل اور صورت نورانی ہوتی ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فطرت کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے اور آپ نے اپنی امت کو ڈاڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹانے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔

اور اس کے برعکس ڈاڑھی مونڈنے اور مونچھیں بڑھانے کو غیر مسلموں کا طریقہ قرار دے کر ان کی مخالفت کا حکم فرمایا ہے۔

www.idaraghufran.org

لہٰذا ڈاڑھی انتہائی احترام کی چیز ہے اور اس کا رکھنا واجب اور ضروری ہے، اور اس کو منڈانا سخت گناہ ہے۔

اور اگر اس گناہ کو بار بار دہرایا جائے، تو اس کی سنگینی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

ڈاڑھی کے بارے میں شریعت کی طرف سے اہمیت و تاکید کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بعض اہلِ علم حضرات نے اسے اسلامی شعار میں داخل کیا ہے، اور ڈاڑھی منڈانے کے گناہ کو علانیہ گناہ بلکہ مسلسل جاری رہنے والا گناہ میں شمار فرمایا ہے۔

پھر دلائل کی رُو سے راجح یہ ہے کہ ڈاڑھی کی لمبائی میں ایک مقدار شریعت کی طرف سے متعین ہے، اس سے کم کرنا جائز نہیں، اور وہ ایک مٹھی (یعنی چار انگشت یا چار انگل) کی مقدار ہے، اس لئے ڈاڑھی کو منڈا دینا یا ایک مٹھی سے کم کرانا جائز نہیں۔

ڈاڑھی منڈانا اور خاص کر ڈاڑھی منڈانے اور بار بار چھوٹی کرنے کا عمل کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ اس میں شریعت کے کئی احکام کی مخالفت لازم آتی ہے، جن میں سے بعض احکام کی تاکید و اہمیت شریعت کی نظر میں بہت زیادہ ہے، اسی لئے ہر دور میں اہلِ علم حضرات ڈاڑھی کی اہمیت و تاکید کو بیان کرتے آئے ہیں، اور اس کے دلائل کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے رہے ہیں۔

آگے احادیث و روایات اور صحابہ و تابعین اور فقہاء و محدثین کے اقوال کی روشنی میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ ڈاڑھی اور اس کے ضمن میں مونچھوں سے متعلق اہم احکام ذکر کئے جائیں گے، اور پھر آخر میں ڈاڑھی اور مونچھوں سے متعلق بعض غیر مستند اور غیر معمولی کمزور احادیث و روایات کا ذکر کیا جائے گا۔

Idara Ghufran

ڈاڑھی کی اہمیت وتاکید پر احادیث وروایات

سب سے پہلے ڈاڑھی رکھنے کی اہمیت وتاکید کے بارے میں چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں، جن کے ضمن میں مونچھیں کٹانے کے حکم کا بھی ذکر ہے۔

ڈاڑھی رکھنا فطرت میں داخل ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹنا، اور ڈاڑھی کو بڑھانا، فطرت میں سے ہے (ابنِ ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۶۰۱۷، كتاب الادب، باب ما يؤمر به الرجل من إعفاء اللحية والأخذ من الشارب، واللفظ لهٗ، مسلم، رقم الحديث ۲۶۱ "۵۶"، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ترمذی، رقم الحديث ۲۷۵۷، ابو داؤد، رقم الحديث ۵۳، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة.

[2] مصنف ابنِ ابی شیبۃ کی روایت میں صرف مونچھیں کٹانے اور ڈاڑھی بڑھانے کے الفاظ پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور ہم نے مصنف ابنِ ابی شیبۃ کے الفاظ ہی کے مطابق روایت کو اوپر متن میں درج کیا ہے، اور مصنف ابنِ ابی شیبۃ کی یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے، کیونکہ مصنف ابنِ ابی شیبہ کی مذکورہ حدیث کی سند مندرجہ ذیل ہے:

حدثنا وكيع عن زكريا عن مصعب بن شيبة عن طلق بن حبيب عن أبي الزبير عن عائشة. الخ

اور وکیع سے حضرت عائشہ تک یہی سند مسلم میں بھی ہے، البتہ مسلم میں ابی الزبیر کے بجائے عبداللہ بن الزبیر ہے، اور ابوالزبیر بھی مسلم کے رجال میں سے ہیں، اور مسلم وغیرہ کی حدیث مفصل ہے، جو مندرجہ ذیل ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " عشر من الفطرة :قص الشارب، وإعفاء اللحية، والسواك، واستنشاق الماء، وقص الأظفار، وغسل البراجم، ونتف الإبط، وحلق العانة، وانتقاص الماء "قال زكريا :قال مصعب :ونسيت العاشرة إلا أن تكون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

فائدہ: اس حدیث میں ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کو فطرت بتلایا گیا ہے، اور فطرت ان چیزوں کو کہا جاتا ہے کہ انسان کی طبیعتِ سلیمہ پیدائشی طور پر ان کو پسند اور قبول کرتی ہو اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی طبیعت سب سے زیادہ سلامتی والی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے ان امور کو انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام بھی لازماً اختیار اور پسند کرتے ہیں، اس لئے امورِ فطرت ایسے کاموں کو بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ جن پر تمام انبیاء اور رسولوں کا عمل ہو اور جو سب کا متفق علیہ طریقہ ہو اور ساتھ ہی ہم کو ان پر عمل کرنے کا بھی حکم ہو۔

ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کو فطرت اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ انسان کی فطرت اور پیدائش میں داخل ہے، یعنی انسان کی فطرتِ سلیمہ (سلامتی والی فطرت) ڈاڑھی رکھنے کا اور مونچھیں کٹانے کا تقاضا کرتی ہے، اور جب فطرت کے ساتھ شریعت کا بھی حکم ہو تو اس کی تاکید اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

نیز حدیث میں ڈاڑھی بڑھانے کو فطرت بتلایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ چھوٹی چھوٹی یا بالفاظِ دیگر خشخشی ڈاڑھی رکھنا فطرت اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث میں ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کو جو فطرت بتلایا گیا ہے، آگے چند مستند محدثین کی عبارات کی روشنی میں اس کی تشریح ذکر کی جاتی ہے۔

صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المضمضة زاد قتيبة، قال وكيع " :انتقاص الماء :يعني الاستنجاء "(مسلم، رقم الحديث ۲۶۱ "۵۶"كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ابوداؤد، رقم الحديث ۵۳، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة، ترمذی، رقم الحديث ۲۷۵۷، نسائی، رقم الحديث ۵۰۴۰، ابنِ ماجه، رقم الحديث ۲۹۳، مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۰۶۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دس چیزیں فطرت میں سے ہیں، مونچھوں کو کاٹنا، اور ڈاڑھی کو بڑھانا، اور مسواک کرنا، اور ناک میں پانی ڈالنا، اور ناخن کاٹنا، اور جسم کے مخصوص حصوں پر جمے ہوئے میل کو دھونا، اور بغلوں کے بال اکھاڑنا، اور زیرِ ناف بال مونڈنا، اور پانی کم کرنا (یعنی استنجاء کرنا) زکریا (راوی) کہتے ہیں کہ مصعب (راوی) نے فرمایا کہ میں دسویں چیز بھول گیا، مگر یہ کہ وہ کلی کرنا ہو (مسلم)

www.idaraghufran.org

وَأَرَادَ بِالْفِطْرَةِ اَلسُّنَّةَ الْقَدِيْمَةَ الَّتِیْ اِخْتَارَهَا الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاتَّفَقَتْ عَلَيْهَا الشَّرَائِعُ فَكَأَنَّهَا أَمْرٌ جِبِلِّیٌّ فُطِرُوْا عَلَيْهِ (عمدة القاری، ج ۲۲ ص ۴۵، کتاب اللباس، باب إخراج المتشبهين بالنساء من البيوت)

ترجمہ: اور فطرت سے مراد قدیم (وپرانا) طریقہ ہے، جس کو تمام انبیاء علیہم السلام نے اختیار کیا ہے، اور اس پر تمام شریعتیں متفق رہی ہیں، گویا کہ یہ ایسا واضح حکم ہے کہ جس پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا گیا ہے (عمدۃ القاری)

اور ابنِ ماجہ کی شرح میں ہے کہ:

وَالْمُرَادُ هَاهُنَا هِیَ السُّنَّةُ الْقَدِيْمَةُ اِخْتَارَهَا اللهُ تَعَالٰی لِلْأَنْبِيَاءِ فَكَأَنَّهَا أَمْرٌ جِبِلِّیٌّ فُطِرُوْا عَلَيْهَا (حاشیۃ السندی علی النسائی، ج ۸ ص ۱۲۶، کتاب الزینة)

ترجمہ: اور فطرت سے مراد پرانا طریقہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے اختیار کیا ہے، پس گویا کہ یہ ایک پیدائشی حکم ہے کہ جس پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا گیا ہے (حاشیۃ السندی)

اور امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مِنَ الْفِطْرَةِ أَیِ السُّنَّةِ يَعْنِیْ سُنَّةِ الْأَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ أُمِرْنَا بِالْاِقْتِدَاءِ بِهِمْ (فیض القدیر للمناوی تحت رقم الحدیث ۵۴۳۲، ج ۴ ص ۳۱۶)

ترجمہ: اور فطرت سے مراد انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ ہے، جن کی اقتداء وپیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے (فیض القدیر)

اور امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فَسَّرَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْفِطْرَةَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهَا السُّنَّةُ، وَتَأْوِيْلُهُ أَنَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ مِنْ سُنَنِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمُ الَّذِيْنَ أُمِرْنَا أَنْ نَقْتَدِیَ بِهِمْ (شرح السنة للبغوی) [1]

[1] ج ۱، ص ۳۹۸، کتاب الطهارة، باب السواک.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اکثر اہلِ علم حضرات نے اس حدیث میں فطرت کی تفسیر سنت سے کی ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خصلتیں انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے طریقوں میں سے ہیں، جن کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا ہے (شرح السنہ)

اور امام نووی رحمہ اللہ مسلم کی شرح میں فطرت کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ذَهَبَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ إِلٰى أَنَّهَا السُّنَّةُ ، وَكَذَا ذَكَرَهُ جَمَاعَةٌ غَيْرُ الْخَطَّابِيِّ قَالُوْا: وَمَعْنَاهُ أَنَّهَا مِنْ سُنَنِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ ، وَقِيْلَ: هِيَ الدِّيْنُ (شرح النووی علیٰ مسلم ج ۳ ص ۱۴۸، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

ترجمہ: اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ فطرت سے مراد طریقہ ہے، اور اسی طرح سے خطابی کے علاوہ ایک جماعت نے ذکر کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے طریقوں میں سے ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فطرت سے مراد دین ہے (نووی)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْفُوْا اللُّحٰى، وقُصُّوْا الشَّوَارِبَ قَالَ: وَكَانَ إِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ، يُوَفِّيْ لِحْيَتَهُ، ويَقُصُّ شَارِبَهُ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۱۷۲۴، ج ۱۱ ص ۲۷۷) [1]

---

[1] امام طبرانی، امام ترمذی، امام احمد اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے اس حدیث کا ایک حصہ روایت کیا ہے، اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن غریب فرمایا ہے۔

چنانچہ امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا عبدان بن أحمد، ثنا الفضل بن سهل الأعرج، ثنا يحيى بن أبى بكير، ثنا الحسن بن صالح، وسماک بن حرب، عن عكرمة، عن ابن عباس رضى الله عنهما، أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يقص شاربه، وأن إبراهيم الخليل كان يقص شاربه (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۱۷۲۵، ج ۱۱ ص ۲۷۷)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ، اور فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن اپنی ڈاڑھی کو بڑھاتے تھے اور مونچھیں کٹاتے تھے (طبرانی)

فائدہ: یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا محمد بن عمر بن الوليد الكندى الكوفى قال :حدثنا يحيى بن آدم، عن إسرائيل، عن سماک، عن عكرمة، عن ابن عباس، قال " :كان النبى صلى الله عليه وسلم يقص أو يأخذ من شاربه، قال :وكان إبراهيم خليل الرحمن يفعله :"هذا حديث حسن غريب (ترمذی، رقم الحديث ۲۷۶۰، باب ماجاء فى قص الشارب)

اور امام احمد رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کیا ہے:

حدثنا يحيى بن أبى بكير، حدثنا حسن بن صالح، عن سماک، عن عكرمة، عن ابن عباس، قال " :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقص شاربه "وكان أبو كم إبراهيم من قبله يقص شاربه (مسند احمد رقم الحديث ۲۷۳۸)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کیا ہے:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، وأبو سعيد بن أبى عمرو، ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا العباس بن محمد، ثنا يحيى بن أبى بكير، عن الحسن بن صالح، عن سماک، عن عكرمة، عن ابن عباس قال " :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقص شاربه وكان أبو كم إبراهيم صلى الله عليه وسلم يقص شاربه "(شعب الايمان ، الأربعون من شعب الإيمان وهو باب فى الملابس والزى والأوانى وما يكره منها ،فصل فى الاخذ من اللحية، رقم الحديث ۶۰۲۳)

[1] چنانچہ اس حدیث کی سند یہ ہے:

حدثنا إبراهيم بن نائلة الأصبهانى، ثنا إسماعيل بن عمرو البجلى، ثنا إسرائيل، عن سماک بن حرب، عن عكرمة، عن ابن عباس،الخ (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۱۷۲۴)

اس حدیث کے پہلے راوی ابراہیم بن نائلہ اصبہانی ہیں، جن کا پورا نام ابراہیم بن محمد بن حارث بن میمون ہے اور ان کی کنیت ابو اسحاق اصبہانی ہے اور لقب ابرجہ ہے، اور یہ مشہور حافظِ حدیث ہیں۔

(إبراهيم بن محمد بن الحارث بن ميمون .أبو إسحاق الإصبهانى المعروف بابن نائلة، وهى أمه)(تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام،للذهبى، ج۶ ص۱۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا ذکر خاص وجہ سے کیا گیا ہے، تاکہ مشرکین اور بعض دوسرے مذاہب والے جو اپنی نسبت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبُرَجَة، بالفتح وسكون الموحدة وفتح الراء وتخفيف الجيم :لقب إبراهيم بن محمد بن الحارث الأصبهانی الحافظ المعروف بابن نائلة، وهی أُمّه(تبصير المنتبه بتحرير المشتبه،لابنِ حجر العسقلانی ج ۱ ص ۴،حرف الالف)

وابرجة لقب إبراهيم بن محمد بن الحارث الاصبهانی روی عنه أبو الشيخ بن حيان توفی سنة إحدی وتسعين ومئتين وهو إبراهيم بن نائلة ونائلة أمه وإبراهيم بن يوسف الاصبهانی لقبه ابرجة روی عنه ابنه أبو علی محمد بن ابرجة ذكره(توضيح المشتبه فی ضبط أسماء الرواة وأنسابهم وألقابهم وكناهم، ج ۱ ص ۵۲،حرف الالف، لابنِ ناصر الدين الدمشقی)

اور دوسرے راوی اسماعیل بن عمرو البجلی ہیں، جن کی کنیت ابواسحاق ہے، ان کو ابنِ حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے، اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے، اس لئے ان کی حدیث اولاً تو حسن لعینہٖ میں داخل ہے، اور اس حدیث میں مذکورہ مضمون کے دوسرے شواہد کی وجہ سے حسن لغیرہٖ میں داخل ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔

إسماعيل بن عمرو البجلی كنيته أبو إسحاق من أهل الكوفة سكن أصبهان يروی عن الثوری والحسن بن صالح بن حی روی عنه أهل أصبهان يغرب كثيرا(ثقات ابنِ حبان ج۸ص ۱۰۰،رقم الترجمة ۱۲۴۲۶)

إسماعيل بن عمرو البجلی مولاهم الكوفی نزيل أصبهان وشيخها ومسندها، ذكره ابن حبان فی الثقات وضعفه الدارقطنی .وتوفی سنة سبع وعشرين ومائتين.(الوافی بالوفيات للصفدی ج۹ ص ۱۰۹ ، تحت ترجمة البجلی الكوفی)

إسماعيل بن عمرو البجلی محدث إصبهان وهو كوفی روی عن مسهر وطبقته وثقه ابن حبان وغيره وضعفه الدارقطنی وهو مكثر عالی الاسناد(العبر فی خبر من غبر للذهبی ج ۱ ص ۳۱۳)

اور تیسرے راوی اسرائیل بن یونس بن ابواسحاق سبیعی ہیں، جو کہ حافظ الحدیث اور امام الکبیر اور ثقہ شمار کئے گئے ہیں۔

إسرائيل بن يونس بن أبی إسحاق السبيعی الهمدانی أبو يوسف الكوفی ثقة تكلم فيه بلا حجة من السابعة مات سنة ستين وقيل بعدها (تقريب التهذيب ج ۱ ص ۱۰۴ ، رقم الترجمة ۴۰۱)

اور چوتھے راوی سماک بن حرب ہیں، جو کہ حافظ الحدیث اور امام الکبیر اور صدوق وصالح شمار کئے گئے ہیں، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر میں بغیر جرح کے ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔

سماک بن حرب بن أوس بن خالد بن نزار بن معاوية بن حارثة.الحافظ الامام الكبير أبو المغيرة الذهلی البكری الكوفی أخو محمد وإبراهيم(سيراعلام النبلاء ۵ ص ۲۴۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف کیا کرتے تھے، ان کو بھی اس حکم کی اہمیت معلوم ہوجائے، ورنہ واقعہ یہ ہے کہ ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا عمل تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں مشترک رہا ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سماک بن حرب أبو المغيرة الكوفي، قال لنا محمد عن مؤمل عن حماد بن سلمة عن سماک بن حرب :أدركت ثمانين من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وكان ذهب بصري فدعوت الله تعالى فرد علي، سمع جابر بن سمرة وسويد بن قيس والنعمان بن بشير، روى عنه الثوري وشعبة، حدثنا أحمد بن الصباح (نا) عبد الله بن الجهم (نا) عمرو عن سماک بن حرب الذهلي، هو أخو إبراهيم ومحمد، ويقال عن عارم (نا) سعيد بن سماک بن حرب :قال محارب بن دثار لابي :يا أبا المغيرة(التاريخ الكبير للبخاري، ج۴ص ۱۷۳، باب سماک،رقم الترجمة ۲۳۸۲)

سماک بن حرب (م، عو)، أبو المغيرة الهذلي الكوفي.صدوق صالح، من أوعية العلم، مشهور(ميزان الاعتدال ج۲ص ۲۳۲،رقم الترجمة ۳۵۴۸)

وكان جائز الحديث، لم يترك حديثه أحد، ولم يرغب عنه أحد، وكان عالمًا بالشعر وأيام الناس، وكان فصيحًا .وقال أبو حاتم :صدوق ثقة(مغاني الاخيار لبدرالدين العيني ج ۱ ص ۴۵۳، حرف السين، باب السين بعدها الالف)

(سماک بن حرب م خت بن أوس بن خالد أبو المغيرة الذهلي البكري الكوفي .) أحد أئمة الحديث،وهو أخو محمد وإبراهيم(تاريخ الاسلام للذهبي ج۳ص ۴۲۸،حرف السين)

وقال ابن أبي مريم عن ابن معين ثقة(تهذيب التهذيب ج۴ص ۲۳۳)

البتہ بعض حضرات نے حضرت سماک کی عکرمہ سے احادیث پر کچھ کلام کیا ہے۔

چنانچہ مسند احمد کے حاشیہ میں اس حدیث کے ذیل میں ہے کہ:

إسناده ضعيف، سماک -وهو ابن حرب -حسن الحديث إلا في روايته عن عكرمة، فإن فيها اضطراباً، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح(حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ۲۷۳۸)

مگر حضرت سماک کی حضرت عکرمہ سے مروی بعض احادیث کو محدثین نے صاف طور پر صحیح قرار دیا ہے، چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عن سماک بن حرب، عن عكرمة، عن ابن عباس، قال :اغتسل بعض أزواج النبي صلى الله عليه وسلم في جفنة، فأراد رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتوضأ منه، فقالت :يا رسول الله، إني كنت جنبا، فقال :إن الماء لا يجنب .هذا حديث حسن صحيح، وهو قول سفيان الثوري، ومالک، والشافعي(سن الترمذی، رقم الحديث ۶۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے طریقہ وملت سے ہٹنے والے کو احمق و بے وقوف فرمایا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ (سورة البقره رقم الآية ۱۳۰)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور امام حاکم حضرت سماک بن حرب کی عکرمہ اور ابنِ عباس کی سند کے ساتھ ایک حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

قد احتج البخاری بأحادیث عکرمة، واحتج مسلم بأحادیث سماک بن حرب، وهذا حدیث صحیح فی الطهارة، ولم یخرجاه، ولا یحفظ له علة (مستدرک حاکم، کتاب الایمان، تحت رقم الحدیث ۵۶۵)

اور اسی سند کی ایک اور حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

قد احتج البخاری بعکرمة، واحتج مسلم بسماک وهذا حدیث صحیح الإسناد متداول بین الفقهاء، ولم یخرجاه.

وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح (مستدرک حاکم مع تعلیق الذهبی، کتاب صلاة العیدین، تحت رقم الحدیث ۱۱۰۴)

اسی طرح ایک اور حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

هذا حدیث صحیح الإسناد و لم یخرجاه و هو من النوع الذی أقول أن البخاری احتج بعکرمة و مسلم بسماک تعلیق الذهبی فی التلخیص :صحیح (مستدرک حاکم مع تعلیق الذهبی، کتاب الطلاق، تحت حدیث رقم ۲۸۱۰)

اس قسم کی اور بھی متعدد احادیث موجود ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سند کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

سماک عن عکرمة عن ابن عباس لم یکن عند رسول الله صلی الله علیه وسلم امرأة وهبت نفسها له أخرجه الطبری وإسناده حسن (فتح الباری، ج۸، ص ۵۲۶، قوله باب قوله ترجء من تشاء منهن وتؤوی إلیک من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک)

اور مذکورہ حدیث میں ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا معاملہ دیگر صحیح وقوی احادیث سے مؤید ہے۔

رہا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حصہ تو دیگر صحیح احادیث میں ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کو فطرت سے تعبیر کیا گیا ہے، اور فطرت کے اصولی مفہوم میں حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام بھی داخل ہیں۔

لان المراد بالفطرة هو الطریقة التی اختارها الانبیاء.

لہٰذا اس حدیث کے دونوں حصے بحمد اللہ تعالیٰ دیگر احادیث سے (صراحتاً یا دلالتاً) مؤید ہوئے۔

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور ملتِ ابراہیمی سے تو وہی اعراض کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو (سورہ بقرہ)

کیونکہ ملتِ ابراہیمی عین دینِ فطرت ہے، کوئی سلیم الفطرت انسان اس سے انکار نہیں کرسکتا، اور ملتِ ابراہیمی سے روگردانی اور اعراض وہی شخص کرسکتا ہے، جس کی عقل میں فتور ہو، کیونکہ اسی ملت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو دنیا میں عزت وبزرگی عطا فرمائی، اور آخرت میں بھی، لہٰذا ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے سے اعراض کرنے والا بھی احمق شمار ہوگا۔ [1]

---

[1] ومن یرغب عن ملة إبراهیم استبعاد وانکار لان یکون أحد یرغب عن ملته الواضحة الغراء ای لا یرغب أحد عن ملته -والرغبة إذا عدی بالی فالمراد به الارادة وان عدی بعن فالمراد به الترک إلا من سفه نفسه السفه فی الأصل الخفة ویقال لمن یتعجل فی الافعال باتباع الهوی والشهوة من غیر تدبر وتفکر فی منافعه ومضاره خفیف وسفیه -وضده الحلیم -ویسند السفه بهذا المعنی الی نفس الشخص والی رأیه فیقال زید سفیه وسفه نفسه وسفه رأیه ای خف نفسه فیأتی بالافعال علی خلاف ما اقتضاه العقل وخف رأیه وحینئذ لا یتعدی الی مفعول وقد یستعمل بحرف الجر فیقال سفه زید فی نفسه وفی رأیه ولما کان السفه والخفة مستلزم لاهانة النفس واهلاکها وخفة الرأی مستلزم للجهل فیستعار ویقال سفه نفسه ای أهانها او أهلکها او جهلها فحینئذ یتعدی الی مفعول- او یقال تعدی الی مفعول بتضمین معنی أهلک -او أهان او جهل ولهذا قیل فی تفسیر الایة سفه نفسه ای جعلها مهانا وذلیلا حیث کفر بخالقه وعبد مخلوقا مثله -وقال ابو عبیدة أهلک نفسه- وقال الأخفش نصب بنزع الخافض وإفضاء الفعل الیه والمعنی سفه فی نفسه -وقال الفراء أصله سفه نفسه بالرفع فلما أسند الفعل الی صاحبها نصب علی التمیز کما یقال ضقت به ذرعا وطاب زید نفسا فی ضاق ذرعی وطاب نفس زید -وقال ابن کیسان والزجاج معناه جهل نفسه وذلک انه من عبد غیر الله فقد جهل نفسه لانه لم یعرف الله خالقها -وقد جاء من عرف نفسه فقد عرف ربه - قلت ومعنی من عرف نفسه فقد عرف ربه انه من عرف حقیقة نفسه انه ممکن لا یقتضی ذاته وجوده ولا بقاءه لا یتصور له فی نفسه وجود ولا قیام ولا بقاء -ولا یجوز حمله علی نفسه حملا أولیا نحو زید زید الا بعد انتسابه الی واجب وجوده قائم بنفسه قیوم لغیره لو لاه لم یوجد غیره وهو کالاصل للظلال وهو نور السموات والأرض قیم الأشیاء واقرب الی الأشیاء من أنفسها حیث لم یجز حمل أنفسها علیها الا بعد انتسابها الیه فقد عرف ربا واجبا واحد قیوما نورا مبینا قریبا ومن سفه نفسه ای جهلها جهل ربه وفی الاخبار ان الله تعالی اوحی الی داود اعرف نفسک وأعرفنی -فقال یا رب کیف اعرف نفسی وکیف أعرفک -فاوحی الله تعالی الیه اعرف نفسک بالضعف والعجز والفناء وأعرفنی بالقوة والقدرة والبقاء (التفسیر المظهری، ج ۱، ص ۱۳۲ الی ۱۳۳، سورة البقرة، تحت رقم الآیة ۱۳۰)

www.idaraghufran.org

معلوم ہوا کہ فطرت سے مراد یا تو تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ ہے، اور طریقہ عام ہے، جو سنت اور واجب دونوں کے مفہوم کو شامل ہے، یا فطرت سے مراد دین ہے۔

بہر حال جو کچھ بھی مراد ہو اس سے ڈاڑھی کا ایسا حکم ہونا معلوم ہوا کہ جس پر تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور تمام شریعتیں متفق رہی ہیں۔

اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے طریقہ کی پیروی کا حکم فرمایا ہے۔ [1]

پس جب ڈاڑھی تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ ہے، جس کی اتباع کا قرآن مجید میں ہمیں حکم دیا گیا ہے، اور اس کا حکم تمام شریعتوں میں رہا ہے، اور اس کو فطرت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ فطرت کے معنیٰ پیدائش کے آتے ہیں، تو ڈاڑھی کا حکم اتنا واضح ہے کہ اس کے لئے وحی اور شریعت کے مستقل حکم کی ضرورت نہیں، بلکہ طبیعتِ سلیمہ والے انسان کو پیدائشی طور پر ہی ڈاڑھی کا حکم سمجھ میں آجاتا ہے۔

البتہ اگر کسی کی فطرت فاسد اور غیر سلیم ہو تو الگ بات ہے۔

اس تفصیل سے ڈاڑھی رکھنے، بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کی تاکید و اہمیت پوری طرح سے واضح ہوئی۔

---

[1] چنانچہ سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ. نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ. اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ(۸۳) وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ. كُلًّا هَدَيْنَا. وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ. وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ(۸۴) وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ. كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ(۸۵) وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَ لُوْطًا. وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ(۸۶) وَمِنْ اٰبَآءِ هِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ. وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ(۸۷) ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ. وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۸۸) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ. فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ(۸۹) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ. قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا. اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ(۹۰)

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی رکھنا فطرتِ اسلام میں داخل ہے

ڈاڑھی کے فطرت اور انبیاء کا طریقہ ہونے کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے، اور بعض احادیث سے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا اسلام کی فطرت ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: إِنَّ فِطْرَةَ الإِسْلاَمِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَالْاِسْتِنَانُ وَأَخْذُ الشَّارِبِ ، وَإِعْفَاءُ اللُّحى ، فَإِنَّ الْمَجُوْسَ تُعْفِيْ شَوَارِبَهَا ، وَتُحْفِيْ لِحَاهَا ، فَخَالِفُوْهُمْ ، حُذُّوْا شَوَارِبَكُمْ، وَاعْفُوْا لِحَاكُمْ(صحيح ابن حبان) [1]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اسلام کی فطرت جمعہ کے دن غسل کرنا، اور مسواک کرنا، اور مونچھوں کو کاٹنا، اور ڈاڑھی کو بڑھانا ہے، پس بے شک مجوسی (یعنی آتش پرست) اپنی مونچھیں بڑھاتے ہیں، اور ڈاڑھی کٹاتے ہیں، تو تم ان کی مخالفت کرو، تم اپنی مونچھوں کو کاٹو، اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ

(ابن حبان)

اور ابوامیہ محمد بن ابراہیم بغدادی، طرسوسی (المتوفی ۲۷۳ھجری) نے اس حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مِنْ فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ؛ اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْاِسْتِنَانُ، وَأَخْذُ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ؛ فَإِنَّ الْمَجُوْسَ تُعْفِيْ شَوَارِبَهَا، وَتُحْفِيْ لِحَاهَا، فَخَالِفُوْهُمْ، فَخُذُوْا

---

[1] رقم الحديث ۱۲۲۱، كتاب الطهارة، ذكر البيان بأن الاغتسال للجمعة من فطرة الإسلام. الاستنان مأخوذ من السن وهو إمرار السواک على السن(العرف الشذی للكشميری، ج ۱ ص ۱۶۷، باب ما جاء فی السواک)

www.idaraghufran.org

شَوَارِبَكُمْ وَأَعْفُوْا لِحَاكُمْ(مسند أبی أمیة الطرسوسی، رقم الحدیث ۵۹) [1]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اسلام کی فطرت میں سے جمعہ کے دن غسل کرنا، اور مسواک کرنا، اور مونچھوں کو کاٹنا، اور ڈاڑھی کو بڑھانا ہے، پس بے شک مجوسی (یعنی آتش پرست لوگ) اپنی مونچھوں کو بڑھا کر رکھتے ہیں، اور ڈاڑھیوں کو پست یعنی چھوٹی کرتے ہیں، پس تم ان کی مخالفت کرو، تم اپنی مونچھوں کو کاٹو، اور اپنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ (مسند ابی امیہ طرسوسی)

فائدہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

---

[1] الناشر :مخطوط نُشر فی برنامج جوامع الكلم المجانی التابع لموقع الشبكة الإسلامية،الطبعة :الأولى، ۲۰۰۴ء.

قال الذهبی:

أبو أمية محمد بن إبراهيم بن مسلم البغدادی (ت، س) الإمام، الحافظ، المجود، الرحال، أبو أمية، محمد بن إبراهيم بن مسلم البغدادی، ثم الطرسوسی، نزيل طرسوس، ومحدثها، وصاحب (المسند) والتصانيف.ولد :فی حدود سنة ثمانين ومائة وحدث عن :عبد الوهاب بن عطاء ، وعمر بن يونس اليمامی، وروح بن عبادة، وجعفر بن عون، وعبد الله بن بكر السهمی، وعثمان بن عمر بن فارس، وعبيد الله بن موسی، والحسن بن موسی الأشيب، ويعقوب الحضرمی، وشبابة بن سوار، وأبی مسهر، وطبقتهم.حدث عنه :أبو حاتم، وابن صاعد، وأبو عوانة، وابن جوصا، وأبو الدحداح، وأبو بكر بن زياد، وأبو الطيب بن عبادل، وعثمان بن محمد السمرقندی، وأبو علی الحضائری، وحفيده؛ محمد بن إبراهيم بن أبی أمية، وخلق كثير.قال النسائی :هو بغدادی، سكن طرسوس .وقال ابن يونس :كان فهما، حسن الحديث . وقال أبو داود : ثقة.وقال أبو عبد الله الحاكم :أبو أمية صدوق، كثير الوهم .وقال أبو بكر الخلال الفقيه :أبو أمية رفيع القدر جدا، كان إماما فی الحديث .قال ابن يونس :مات بطرسوس فی جمادی الآخرة، سنة ثلاث وسبعين ومائتين .وقال أبو الحسين بن المنادی :جاء نا فی رمضان نعی أبی أمية، سنة ثلاث وسبعين وقيل :مات فی سنة ثمان وسبعين، وهذا وهم(سير اعلام النبلاء، ج۱۳، ص ۹۱ الی ۹۳، تحت الترجمة، أبو أمية محمد بن إبراهيم بن مسلم البغدادی)

[2] چنانچہ ابن حبان کی سند درج ذیل ہے:

أخبرنا الحسن بن سفيان حدثنا حميد بن زنجويه حدثنا بن أبی أويس حدثنا أخی عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس سے پہلے والی حدیث میں ڈاڑھی بڑھانے کو تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ اور فطرت ہونا بتلایا جاچکا، اور اس حدیث سے ڈاڑھی بڑھانے کا فطرتِ اسلام بھی ہونا معلوم ہوگیا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سلیمان بن بلال عن محمد بن عبد الله بن أبی مریم عن أبی سلمة بن عبد الرحمن ،عن أبی هریرة،الخ.

اور طرسوسی کی سند درج ذیل ہے:

حدثنا محمد بن عبد المؤمن المصری، ثنا عبد الله بن قعنب، وابن أبی أویس، عن سلیمان بن بلال، عن محمد بن عبد الله بن أبی مریم، عن أبی سلمة، عن أبی هریرة،الخ.

ابن حبان کی حدیث کے پہلے راوی حسن بن سفیان بن عامر ہیں جو کہ حافظ الحدیث اور شیخ کبیر ہیں۔

الحسن بن سفیان بن عامر الحافظ الامام شیخ خراسان(تذکرة الحفاظ ج۲ص۱۹۷، رقم الترجمة۷۲۴)

الحسن بن سفیان بن عامر الحافظ الإمام شیخ خراسان أبو العباس الشیبانی النسوی . صاحب المسند الکبیر والأربعین .لقی إسحاق وابن معین وتفقه بأبی ثور وکان یفتی بمذهبه.قال الحاکم :کان محدث خراسان فی عصره مقدما فی التثبت والکثرة والفهم والفقه والأدب لیس له فی الدنیا نظیر(طبقات الحفاظ للسیوطی ج ۱ ص۳۰۸، الطبقة العاشرة)

اور دوسرے راوی حمید بن زنجویہ ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔

حمید بن زنجویه هو ابن مخلد بن زنجویه یأتی(تقریب التهذیب ج ۱ ص ۱۸۱)

حمید بن مخلد بن قتیبة بن عبد الله الأزدی أبو أحمد بن زنجویه وهو لقب أبیه ثقة ثبت له تصانیف من الحادیة عشرة(تقریب التهذیب ج ۱ ص۱۸۲)

اور تیسرے راوی اسماعیل بن ابی اویس ہیں، یہ بھی حافظ الحدیث ہیں، اور ان کے بارے میں تھوڑا بہت کلام ہے، لیکن طرسوسی کی سند میں سلیمان بن بلال سے روایت کرنے والے قعنبی بھی ہیں (جن کا ذکر آگے آتا ہے) لہٰذا ان پر یہ تھوڑا کلام بھی مضر نہیں رہتا۔

اسماعیل بن ابی اویس الامام الحافظ محدث المدینة أبو عبد الله بن عبد الله بن عبد الله بن اویس بن مالک ابن ابی عامر الاصبحی المدنی (تذکرة الحفاظ ج ۱ ص ۳۰۰، تحت رقم الترجمة ۴۱۵)

وکان عالم أهل المدینة، ومحدثهم فی زمانه علی نقص فی حفظه وإتقانه، ولولا أن الشیخین احتجا به، لزحزح حدیثه عن درجة الصحیح إلی درجة الحسن.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ڈاڑھی کے بڑھانے کے فطرتِ اسلام ہونے کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی بڑھانے سے ہی فطرتِ اسلام کا تقاضا مکمل ہوتا ہے، چھوٹی چھوٹی اور خشخشی ڈاڑھی رکھنے سے فطرتِ اسلام کا تقاضا پورا نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں ڈاڑھی بڑھانا نہیں پایا جاتا، اور یہ طریقہ اسلام کی فطرت کے مقابلہ میں غیر مسلموں اور خاص کر مجوسیوں کا ہے، جن کی مسلمانوں کو مخالفت کا حکم ہے۔

اس حدیث سے بھی ڈاڑھی بڑھانے کی اہمیت واضح ہوئی۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هذا الذى عندى فيه.(سير اعلام النبلاء للذهبى، ج ۱۰، ص ۳۹۱، تحت الترجمة، إسماعيل بن أبى أويس عبد الله الأصبح)

اور چوتھے راوی اسماعیل بن ابی اویس کے بھائی عبدالحمید ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔

إسماعيل بن أبى أويس .عن أخيه .أخوه أبو بكر .اسمه عبد الحميد(تهذيب التهذيب ج ۱ ص ۷۳۰)

عبد الحميد بن عبد الله بن عبد الله بن أويس الأصبحى أبو بكر بن أبى أو يس مشهور بكنيته كأبيه ثقة من التاسعة(تقريب التهذيب ج ۱ ص ۳۳۳)

اور پانچویں راوی سلیمان بن بلال تیمی ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔

سليمان بن بلال التيمى مولاهم أبو محمد وأبو أيوب المدنى ثقة من الثامنة (تقريب التهذيب ج ۱ ص ۲۵۰)

اور چھٹے راوی محمد بن عبداللہ بن ابی مریم ہیں، یہ بھی صالح اور بعض کے نزدیک ثقہ ہیں، اور امام بخاری نے ان کا تاریخ کبیر میں بغیر جرح کے ذکر فرمایا ہے۔

محمد بن عبد الله بن أبى مريم.....قال أبو حاتم :شيخ مدنى صالح الحديث، وذكره ابن حبان فى الثقات(مغانى الاخيار ج۳ص ۵۴۶،باب الميم)

اور حضرت ابوہریرہ سے روایت کرنے والے ابوسلمہ ہیں جو کہ ثقہ اور حافظ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ جلیل القدر تابعی ہیں

أبو سلمة بن عبد الرحمن ابن عوف الزهرى المدنى الحافظ .....وكان من كبار أئمة التابعين غزير العلم ثقة عالما(تذكرة الحفاظ ج ۱ ص ۵۰،رقم الترجمة ۵۲)

اور طرسوسی کی روایت میں سلیمان بن بلال سے روایت کرنے والے ایک راوی اسماعیل بن ابی اویس کے علاوہ قعنبی ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔

القعنبى عبد الله بن مسلمة بن قعنب (خ، م، د)عبد الله بن مسلمة بن قعنب، الإمام، الثبت، القدوة، شيخ الإسلام،أبو عبد الرحمن الحارثى، القعنبى، المدنى، نزيل البصرة،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی منڈانا، مونچھیں بڑھانا غیروں کا طریقہ ہے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ :قُصُّوا الشَّوَارِبَ، وَاعْفُوا اللُّحٰی، وَلا تَمْشُوا فِی الْأَسْوَاقِ إِلَّا وَعَلَیْکُمُ الْأُزُرُ، إِنَّهُ لَیْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَیْرِنَا (المعجم الکبیر للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کٹاؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، اور بازاروں میں بغیر تہبند کے (یعنی ستر کھول کر) نہ چلو، بے شک جس نے ہمارے غیروں کے طریقہ پر عمل کیا، وہ ہم میں سے نہیں (طبرانی)

فائدہ: یہ حدیث حسن درجے میں داخل ہو کر معتبر ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ثم مکة(سیر اعلام النبلاء للذهبی، ج ۱۰، ص ۲۵۷)
عبد الله ابن مسلمة ابن قعنب القعنبی الحارثی أبو عبد الرحمن البصری أصله من المدینة وسکنها مدة ثقة عابد کان ابن معین وابن المدینی لا یقدمان علیه فی الموطأ أحدا من صغار التاسعة مات فی (أول) سنة إحدی وعشرین بمکة خ م د ت س(تقریب التهذیب لابن حجر، ج ۱، ص ۳۲۳،تحت رقم الترجمة ۳۶۲۰، حرف العین)

چنانچہ اس حدیث کے بارے میں جناب ناصر الدین البانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

قلت :وهذا إسناد جید؛ ابن أبی مریم، روی عنه جمع من الثقات غیر سلیمان بن بلال، ذکرهم ابن أبی حاتم ، وروی عن یحیی القطان أنه قال : "لم یکن به بأس ."وعن أبیه قال: "شیخ مدینی صالح الحدیث ." وذکره ابن حبان فی "الثقات "
ومن دونه ثقات من رجال الشیخین؛ علی ضعف فی حفظ ابن أبی أویس، واسمه إسماعیل بن عبد الله . والحدیث أخرجه البخاری فی ترجمة ابن أبی مریم من "التاریخ "فقال :قال لی إسماعیل بن أبی أویس بإسناده بلفظ: "المجوس تعفی شواربها، وتحفی لحاها؛ فخالفوهم، فجزوا شواربکم، وأعفوا لحاکم(سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۳۱۲۳، ج۷، ص ۳۳۲)

[1] رقم الحدیث ۱۳۳۵۱، ج ۱۱ ص ۱۵۲، المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث ۹۴۲۶.

[2] قال الهیثمی:رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه یوسف بن میمون ضعفه أحمد والبخاری وجماعة ووثقه ابن حبان ، وبقیة رجاله ثقات(مجمع الزوائد ج۵ ص ۱۶۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

کیونکہ مونچھیں بڑھانا اور ڈاڑھی کٹانا بھی غیروں کا طریقہ ہے، جیسا کہ آگے احادیث میں تفصیل کے ساتھ آتا ہے۔

اس لئے جو شخص مونچھیں بڑھائے یا ڈاڑھی کٹائے تو اس کے لئے یہ وعید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی جماعت سے باہر کا شخص قرار دیا، جو کہ ان دونوں گناہوں پر بہت سخت وعید ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت: فالحديث حسن. لان حكم قص الشوارب واعفاء اللحى جاء فى احاديث اخر .وقد امر رسول الله صلى الله عليه وسلم باعفاء اللحية مخالفة للمشركين واهل الكتاب ،والجملة الثانية له ايضاشواهد .كما سيأتى فى حديث زيد ابن ارقم.

قال الالبانى:

رواه الطبرانى فى "الأوسط : حدثنا هيثم بن خلف :أخبرنا ابن حماد الوراق :حدثنا أبو يحيى الحمانى، عن يوسف بن ميمون، عن عطاء ، عن ابن عباس مرفوعاً .وقال":لم يروه عن عطاء إلا يوسف ولا عنه إلا أبو يحيى، تفرد به الحسن بن حماد."

قلت :وهو ثقة، لكن أبو يحيى الحمانى -واسمه عبد الحميد بن عبد الرحمن -قال الحافظ : "صدوق يخطىء ."وشيخه يوسف بن ميمون -وهو المخزومى مولاهم الكوفى -؛ قال الحافظ: "ضعيف."فهو علة الحديث، وبه أعله الهيثمى.

والشطر الأول منه؛ له شاهد من حديث أبى هريرة مرفوعاً به .أخرجه أحمد عن عمر بن أبى سلمة (عن أبيه) عنه.قلت :وعمر هذا صدوق يخطىء كما فى "التقريب"، فهو ممن يستشهد به، لا سيما وقد قال فيه أبو حاتم " :صالح الحديث "، وصحح له الترمذى، فالحديث بهذا الشطر حسن .والله أعلم . وله شاهد آخر بلفظ ":أحفوا الشوارب وأعفوا اللحى.أخرجه مسلم، وأبو عوانة(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۴۰۵۷)

وقال ايضاً:

تحت حديث :"ليس منا من تشبه بغيرنا ، لا تشبهوا باليهود و لا بالنصارى الخ"

لكن الحديث جاء مفرقا فى أحاديث يتقوى بها ، فالجملة الأولى منه يشهد لها حديث ابن عباس قال : " :لما افتتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة قال :إن الله عزوجل و رسوله حرم عليكم شرب الخمر و ثمنها و حرم عليكم أكل الميتة و ثمنها و حرم عليكم الخنازير و أكلها و ثمنها ، و قال :قصوا الشوارب و أعفوا اللحى ، و لا تمشوا فى الأسواق إلا و عليكم الأزر ، إنه ليس منا من عمل بسنة غيرنا "(سلسلة الاحاديث الصحيحة ،تحت رقم الحديث ۲۱۹۴)

فالحديث حسن بلاريب .

www.idaraghufran.org

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا(ترمذی) [1]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنی مونچھیں نہیں کاٹیں، تو وہ ہم میں سے نہیں (ترمذی، نسائی، مسند احمد، ابن حبان)

فائدہ: یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَقَّتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيْمَ الْأَظْفَارِ، وَحَلْقَ الْعَانَةِ، وَنَتْفَ الْإِبْطِ، لَا يُتْرَكُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا(ترمذی) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے مونچھیں کاٹنے، اور ناخن کاٹنے، اور زیرِ ناف بال مونڈنے، اور بغلوں کے بال کاٹنے کے بارے میں وقت مقرر کر دیا ہے کہ ہم (ان کو) چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمایا ہے، اور دراصل یہ دو

---

[1] رقم الحديث ۲۷۶۱، ابواب الادب، باب ماجاء فی قص الشارب، نسائی، رقم الحديث ۱۳، مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۲۶۳، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۴۷۷.

[2] قال الترمذی: وفی الباب عن المغيرة بن شعبة: هذا حديث حسن صحيح حدثنا محمد بن بشار قال: حدثنا يحيى بن سعيد، عن يوسف بن صهيب، بهذا الإسناد نحوه (حواله بالا)

و فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين. غير يوسف بن صهيب وحبيب بن يسار، فمن رجال الترمذی والنسائی، وروى أبو داود للأول منهما أيضاً، وكلاهما ثقة (حواله بالا)

و فی حاشية ابن حبان: إسناده صحيح (حواله بالا)

[3] رقم الحديث ۲۷۵۹، ابواب الادب، باب فی التوقيت فی تقليم الأظفار وأخذ الشارب، مسلم، رقم الحديث ۲۵۸ "۵۱".

قال الترمذی: هذا أصح من الحديث الأول.

www.idaraghufran.org

حکم الگ الگ ہیں:

ایک ڈاڑھی بڑھانے کا، اور دوسرے مونچھیں کٹانے کا۔

جس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی کٹانے اور مونچھیں بڑھانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت اور غیروں کے طریقہ کی موافقت لازم آتی ہے۔ [۱]

تو جو شخص مونچھیں نہیں کاٹتا، اور لمبی لمبی مونچھیں رکھتا ہے، تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ ہم میں سے نہیں''، جس طرح سے کہ ڈاڑھی نہ بڑھانے والے کے بارے میں فرمایا کہ ''وہ ہم میں سے نہیں''

لہٰذا یہ حدیث پہلی حدیث کا ایک حصہ ہے، اور جو وعید مونچھیں نہ کٹانے میں ہے، وہی وعید ڈاڑھی نہ بڑھانے میں بھی ہے۔

اور یہ بہت سخت وعید ہے، جو گناہ کے کام کے لئے ہی ہوسکتی ہے، اور آگے احادیث میں بھی یہ آتا ہے کہ ڈاڑھی منڈانے میں غیر مسلموں کی مشابہت بھی پائی جاتی ہے۔ [۲]

ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللُّحٰى (مسلم) [۳]

---

[۱] وقت لنا فی تقلیم الأظفار وقص الشارب ونتف الإبط أن لا نترک أکثر من أربعین لیلة وهو من المقدرات التی لیس للرأی فیها مدخل فیکون کالمرفوع اهـ(ردالمحتار، ج۶ ص۴۰۷، کتاب الحظر والاباحة)

[۲] والظاهر أن معناه لیس من کمل أهل طریقتنا أو تهدید لتارک هذه السنة أو تخویف له علی الموت بغیر هذه الملة (مرقاة المفاتیح، ج۷، ص۲۸۲۲، باب الترجل)

[۳] رقم الحدیث ۵۲"۲۵۹"کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، مسند احمد، رقم الحدیث ۴۶۵۴. فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط الشیخین .یحیی :هو ابن سعید القطان، وعبید الله :هو ابن عمر العمری.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مونچھوں کو پست (یعنی چھوٹی) کرو، اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ (مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْفَاءِ اللُّحٰى (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو پست (یعنی چھوٹی) کرنے اور ڈاڑھیوں کو بڑھانے کا حکم فرمایا ہے (ابوداؤد)

اور حضرت عبدالرحمٰن بن علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْفُوا اللُّحٰى، وَحُفُّوْا الشَّوَارِبَ (مسند احمد، رقم الحديث ۵۱۳۵) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، اور مونچھوں کو پست (یعنی

---

[1] رقم الحديث ۴۱۹۹، كتاب الترجل، باب في أخذ الشارب، ابنِ حبان، رقم الحديث ۵۴۷۵. في حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] في حاشية مسند احمد:

إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير عبد الرحمن بن علقمة ويقال :ابن أبي علقمة، ويقال :ابن علقم، المكي، وهو غير عبد الرحمن بن أبي علقمة الثقفي، ذاك قد روى عن ابن مسعود كما سلف في مسنده برقم(۳۶۵۷)وهذا فقد روى عن ابن عباس وابن عمر، وروى عنه سفيان الثوري، وخرج له البخاري في "أفعال العباد" والنسائي، ووثقه هو والعجلي، وذكره في "الثقات" ابن حبان وابن شاهين، ونقل هذا الأخير عن عبد الرحمن بن مهدى أنه قال فيه :كان من الأثبات الثقات، وقال الحافظ في "التقريب :"ثقة.

وأخرجه النسائي في "المجتبى ۱۲۹/۲۸" وفي "الكبرى(۹۲۹۱)"و(۹۲۹۲)، وأبو يعلى(۵۷۳۸)من طريق عبد الرحمن بن مهدى، بهذا الإسناد

www.idaraghufran.org

چھوٹی) کرو (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْفَى اللُّحٰى وَأَنْ تُجَزَّ الشَّوَارِبُ (مسند احمد، رقم الحديث ۵۱۳۸) [۱]

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم فرمایا کہ ڈاڑھیوں کو بڑھایا جائے اور مونچھوں کو کٹایا جائے (مسند احمد)

فائدہ: اس سے پہلے ڈاڑھی کا تمام نبیوں کا طریقہ، فطرتِ سلیمہ اور فطرتِ اسلام ہونا معلوم ہو چکا اور اس حدیث میں واضح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمانے کا ذکر ہے، جس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ڈاڑھی رکھنا اور بڑھانا ہماری شریعت میں واجب اور ضروری درجہ کا حکم ہے، کیونکہ اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ [۲]

اور بخاری شریف میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْهَكُوْا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوْا اللُّحٰى (بخاری، رقم الحديث ۵۸۹۳، كتاب اللباس، باب اعفاء اللحى)

---

[۱] في حاشية مسند احمد: حديث صحيح، مؤمل -وهو ابن إسماعيل العدوى مولاهم البصرى، سيىء الحفظ لكنه ثقة في سفيان الثورى.

[۲] حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صیغۂ امر سے دونوں حکم فرمائے، اور امر حقیقۃً وجوب کے لئے ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں کام واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے، پس ڈاڑھی کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں حرام فعل ہیں (اصلاح الرسوم ص ۲۱، باب اول، فصل چہارم)

وأما روايات أحفوا الشوارب فمعناها أحفوا ما طال على الشفتين والله أعلم وأما إعفاء اللحية فمعناه توفيرها وهو معنى أوفوا اللحى في الرواية الأخرى وكان من عادة الفرس قص اللحية فنهى الشرع عن ذلك (شرح النووى على مسلم، ج ۳، ص ۱۴۹، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو خوب اچھی طرح کاٹو اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ (بخاری)

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو کاٹنے کے لیے "انھکوا" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، جس کے معنیٰ خوب اچھی طرح کاٹنے کے ہیں۔ [۱]

حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُصُّوْا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوْا اللُّحٰى (مسند احمد، رقم الحديث ۷۱۳۲) [۲]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو، اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ (مسند احمد) [۳]

---

[۱] (وأحفوا) : بقطع الهمزة أى قصوا (الشوارب) : فى الجامع الصغير :قدم هذه الجملة على الأولى، ثم فى المغرب :أحفى شاربه بالحاء المهملة أى بالغ فى جزه .قيل :الإحفاء قريب من الحلق، وأما الحلق فلم يرد، بل كرهه بعض العلماء ورآه بدعة .قال القاضى وغيره :الإحفاء الاستقصاء فى الكلام، ثم استعير للاستقصاء فى أخذ الشارب، وفى معناه قوله :(وفى رواية ": أنهكوا الشوارب) : وهو بفتح الهمزة وكسر الهاء ، وفى نسخة بهمزة وصل مكسورة وفتح الهاء ، يقال :نهك كفرح وأنهك بالغ فى قصه(مرقاة المفاتيح، ج۷، ص۲۸۱۵، باب الترجل)

[۲] فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

[۳] اور مسند احمد میں ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال " :أعفوا اللحى، وخذوا الشوارب، وغيروا شيبكم ، ولا تشبهوا باليهود والنصارى "(مسند احمد، رقم الحديث ۸۶۷۲)

فى حاشية مسند احمد: صحيح، وهذا إسناد حسن لأن عمر بن أبى سلمة حسن الحديث فى المتابعات والشواهد.

امام بیہقی معرفۃ السنن میں روایت فرماتے ہیں کہ:

أخبرنا أبو سعيد قال :حدثنا أبو العباس قال :أخبرنا الربيع قال :أخبرنا الشافعى قال : وروى العلاء بن عبد الرحمن ، عن أبيه ، عن أبى هريرة :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : أعفوا اللحى وخذوا من الشوارب ، وغيروا الشيب ، ولا تشبهوا باليهود . كذا وجدته فى المبسوط وقد رواه مسلم بن الحجاج فى الصحيح ، عن أبى بكر الصغانى (معرفة السنن والآثار للبيهقى رقم الحديث ۱۲۶۹ ،باب الاخذ من الشوارب)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے، جس سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ ڈاڑھی رکھنا واجب عمل ہے، کیونکہ ایسا حکم فرمانے سے اس عمل کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے، دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ یہ واجب حکم چھوٹی ڈاڑھی رکھنے سے پورا نہیں ہوتا (جس کو خشخشی ڈاڑھی رکھنا کہا جاتا ہے) جب تک کہ اسے بڑھایا نہ جائے، اور کتنی مقدار بڑھانا واجب ہے، اس کا ذکر آگے آتا ہے۔

ڈاڑھی بڑھانا، مونچھیں کٹانا اور غیر مسلموں کی مخالفت

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوْا اللُّحٰى وَأَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اِعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو، اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، اور مونچھیں پست (یعنی چھوٹی) کرو، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور شرح معانی الآثار میں ہے:

حدثنا يونس، قال: ثنا ابن وهب، قال: حدثني مالک، عن أبي بكر بن نافع، عن أبيه ح وحدثنا محمد بن عمرو بن يونس، قال: ثنا عبد الله بن نمير، عن عبيد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر، كلاهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: " أحفوا الشوارب, وأعفوا اللحى "

حدثنا ابن أبي عقيل، قال: ثنا ابن وهب، قال: حدثني مالک، عن نافع، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله

حدثنا يزيد بن سنان، قال: ثنا حبان بن هلال، قال: ثنا أبو جعفر المدينی، قال: ثنا عبد الله بن عبيد الله بن أبي طلحة، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم وزاد ولا تشبهوا باليهود (شرح معانی الآثار، رقم الحديث ۶۵۵۹ تا ۶۵۶۲، ج۴ ص ۲۳۰، باب حلق الشارب)

[1] رقم الحديث ۵۸۹۲، كتاب اللباس، باب تقليم الاظفار.

www.idaraghufran.org

حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے، تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے، اور جو مٹھی سے زائد ہوتی، اسے کاٹ دیا کرتے تھے (بخاری)

فائدہ: اس حدیث میں ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمانے کے ساتھ ساتھ مشرکین کی مخالفت کا بھی حکم فرمادیا، کیونکہ بعض مشرکین مونچھیں لمبی لمبی رکھتے تھے، اور ڈاڑھی نہیں بڑھاتے تھے۔ [1]

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جو اس روایت کے راوی ہیں؛ وہ حج یا عمرہ کے وقت ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ دیا کرتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی بڑھانے کا جو واجب حکم ہے وہ ایک مٹھی ڈاڑھی ہونے پر پورا ہوجاتا ہے، اس سے زیادہ ڈاڑھی بڑھانا واجب نہیں۔ [2]

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی روایت کردہ ڈاڑھی بڑھانے کی حدیث کا یہی مطلب سمجھا، اور راوی اپنی روایت کردہ حدیث کا مطلب دوسروں سے زیادہ سمجھتا ہے (جس کی تفصیل آگے آتی ہے)

اور حج یا عمرہ کے وقت کے ذکر سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے اوقات میں ایک مٹھی سے فاضل وزائد مقدار ڈاڑھی کا کاٹنا جائز نہ ہو، کیونکہ دوسری روایات میں حضرت ابنِ عمر اور

---

[1] اس حدیث میں متعدد محدثین نے مشرکین سے مراد مجوسیوں کو قرار دیا ہے، جیسا کہ دیگر احادیث میں مجوسیوں کی صراحت ہے، اور بعض روایات میں اہلِ کتاب کے بھی ڈاڑھی کٹانے اور اُن کی مخالفت کرنے کا ذکر ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، اور ابتداء میں ڈاڑھی کٹانے کا رواج مجوسیوں میں ہی ہوا تھا، ان میں بعض ڈاڑھی کٹا کر چھوٹی کرلیتے تھے، اور بعض ڈاڑھی منڈایا کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس کی مخالفت کا حکم فرما کر ڈاڑھی منڈانے اور چھوٹی کرانے سے بھی منع فرمادیا، اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا، اور بڑھانے کی مقدار کیا ہے؟ اس پر کلام آگے آتا ہے۔

قولہ عمر بن محمد بن زید أی ابن عبد اللہ بن عمر قولہ خالفوا المشرکین فی حدیث أبی ہریرۃ عند مسلم خالفوا المجوس وھو المراد فی حدیث ابن عمر فإنھم کانوا یقصون لحاھم ومنھم من کان یحلقھا قولہ أحفوا (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۰، ص ۳۴۹، باب تقلیم الاظفار)

خالفوا المشرکین أراد بھم المجوس یدل علیہ روایۃ مسلم خالفوا المجوس (عمدۃ القاری، ج ۲۲، ص ۴۶، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار)

[2] أن ابن عمر کان یأخذ من لحیتہ بعد الفراغ عن الحج، أی ما یزید علی القبضۃ ویأخذ من رأسہ (العرف الشذی للکشمیری، ج ۴ ص ۱۶۲، باب ماجاء فی تقلیم الاظفار)

www.idaraghufran.org

دوسرے صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے حج یا عمرہ کے ذکر کے بغیر ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے کٹانے کا ثبوت ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ [۱]

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ أَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَأَوْفُوْا اللُّحٰى (مسلم) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں پست (یعنی چھوٹی) کرو، اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ (مسلم)

فائدہ: اس روایت میں بھی واضح طور پر ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کے ساتھ مشرکین کی مخالفت کرنے کا حکم مذکور ہے۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَالِفُوْا الْمَجُوْسَ ، أَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوْا اللُّحٰى (مستخرج ابوعوانة) [۳]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجوسیوں (یعنی آتش پرستوں) کی مخالفت کرو، مونچھیں پست (یعنی چھوٹی) کرو، اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ (ابوعوانہ)

فائدہ: اس روایت میں مشرکین کے ایک خاص مذہب والوں، یعنی مجوس کا ذکر فرما کر ان کی مخالفت کرنے اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا، اور مجوسیوں میں ڈاڑھی منڈانے اور کاٹ کر

---

[۱] وقال الكرماني لعل ابن عمر أراد الجمع بين الحلق والتقصير في النسك فحلق رأسه كله وقصر من لحيته ليدخل في عموم قوله تعالى محلقين رء وسكم ومقصرين وخص ذلك من عموم قوله وفروا اللحى فحمله على حالة غير حالة النسك قلت الذي يظهر أن ابن عمر كان لا يخص هذا التخصيص بالنسك بل كان يحمل الأمر بالاعفاء على غير الحالة التي تتشوه فيها الصورة بافراط طول شعر اللحية أو عرضه (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۰، ص ۳۵۰، باب تقليم الاظفار)

[۲] رقم الحديث ۲۵۹ "۵۴" كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة.

[۳] رقم الحديث ۴۶۸، ج ۱ ص ۱۶۲، كتاب الطهارة.

www.idaraghufran.org

چھوٹی کرنے دونوں کا رواج تھا۔ [1]

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَجُوْسَ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ يُوْفُوْنَ سِبَالَهُمْ، وَيَحْلِقُوْنَ لُحَاهُمْ، فَخَالِفُوْهُمْ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجُزُّ سِبَالَهُ، كَمَا تُجَزُّ الشَّاةُ أَوِ الْبَعِيْرُ (صحيح ابن حبان) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجوسیوں کا ذکر کیا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنی مونچھوں کو بڑھاتے ہیں اور اپنی ڈاڑھیوں کو مونڈتے ہیں، تو تم ان کی مخالفت کرو، پس حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اپنی مونچھوں کو اس طرح کاٹ دیا کرتے تھے، جس طرح بکری یا اونٹ کے بال کاٹے جاتے ہیں (ابن حبان)

---

[1] چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وكان من عادة الفرس قص اللحية فنهى الشرع عن ذلك (شرح النووى على مسلم، ج۳ص ۱۴۹، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

اور علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

لأنهم كانوا يقصرون لحاهم ومنهم من كان يحلقها (عمدة القارى، ج۲۲ ص۴۶، كتاب اللباس، باب تقليم الاظفار)

[2] رقم الحديث ۵۴۷۶، ج۱۲ ص۲۹۰، كتاب الزينة والتطيب، المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۱۴۱۴۰، المعجم الاوسط للطبرانى رقم الحديث ۱۰۵۱.

قال شعيب الانؤوط: إسناده حسن (حاشية ابن حبان)

و قال الالبانى:

قلت: وهذا إسناد جيد، رجاله ثقات، وفى معقل بن عبيد الله كلام يسير لا يضر. وقد أخرج له مسلم، ولذلك سكت عنه الحافظ العراقى فى "تخريج الإحياء والحافظ ابن حجر فى "فتح البارى وعزاه للطبرانى والبيهقى. وللحديث شواهد خرجت بعضها فى "جلباب المرأة المسلمة " "آداب الزفاف "السبال جمع السبلة بالتحريك: الشارب كما فى "النهاية (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۸۳۴)

www.idaraghufran.org

اس حدیث میں مونچھوں کے لیے سبال کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ [1]

[1] اور راجح یہ ہے کہ اس حدیث میں سبال سے مراد مطلق مونچھیں ہیں، نہ کہ مونچھوں کے کنارے۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث کے علاوہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی سبال کا لفظ مونچھوں کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔
ورأى الغزالي وغيره، أنه لا بأس بترك السبالين اتباعا لعمر وغيره، ولأن ذلك لا يستر الفم، ولا يبقى فيه غمر الطعام إذ لا يصل إليه، وكره الزركشي إبقاءه لخبر صحيح لابن حبان :ذكر لرسول الله -صلى الله عليه وسلم -المجوس فقال " :إنهم قوم يوفرون سبالهم، ويحلقون لحاهم فخالفوهم "اهـ.
والظاهر أن المراد بالسبال الشوارب أطلق عليها مجازا أو حقيقة على ما في القاموس والله أعلم (مرقاة المفاتيح ،ج ۷، ص ۲۷۲۸، كتاب الاطعمة)
اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں سبال کو بڑھانے کا ذکر ہے، جبکہ ایک روایت میں جزّ سبال کی نہی وارد ہوئی ہے۔

حدثنا ابن نفيل، حدثنا زهير، قرأت على عبد الملك بن أبي سليمان، وقرأه عبد الملك على أبي الزبير، ورواه أبو الزبير، عن جابر، قال :كنا نعفي السبال، إلا في حج أو عمرة(ابو داود، رقم الحديث ۴۲۰۱، باب في اخذ الشارب)
حدثنا عائذ بن حبيب ، عن أشعث ، عن أبي الزبير ، عن جابر ، قال :كنا نؤمر أن نوفي السبال ، ونأخذ من الشوارب(مصنف ابن شيبة، رقم الحديث ۲۶۰۱۶)
حدثنا مقدام، ثنا أبو الأسود، ثنا ابن لهيعة، ثنا أبو الزبير، عن جابر، أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن جز السبال.
لم يرو هذا الحديث عن أبي الزبير إلا ابن لهيعة، تفرد به :أبو الأسود "(المعجم الاوسط للطبراني ، رقم الحديث ۸۹۰۸)
قال الهيثمي:رواه الطبراني في الأوسط عند المقدام بن داود، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، ج۵ص۱۶۷ ، تحت رقم الحديث ۸۸۴۹،باب ما جاء في الشارب واللحية وغير ذلك)
اور اگرچہ بعض حضرات نے سبال بڑھانے کی روایت میں سبال سے مراد ڈاڑھی لی ہے، مگر بعض حضرات نے اس کی سند اور متن کو منکر اور اس کو ایک دوسرے کے معارض قرار دیا ہے۔
أورد أبو داود حديث جابر بن عبد الله قال :(كنا نعفي السبال إلا في حج وعمرة) والسبال هو الشارب، وهذا الحديث منكر؛ لأنه مخالف لما ثبت في الأحاديث الصحيحة من أن الشارب يحفى ويجز، وأنه وقت للإنسان مدة أربعين بحيث يأتي بهذه الأشياء المطلوبة منه، وهذا الحديث يعارضه، ولكنه غير صحيح.
وهذا الإسناد الذي ذكره أبو داود هنا صيغته ولفظه يختلف عن الصيغ التي سبق أن مرت؛ لأنه كله حكاية من شيخ شيخ أبي داود :قرأته وقرأه فلان على فلان، وفلان رواه عن فلان، ومعلوم أن أبا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

یہ پہلے گزر چکا ہے کہ بعض مجوسی ڈاڑھی کٹا کر چھوٹی کراتے تھے اور بعض منڈاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ مجوس کے ڈاڑھی منڈانے کے عمل کا ذکر فرمایا، لیکن ساتھ ہی ڈاڑھی بڑھانے کا بھی حکم فرمایا، لہٰذا ڈاڑھی منڈانے اور چھوٹی کرانے کی اس حدیث میں بھی نفی آ گئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوْا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوْا اللُّحٰى

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الزبير المكى مدلس، وهذه العبارة التى روى بها لا تدل على السماع، وإنما فيها الإخبار بالرواية، والرواية يدخل فيها كونه يقول :عن فلان، أو يقول :قال فلان، والحديث من حيث الإسناد فيه ما فيه، ومن حيث المتن أيضاً هو منكر؛ لأنه مخالف لما ثبت فى الأحاديث الصحيحة الدالة على أخذ الشارب وعدم تركه، وهذا الحديث فيه تركه إلا فى حج أو عمرة، والإنسان قد لا يحج ولا يعتمر مدة طويلة فإذا تركه سيكون من أكره المناظر، وأشوه ما يكون فى المنظر، فالحديث غير صحيح لا من حيث الإسناد، ولا من حيث المتن.

تراجم رجال إسناد حديث حديث جابر (كنا نعفى السبال إلا فى حج أو عمرة)

قوله :(حدثنا ابن نفيل) . عبد الله بن محمد بن نفيل النفيلى ثقة، أخرج له البخارى وأصحاب السنن.

(حدثنا زهير). زهير بن معاوية ثقة، أخرج له أصحاب الكتب الستة.

(قال :قرأت على عبد الملك بن أبى سليمان).

عبد الملك بن أبى سليمان صدوق له أوهام، أخرج له البخارى تعليقاً ومسلم وأصحاب السنن.

(ورواه أبو الزبير عن جابر).

أبو الزبير هو محمد بن مسلم بن تدرس المكى صدوق، أخرج له أصحاب الكتب الستة.

وجابر بن عبد الله الأنصارى رضى الله عنهما صحابى ابن صحابى، وهو أحد السبعة المعروفين بكثرة الحديث عن النبى صلى الله عليه وسلم.

والحديث فيه نكارة فى متنه من جهة إعفاء الشارب وعدم أخذه إلا فى حج أو عمرة، يعنى :أنهم يتركونه إلا فى حج أو عمرة.

والسند ليس فيه تصريح بالتحديث، وإنما هو محتمل لعدة صيغ؛ لأن هذا الذى ورد من الألفاظ المجملة التى تدخل تحتها عدة صيغ، فلا يدرى هو قال :قال، أو قال :سمعت، أو قال :عن جابر، فكل هذه الألفاظ تدخل تحت كلمة (رواه)(شرح سنن ابى داود، لعبد المحسن العباد ،باب فى أخذ الشارب،شرح حديث جابر)

www.idaraghufran.org

خَالِفُوْا الْمَجُوْسَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو، اور ڈاڑھیوں کو لٹکاؤ، اور مجوسیوں کی مخالفت کرو (مسلم)

فائدہ: مشرکوں میں ایک فرقہ مجوسیوں کا تھا، جو آگ کی عبادت کیا کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کا حکم فرماتے ہوئے مونچھیں کٹانے اور ڈاڑھیاں لٹکانے کا حکم فرمایا، اور یہ ظاہر ہے کہ چھوٹی چھوٹی یا بالفاظِ دیگر خشخشی ڈاڑھی رکھ لینے سے اس حکم یعنی ڈاڑھی لٹکانے پر عمل نہیں ہوتا۔

مسند احمد میں حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جُزُّوْا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللُّحٰی، وَخَالِفُوْا الْمَجُوْسَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۸۷۸۵) [2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو، اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، اور مجوسیوں (یعنی آتش پرستوں) کی مخالفت کرو (مسند احمد)

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخِ کبیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَتِ الْمَجُوْسُ تُعْفِیْ شَوَارِبَهَا وَتُحْفِیْ لُحَاهَا ، فَخَالِفُوْهُمْ فَجُزُّوْا شَوَارِبَكُمْ وَأَعْفُوْا لُحَاكُمْ (تاریخ الکبیر للبخاری، رقم الحدیث ۱۱۵، ج ۱، ص ۱۱۵)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجوسی (یعنی آگ پرست لوگ) اپنی

---

[1] رقم الحدیث ۲۶۰ "۵۵" کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة.

[2] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط مسلم.

www.idaraghufran.org

مونچھوں کو بڑھا کر رکھتے ہیں، اور اپنی ڈاڑھیوں کو پست (یعنی منڈا کر یا چھوٹا) کر کے رکھتے ہیں، تو تم ان کی مخالفت کرو، تم اپنی مونچھوں کو کٹاؤ، اور اپنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ (تاریخ کبیر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَهْلَ الشِّرْكِ يُعِفُّوْنَ شَوَارِبَهُمْ، وَيُحِفُّوْنَ لِحَاهُمْ، فَخَالِفُوْهُمْ، فَأَعِفُّوْا اللُّحٰى، وَأَحِفُّوا الشَّوَارِبَ (مسند البزار، رقم الحديث ۸۱۲۳) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہلِ شرک (یعنی مشرک لوگ) اپنی مونچھوں کو بڑھاتے ہیں، اور اپنی ڈاڑھیوں کو پست (یعنی مونڈتے یا چھوٹی) کرتے ہیں، تو تم اُن کی مخالفت کرو، پس تم ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، اور مونچھوں کو پست (یعنی چھوٹا) کرو (بزار)

فائدہ: بعض روایات میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم ہے، اور بعض میں ڈاڑھی لٹکانے کا حکم ہے۔ لٹکانے کا حکم بڑھانے کے حکم کے مخالف نہیں ہے، کیونکہ جب ڈاڑھی بڑھی ہوئی ہوگی؛ تو لٹکی ہوئی بھی ہوگی، اور جس طرح بڑھانے کے حکم میں چھوٹی ڈاڑھی رکھنا کافی نہیں، اسی طرح لٹکانے کے حکم میں بھی چھوٹی ڈاڑھی رکھنا کافی نہیں، کیونکہ جب تک ڈاڑھی اتنی بڑی نہ ہوگی کہ وہ لٹکی ہوئی کہلائے، اس وقت تک اس حکم پر عمل نہیں ہوگا۔

اور بڑھی ہوئی اور لٹکی ہوئی ہونے کا حکم کب پورا ہوتا ہے، اس کی نشاندہی خود اسی حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمادی ہے، جو کہ ایک مٹھی کے برابر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم والی اپنی روایت کردہ ان احادیث

---

[1] قال الهيثمي: رواه البزار بإسنادين في أحدهما عمرو بن أبي سلمة، وثقه ابن معين وغيره، وضعفه شعبة وغيره، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۸۴۵، باب ما جاء في الشارب واللحية وغير ذلك)

www.idaraghufran.org

سے ایک مٹھی کی مقدار سمجھی (جیسا کہ آگے آتا ہے) جس سے معلوم ہوا کہ ایک مٹھی تک ڈاڑھی بڑھانا واجب ہے، اور اس سے کم ڈاڑھی رکھنے سے اس حکم کی تعمیل نہیں ہوتی۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّوْنَ عَثَانِيْنَهُمْ وَيُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ وَخَالِفُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۲۸۳) [1]

ترجمہ: ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اہلِ کتاب اپنی ڈاڑھیوں کو کاٹتے ہیں، اور اپنی مونچھوں کو بڑھاتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی مونچھوں کو کاٹو، اور اپنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، اور اہلِ کتاب کی مخالفت کرو (مسند احمد)

اور شعبُ الایمان میں ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّوْنَ عَثَانِيْنَهُمْ وَيُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ وَقَصِّرُوْا سِبَالَكُمْ (شعب الايمان للبيهقي) [2]

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

و قال الهيثمي:

رواه أحمد والطبراني ورجال أحمد رجال الصحيح خلا القاسم وهو ثقة وفيه كلام لا يضر (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۵۷۶، ج۵ ص ۱۳۱، باب مخالفة أهل الكتاب في اللباس وغيره)

[2] رقم الحديث ۵۹۸۷، الأربعون من شعب الإيمان وهو باب في الملابس والزي والأواني وما يكره منها، فصل في الخضاب.

قال الالباني:

وفروا عثانينكم وقصروا سبالكم (وخالفوا أهل الكتاب)."

أخرجه أحمد والبيهقي في "الشعب من طريق عبد الله بن العلاء بن زبر قال: سمعت القاسم مولى يزيد يحدث عن أبي أمامة قال": خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم على قوم من الأنصار بيض لحاهم، فقال: يا معشر الأنصار حمروا وصفروا وخالفوا أهل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اہلِ کتاب اپنی ڈاڑھیوں کو کاٹتے ہیں، اور اپنی مونچھوں کو بڑھاتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور اپنی مونچھوں کو کٹاؤ (بیہقی)

فائدہ: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرکوں اور مجوسیوں کے علاوہ بعض اہلِ کتاب بھی اپنی ڈاڑھیوں کو نہیں بڑھایا کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کرنے کا حکم فرماتے ہوئے مسلمانوں کو ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمایا۔

مذکورہ حدیث میں عثانین کے الفاظ سے مراد ڈاڑھی اور سبال کے الفاظ سے مراد مونچھیں ہیں، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی سبال مونچھوں کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الكتاب، فقالوا :يا رسول الله إن أهل الكتاب يقصون عثانينهم ويوفرون سبالهم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم (فذكره) فقالوا :يا رسول الله إن أهل الكتاب يتخففون ولا ينتعلون،فقال " :انتعلوا وتخففوا وخالفوا أهل الكتاب "والزيادة لأحمد . قلت: وهذا إسناد حسن .وقال الهيثمي " :رواه أحمد والطبراني، ورجال أحمد رجال الصحيح خلا القاسم وهو ثقة وفيه كلام لا يضر ." (عثانينكم) جمع (عثنون) وهي اللحية .و (سبالكم) جمع (السبلة) بالتحريک :الشارب (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۲۴۵)

[۲] البتہ بعض فقہائے کرام نے کتبِ فقہ میں ''سبالتین'' کا اطلاق مونچھوں کے کناروں پر کیا ہے، مگر مذکورہ احادیث میں سبال سے مراد مطلق مونچھیں ہیں۔

عن أبي أمامة قلنا يا رسول الله إن أهل الكتاب يقصون عثانينهم ويوفرون سبالهم فقال صلى الله عليه وسلم قصوا سبالكم ووفروا عثانينكم وخالفوا أهل الكتاب ، والعثانين جمع عثنون :اللحية كما في القاموس ، وفيه السبال بضم السين الشارب (كشف الخفاء للعجلوني، ج ۱ ، ص ۶۸،رقم الحديث ۱۴۲)

(وفروا عثانينكم) بعين مهملة فمثلثة جمع عثنون وهو اللحية (فيض القدير للمناوی تحت حديث رقم ۹۶۲۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ملحوظ رہے کہ ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، مگر اس کی سند پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدٌ مِنَ الْعَجَمِ قَدْ حَلَقُوْا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

و (السبلة) الشارب والجمع (السبال)(مختار الصحاح، ج ۱، ص ۱۴۱،حرف السین، مادة: س ب ل)
السَّبَلة الشارب والجمع السِّبال(لسان العرب، ج ۱۱، ص ۳۲۲،فصل السین المهملة)
السَّبَلَة بالتحریک :الشَّاربُ والجمعُ السِّبَال قاله الجوهری .وقال الهَرَوی (حکایة عن الأزهری) هی الشَّعَرات التی تَحْتَ اللَّحْی الأسْفَل .والسَّبَلة عند العَرب مُقدَّم اللِّحْیة وما أسْبَل منها علی الصَّدْر (النهایةفی غریب الاثر، ج۲، ص ۳۳۹،باب السین مع الباء، مادة: سبل)
(السبلة) سبلة الزرع سنبله و سبلة الرجل الدائرة التی فی وسط شفته العلیا و طرف الشارب من الشعر و مقدم اللحیة و سبلة الإناء رأسه یقال ملأه إلی سبلته و جر فلان سبلته ثیابه المسبلة و جاء و قد نشر سبلته جاء متوعدا و هو أصهب السبلة عدو و هم صهب السبال (ج) سبال(المعجم الوسیط، ج ۱، ص ۴۱۵، باب السین)
السبال لغة :جمع السبلة، وسبلة الرجل :الدائرة التی فی وسط شفته العلیا، وقیل :السبلة ما علی الشارب من الشعر، وقیل :طرفه، وقیل :هی مقدم اللحیة، وقیل :هی اللحیة ، وعلی کونه بمعنی ما علی الشارب من الشعر ورد الحدیث :قصوا سبالکم، ووفروا عثانینکم، وخالفوا أهل الکتاب ، وعلی کونه بمعنی اللحیة ورد قول جابر " :کنا نعفی السبال إلا فی حج أو عمرة ."
أما الفقهاء فقد جعلوا السبال مفردا، وهو عندهم :طرف الشارب .قال ابن عابدین :السبالان طرفا الشارب، قال :قیل :وهما من الشارب،وقیل من اللحیة.
وقال ابن حجر مثل ذلک (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳۵، ص۲۲۳ الی ۲۲۴، مادة: لحیة،السبال)

[1] حدثنا السکن بن سعید، حدثنا مسلم بن إبراهیم، حدثنا الحسن بن أبی جعفر ، عن عبد الله، عن أنس؛ أن النبی صلی الله علیه وسلم قال :خالفوا علی المجوس جزوا الشوارب وأوفوا اللحی(مسند البزار، رقم الحدیث ۶۴۴۶)
قال الهیثمی:رواه البزار، وفیه الحسن بن أبی جعفر، وهو ضعیف متروک(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۸۸۴۶)
عن أنس قال النبی صلی الله علیه وسلم الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر وبإسناده؛ قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل أمتی مثل المطر لا یدری أوله خیر أو آخره .وبإسناده؛ قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وفروا اللحی وجزوا الشوارب (الکامل لابن عدی ج۵ ص۵۳۳، ۵۳۴، تحت الترجمة، من اسمه عبید الله)

www.idaraghufran.org

لُحَاهُمْ وَتَرَكُوْا شَوَارِبَهُمْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَالِفُوْا عَلَيْهِمْ فَحُفُّوْا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوْا اللُّحٰى(کنزالعمال) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عجم (یعنی غیرِ عرب) کا ایک وفد حاضر ہوا، جنہوں نے اپنی ڈاڑھیوں کو منڈایا ہوا تھا، اور اپنی مونچھوں کو لمبا چھوڑا ہوا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فرمایا کہ تم ان لوگوں کی مخالفت کرو، اور مونچھیں پست (یعنی چھوٹی) کرو، اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ (کنزالعمال)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غیر عربیوں کے ڈاڑھی منڈانے کے عمل کی مخالفت کا حکم دیتے ہوئے صرف ڈاڑھی منڈانے سے منع نہیں فرمایا، بلکہ ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا، جس میں ڈاڑھی منڈانے کی ممانعت بھی آ گئی، اور ڈاڑھی چھوٹی رکھنے کی ممانعت بھی آ گئی۔

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْعَجَمِ الْمَسْجِدَ وَقَدْ وَفَّرَ شَارِبَهُ وَجَزَّ لِحْيَتَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى هٰذَا قَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنَا بِهٰذَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُوَقِّرَ لِحْيَتِيْ وَأُحْفِيَ شَارِبِيْ (مسند الحارث) [2]

ترجمہ: ایک عجمی شخص مسجدِ نبوی میں حاضر ہوا، جس نے اپنی مونچھیں بڑھا رکھی تھیں، اور اپنی ڈاڑھی کو کاٹا ہوا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تجھے اس چیز پر کس نے مجبور کیا؟ تو اس نے کہا کہ بے شک اللہ عزوجل نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ

---

[1] رقم الحديث ۴۳۸۶ ا بحواله ابن النجار، تتمة ذيل تاريخ بغداد لابن النجار، مشمولة، تاريخ بغداد، ج۷ ا ص ۶ ا.

[2] رقم الحديث ۵۹۲، كتاب اللباس والزينة، باب ما جاء فى الأخذ من الشعر، الناشر: مركز خدمة السنة والسيرة النبوية -المدينة المنورة.

www.idaraghufran.org

تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی ڈاڑھی کو بڑھاؤں اور اپنی مونچھ کو پست (یعنی چھوٹا) کروں (مسند حارث)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی ڈاڑھی کو بڑھاؤں، اور اپنی مونچھوں کو پست کروں" اس عجمی شخص کی بات کو خلافِ حقیقت قرار دیا، اور واضح فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کی وحی تو مجھ پر آتی ہے، اور مجھے وحی کے ذریعہ سے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ ڈاڑھی بڑھانے کا حکم اللہ تعالیٰ کا ہے، اور اس حکم کی تعمیل واجب اور ضروری ہے، اور اس کی مخالفت گناہ ہے۔

حضرت عبید اللہ بن عتبہ رحمہ اللہ مرسلاً سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَجُوْسِ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ: وَحَلَقَ لِحْيَتَهُ وَأَطَالَ شَارِبَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هٰذَا ؟ قَالَ: هٰذَا فِيْ دِيْنِنَا، قَالَ فِيْ دِيْنِنَا أَنْ نَجُزَّ الشَّارِبَ وَأَنْ نُعْفِيَ اللِّحْيَةَ (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: ایک مجوسی (یعنی آتش پرست) آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے اپنی ڈاڑھی کو منڈایا ہوا تھا، اور مونچھ کو لمبا کیا ہوا تھا، تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ (یعنی ایسا کیوں کیا) تو اس نے جواب میں کہا کہ یہ ہمارے مذہب میں ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے دین میں تو یہ حکم ہے کہ ہم مونچھوں کو کاٹیں، اور ڈاڑھی کو بڑھائیں (ابنِ ابی شیبہ)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام میں ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دین کا حکم اور عبادت ہے، عرب کی عادت نہیں (جیسا کہ بعض لوگ

---

[1] رقم الحديث ۲۶۰۱۳، كتاب الادب، باب ما يؤمر به الرجل من إعفاء اللحية، والأخذ من الشارب.

www.idaraghufran.org

کہا کرتے ہیں) اور اگر دین کا حکم ہونے کے ساتھ ساتھ عرب کی عادت بھی رہی ہو تو بھی اس کے عبادت ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ [1]

اور ابنِ سعد نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ:

جَاءَ مَجُوْسِيٌّ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَدْ أَعْفٰى شَارِبَهُ وَأَحْفٰى لِحْيَتَهُ فَقَالَ: مَنْ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: رَبِّيْ، قَالَ: لٰكِنْ رَبِّيْ أَمَرَنِيْ أَنْ أُحْفِيَ شَارِبِيْ وَأُعْفِيَ لِحْيَتِيْ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد) [2]

ترجمہ: ایک مجوسی (یعنی آتش پرست) آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے اپنی مونچھ کو بڑھا رکھا تھا، اور اپنی ڈاڑھی کو کٹایا ہوا تھا، تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے اس چیز کا کس نے حکم کیا ہے؟

اس نے جواب میں کہا کہ میرے رب نے حکم کیا ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اپنی مونچھیں پست (یعنی چھوٹی) کروں، اور اپنی ڈاڑھی کو بڑھاؤں (ابنِ سعد)

فائدہ: اس سے بھی صاف طور پر معلوم ہوا کہ ڈاڑھی بڑھانے کا حکم اللہ ربُّ العزّت کی طرف سے ہے، اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اور ابنِ بشران حضرت سعید بن مسیّب کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

---

[1] وإعفاء اللحية وإن كان شأن العرب وخاصيتهم إلا أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بأمره به قد نقله من كونه عرفاً وعادةً إلى كونه عبادة مأموراً بها مثاباً على فعلها معاقباً على تركها. (إعفاء اللحية على ضوء الكتاب والسنة وأقوال أهل العلم، لأبي عبدالرحمن، ص ۴)

أنه صلى الله عليه وسلم جعل إعفاء اللحية من الفطرة كما جعل منها قص الأظفار وحلق العانة وغير ذلك مما رواه مسلم في "صحيحه" ففيه رد صريح على الكاتب ومن ذهب مذهبه أن اللحية من أمور العادات التي يختلف الحكم فيها باختلاف الأزمان والعصور ذلك لأن الفطرة من الأمور التي لا تقبل شرعا التبدل مهما تبدلت الأعراف والعادات :(فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن أكثر الناس لا يعلمون (تمام المنة في التعليق على فقه السنة، للألباني، ج ۱، ص ۸۳)

[2] ج ۱، ص ۴۴۹، السيرة النبوية، ذكر أخذ رسول الله، صلى الله عليه وسلم، من شاربه، الناشر: دار صادر -بيروت.

www.idaraghufran.org

کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَجُوْسِیٌّ قَدْ حَلَقَ لِحْیَتَهٗ وَأَعْفٰی شَارِبَهٗ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: وَیْحَکَ ، مَنْ أَمَرَکَ بِهٰذَا ؟ قَالَ: أَمَرَنِیْ بِهٖ کِسْرٰی، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لٰکِنِّیْ أَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أُعْفِیَ لِحْیَتِیْ ، وَأَنْ أُحْفِیَ شَارِبِیْ (امالی ابن بشران) [1]

ترجمہ: ایک مجوسی (یعنی آتش پرست) آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، جس نے اپنی ڈاڑھی کو منڈایا ہوا تھا، اور اپنی مونچھ کو لمبا کیا ہوا تھا، اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری بربادی ہو، تجھے اس کا کس نے حکم دیا ہے؟

اس نے جواب میں کہا کہ مجھے اس کا کسریٰ نے حکم دیا ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیکن میرے رب عزوجل نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اپنی ڈاڑھی بڑھاؤں اور اپنی مونچھ کو پست (یعنی چھوٹا) کروں (امالی ابنِ بشران)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی منڈانا اور کٹا کر چھوٹا کرنا اتنا برا عمل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کے مرتکب کو بددعا دی ہے، اور ساتھ ہی ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمایا ہے۔

لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا اور آپ کی مخالفت سے بچنے کے لئے ڈاڑھی منڈانے اور کٹا کر چھوٹی کرانے کے گناہ سے بچنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مختلف ممالک کے بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کے بارے

---

[1] رقم الحدیث ۱۲۸، ج ۱ ص ۷۳، المجلس الخامس والأربعون والستمائة فی رجب من السنة، الناشر: دار الوطن، الریاض.

www.idaraghufran.org

میں خطوط لکھے، تو ان میں ایک خط فارس کے بادشاہ کسریٰ کے نام بھی تھا، اس کے پاس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک پہنچا تو اس نے اس کو پھاڑ دیا، اور اپنے گورنر کو جو یمن کا حاکم تھا لکھا کہ دو مضبوط آدمیوں کو حجاز بھیجو، جو اس خط لکھنے والے شخص کو لے کر آئیں، اس نے دو آدمی بھیجے جو مدینہ منورہ حاضر ہوئے، ان دو شخصوں کے بارے میں یہ واقعہ آیا ہے کہ:

وَقَدْ دَخَلَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَلَقَا لُحَاهُمَا وَأَعْفِيَا شَوَارِبَهُمَا فَكَرِهَ النَّظْرَ إِلَيْهِمَا وَقَالَ: وَيْلَكُمَا مَنْ أَمَرَكُمَا بِهٰذَا؟ قَالَا: أَمَرَنَا بِهٰذَا رَبُّنَا يَعْنِيَانِ كِسْرٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لٰكِنْ رَبِّيْ قَدْ أَمَرَنِيْ بِإِعْفَاءِ لِحْيَتِيْ وَقَصِّ شَارِبِيْ (دلائل النبوة لأبی نعیم الأصبهانی) [1]

ترجمہ: اور وہ دونوں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، جنہوں نے اپنی ڈاڑھیوں کو منڈایا ہوا تھا، اور اپنی مونچھوں کو لمبا کیا ہوا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھنے کو پسند نہیں فرمایا اور فرمایا کہ تمہاری ہلاکت ہو، تم دونوں کو اس چیز کا کس نے حکم دیا ہے؟ تو ان دونوں نے جواب میں کہا کہ ہمیں ہمارے رب یعنی کسریٰ نے اس کا حکم دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیکن میرے رب نے مجھے اپنی ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھ کاٹنے کا حکم دیا ہے (ابونعیم)

فائدہ: اس واقعہ کو متعدد مورخین و محدثین نے روایت کیا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۱، ج ۱ ص ۳۴۸، الفصل السابع عشر ومما ظهر من الآيات فی مخرجه إلى المدينة وفی طريقه صلى الله عليه وسلم، الناشر: دار النفائس، بيروت.

[2] چنانچہ ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ:

ودخلا على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد حلقا لحاهما وأعفيا شواربهما فكره النظر اليهما ثم أقبل عليهما فقال ويلكما من أمركما بهذا قالا أمرنا بهذا ربنا يعنيان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ابنِ خلدون میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ڈاڑھی مونڈنے اور مونچھیں بڑھانے سے منع فرمایا۔ [1]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی منڈی ہوئی شکل وصورت کو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کسری فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكن ربى قد أمرنى باعفاء لحيتى وقص شاربى (تاريخ الطبرى ج۲ ص۶۵۵،سنة ست من الهجرة،ذكر خروج رسل رسول الله الى الملوك)

اور علامہ ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ:

ودخلا على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد حلقا لحاهما وأعفيا شواربهما، فكره النظر إليهما وقال " :ويلكما من أمركما بهذا ؟ " !قالا :أمرنا ربنا -يعنيان كسرى - فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لكن ربى أمرنى بإعفاء لحيتى وقص شاربى "(السيرة النبوية لابن كثير، ج۳ص ۵۰۹،ذكر بعثه إلى كسرى ملك الفرس)

اور البدایۃ والنہایۃ میں فرماتے ہیں کہ:

ودخلا على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد حلقا لحاهما وأعفيا شواربهما فكره النظر إليهما وقال "ويلكما من أمركما بهذا ؟ "قالا أمرنا ربنا -يعنيان كسرى -فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "لكن ربى أمرنى باعفاء لحيتى وقص شاربى (البداية والنهاية، ،جزء۴ صفحه ۲۷۰،ذكر بعثه إلى كسرى ملك الفرس)

اور ابنِ اثیر فرماتے ہیں کہ:

فخرجا حتى قدما على رسول الله، صلى الله عليه وسلم، وقد حلقا لحاهما وأعفيا شواربهما، فكره النظر إليهما وقال :ويلكما من أمركما بهذا ؟ قالا :ربنا، يعنيان الملك .فقال :لكن ربى أمرنى أن أعفى لحيتى وأقص شاربى (الكامل فى التاريخ لابن الأثير، ج۲ص ۹۴،باب ودخلت سنة ست من الهجرة، ذكر مكاتبة رسول الله -صلى الله عليه وسلم -الملوك)

اور ابنِ جوزی فرماتے ہیں کہ:

وكانا قد دخلا على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد حلقا لحاهما وأعفيا شواربهما، فكره النظر إليهما، وقال " :ويلكما، من أمركما بهذا؟ قالا :أمرنا بهذا ربنا -يعنيان كسرى -فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لكن ربى أمرنى بإعفاء لحيتى وقص شاربى (المنتظم لابن الجوزى، ج۳ص ۲۸۳، باب ذكر ما جرى من هؤلاء الملوك حين بعث إليهم)

[1] وكانا قد حلقا لحاهما وأعفيا شواربهما فنهاهما رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقالا أمرنا به ربنا يعنون به كسرى فقال لهما لكن ربى أمرنى باعفاء لحيتى وقص شاربى (تاريخ ابن خلدون، جزء۲ صفحه ۴۴۹،إرسال الرسل الى الملوك)

www.idaraghufran.org

دیکھ کر ان پر نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں فرمایا، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاڑھی منڈانے والے لوگوں سے کراہیت اور تکلیف پہنچنے کا علم ہوا۔

ایک فارسی شاعر کا واقعہ ہے کہ وہ آزاد خیال تھا (جیسا کہ آج کل عموماً شاعر آزاد خیال ہوتے ہیں) لیکن اس شاعر کا دل نرم تھا اور اس کے کلام میں سوز و گداز تھا۔

ایک شخص اس شاعر کا فارسی کلام اور اشعار پڑھ سن کر بہت متاثر ہوا، اور ان کو اللہ والا اور صوفی سمجھ کر دور دراز سے ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔

شاعر کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ایک نائی (ہیئر ڈریسر) اس شاعر کی اُسترے سے ڈاڑھی صاف کر رہا ہے۔

اس آنے والے شخص نے جھلاّ کر تعجب سے کہا کہ:

''آغا ریش می تراشی''

کہ جناب عالی! آپ ڈاڑھی ترشوا رہے ہیں؟

اس شاعر نے جواب میں کہا کہ:

''بلے ریش می تراشم، دلِ کس نمی تراشم''

یعنی میں ڈاڑھی ہی تو ترشوا رہا ہوں کسی کا دل تو نہیں تراش رہا

مطلب یہ تھا کہ میں کسی کا دل نہیں دکھا رہا کیونکہ بڑا گناہ تو دل دکھانا ہے۔

اس آنے والے مسافر نے بے ساختہ جواب دیا کہ:

''بلے دلِ رسول اللہ می خراشی''

یعنی ہاں! آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تراش رہے ہو

مطلب یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈاڑھی تراشنے سے تکلیف ہوتی ہے۔

یہ سن کر شاعر کی آنکھیں کھل گئیں کیونکہ وہ پہلے سے نرم دل تھا اور یہ بات اس کے دل کو لگ گئی اور زبانِ حال سے یہ شعر پڑھا کہ: ؎

www.idaraghufran.org

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی مُرا با جانِ جاں ہمراز کردی

یعنی: تم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، میں تو اندھا تھا آپ نے میری آنکھوں سے پردہ اُٹھادیا، اور اندر کے راز سے آگاہ کردیا۔

واقعہ یہ ہے کہ محبت کا بڑا معیار محبوب کی اطاعت ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ○ (سورۃ آلِ عمران آیت ۳۱، ۳۲)

ترجمہ: آپ (لوگوں سے) فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو تم میری اتباع کرو (اس کی وجہ سے) اللہ تم سے محبت فرمانے لگے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اور) آپ (یہ بھی) فرمادیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی، پھر (اس پر بھی) اگر وہ لوگ اعراض کریں تو (پھر یاد رکھیں کہ) اللہ کافروں سے محبت نہیں فرماتا (سورہ آلِ عمران)

اسی کو عربی شاعر نے بہت اچھے انداز میں اس طرح بیان کیا ہے کہ: ؎

تَعْصِی الرَّسُوْلَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْفِعَالِ بَدِیْعُ

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعُ

ترجمہ: تُو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے اور ان کی محبت کو ظاہر کرتا ہے۔ اپنی جان کی قسم! یہ بات عجیب چیزوں میں سے ہے، اگر تیری محبت سچی ہوتی تو ضرور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا۔ اس لئے کہ محبّ (یعنی محبت کرنے والا) محبوب کا مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

www.idaraghufran.org

اس بحث کا خلاصہ

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ ڈاڑھی رکھنا انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ، اور فطرتِ اسلام میں داخل ہے، اور ڈاڑھی رکھنے اور بڑھانے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امر وحکم، اور سخت اہمیت وتاکید ہے، اور اس کا منڈانا یا شرعی مقدار پوری ہونے سے پہلے کاٹنا سخت گناہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف وایذاء کا باعث ہونے کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت میں بھی داخل ہے، جس کا وبال سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

Idara Ghufran

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی ڈاڑھی کیسی تھی؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول وفعل کے اعتبار سے پوری انسانیت کے لئے بہترین نمونہ ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورة الاحزاب رقم الآية ۲۱)

ترجمہ: تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عمدہ نمونہ ہے (سورہ احزاب)

اور شریعت کے تمام احکام انتہائی اعتدال پر مبنی اور افراط وتفریط، اور کمی وزیادتی سے پاک ہیں۔

ڈاڑھی بھی شریعت کا ایک حکم ہے، لہٰذا اس کی مقدار بھی افراط وتفریط اور کمی وزیادتی سے پاک ہوکر اعتدال پر مبنی ہونی چاہئے۔

لہٰذا اب دیکھنا ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ایک طرف پوری امت کو ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا تو آپ نے خود کس طرح ڈاڑھی مبارک رکھ کر اس حکم کو پورا فرمایا، اور امت کو شرعی ڈاڑھی کا کیا نمونہ پیش کیا، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وپاکیزہ عمل کے ذریعہ سے اعتدال کے راستہ کو اختیار کیا جاسکے، اور افراط وتفریط اور کمی وزیادتی سے بچا جاسکے۔

بخاری شریف میں حضرت ابو معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْنَا لِخَبَّابٍ أَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذَاكَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ (بخاری) [1]

[1] رقم الحديث ۷۴۶، كتاب الاذان، باب رفع البصر إلى الإمام فى الصلاة.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرآن پڑھا کرتے تھے؟

تو حضرت خباب نے فرمایا کہ جی ہاں، ہم نے عرض کیا کہ: تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرائت کرنے کا کس طرح پتہ چلتا تھا (کیونکہ ظہر اور عصر کی نماز میں تو آہستہ آواز میں قرائت کی جاتی ہے)

تو حضرت خباب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کے ہلنے سے پتہ چلتا تھا (بخاری)

اور مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَأَلْنَا خَبَّابًا أَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمِنْ أَيْنَ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ قَالَ بِتَحَرُّكِ لِحْيَتِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۰۵۶) [1]

ترجمہ: ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں قرائت کیا کرتے تھے؟ تو حضرت خباب نے فرمایا کہ جی ہاں، حضرت ابو معمر نے عرض کیا کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرائت کرنے کا کس طرح پتہ چلتا تھا (کیونکہ ظہر کی نماز میں تو آہستہ آواز میں قرائت کی جاتی ہے) تو حضرت خباب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کے ہلنے سے پتہ چلتا تھا (مسند احمد)

فائدہ: معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک نعوذ باللہ تعالیٰ چھوٹی نہیں تھی، بلکہ اتنی لمبی تھی کہ آہستہ آواز میں قرائت کرنے سے بھی اسے حرکت ہوتی تھی، اور اس حرکت کو دوسرے حضرات دیکھ کر محسوس کرلیا کرتے تھے۔

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

www.idaraghufran.org

اور قرائت کرنے سے ڈاڑھی کے حرکت کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ڈاڑھی کا اصل مقام چہرہ پر نیچے والا جبڑا ہے، اور قرائت یا بات چیت کرتے اور کھانا کھاتے وقت نیچے والا جبڑا ہی حرکت کرتا ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ (مسلم) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر (یعنی لمبی اور زیادہ) ڈاڑھی والے تھے (مسلم)

اور طبرانی میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَثَّ الشَّعْرِ وَاللِّحْيَةِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۹۱۶، ج۲ ص ۲۲۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور ڈاڑھی گھنی تھی (طبرانی)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی، اور ایک حد تک لمبی اور گول تھی، جس کی وجہ آگے آتی ہے۔ [۲]

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی نعوذ باللہ تعالیٰ چھوٹی نہیں تھی۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَرْبُوْعًا عَرِيْضَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ كَثَّ اللِّحْيَةِ (نسائی) [۳]

---

[۱] رقم الحديث ۲۳۴۴ "۱۰۹" "كتاب الفضائل، باب شيبه صلى الله عليه وسلم.

[۲] (كان كثير شعر اللحية) أى غزيرها مستديرها زاد فى رواية قد ملأت ما بين كتفيه قال القرطبى :ولا يفهم منه أنه كان طويلها لما صح أنه كان كث اللحية أى كثير شعرها غير طويله انتهى (فيض القدير تحت رقم الحديث ۶۴۹۷)

[۳] رقم الحديث ۵۲۳۲، كتاب الزينة، باب اتخاذ الجمة.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد کے تھے، اور دونوں کاندھوں کے درمیان کی جگہ وسیع تھی، اور آپ کی ڈاڑھی گھنی تھی (نسائی)

فائدہ: اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کے بارے میں ''کث'' کے الفاظ آئے ہیں، جس کے معنیٰ ایسی ڈاڑھی کے ہیں کہ جو گنجان اور گول ہو اور زیادہ لمبی نہ ہو۔ [۱] ڈاڑھی کے گول ہونے اور زیادہ لمبی نہ ہونے کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ ایک حد کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو سنوار لیا کرتے تھے، جس سے بال چھوٹے بڑے نہیں ہوتے تھے، بلکہ ہر طرف سے برابر ہوتے تھے، اور لمبے ہونے کی متعین مقدار کا علم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے عمل سے ہوتا ہے اور وہ ایک مٹھی کی مقدار ہے (جیسا کہ آگے آتا ہے) [۲]

---

[۱] قوله رجلا هو خبر لفظا لكن المقصود الإخبار بصفته مربوعا أى متوسطا بين الطول والقصر كث اللحية بفتح فتشديد مثلثة هو أن لا يكون اللحية دقيقة ولا طويلة جمته بضم جيم فتشديد ميم (حاشية السندى على النسائى، ج۸، ص۱۸۳، كتاب الزينة، باب اتخاذ الجمة)

قوله: كث اللحية الكثوثة فيها: أن تكون غير دقيقة ولا طويلة، ولكن فيها كثافة (شرح السنة للبغوى، ج۱۳، ص۲۷۸، باب جامع صفاته صلى الله عليه وسلم)

قوله كث اللحية أى فيها كثافة واستدارة وليست طويلة (فتح البارى لابنِ حجر، ج۱ ص۱۷۸، مقدمة، فصل ک۱)

كث اللحية بفتح الكاف هو أن تكون غير دقيقة ولا طويلة وفيها كثافة واستدارة (مشارق الانوار، ج۱، ص۳۳۶، على صحاح الآثار، حرف الكاف)

كث اللحية وفى رواية للحارث عن أم معبد كثيف اللحية بفتح الكاف غير دقيقها ولا طويلها وفيها كثافة كذا فى النهاية وفى التنقيح كث اللحية كثير شعرها غير مسبلة وفى القاموس كثت كثرت أصولها وكثفت وقصرت وجعدت ولذا روى كانت ملتفة وفى شرح المقامات للشريشى كثة كثيرة الأصول بغير طول ويقال للحية إذا قص شعرها وكثر إنها لكثة (الشمائل الشريفة للسيوطى، ج۱، ص۳۸، تحت رقم الحديث ۲۴)

[۲] (كث اللحية) وفى رواية للحارث عن أم معبد كثيف اللحية بفتح الكاف غير دقيقها ولا طويلها وفيها كثافة كذا فى النهاية وفى التنقيح كث اللحية كثير شعرها غير مسبلة وفى القاموس كثت كثرت أصولها وكثفت وقصرت وجعدت ولذا روى كانت ملتفة وفى شرح المقامات للشريشى كثة كثيرة الأصول بغير طول ويقال للحية إذا قص شعرها وكثر إنها لكثة وإذا عظمت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کا حلیہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

عَظِيْمَ اللِّحْيَةِ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ڈاڑھی تھی (مسند احمد، ابنِ حبان)

حضرت نافع بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَصَفَ لَنَا عَلِيٌّ ؓ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: كَانَ ضَخْمَ الْهَامَةِ عَظِيْمَ اللِّحْيَةِ (دلائل النبوة للبيهقي) [2]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اس طرح بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا تھا، اور آپ کی بڑی ڈاڑھی تھی (دلائل النبوۃ)

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی خشخشی اور چھوٹی نہیں تھی، بلکہ بڑی تھی۔ [3]

اور مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وكثر شعرها قيل إنه لذو عشنون فإذا كانت اللحية قليلة فى الذقن ولم يكن فى العارضين فذلك السنوط والسناط وإذا لم يكن فى وجهه كثير شعر فذلك الشطط واللحية بكسر اللام ، وفى الشكاف الفتح لغة الحجاز الشعر النابت على الذقن خاصة (فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث ٦٤٩٣)

[1] رقم الحديث ٩٤٤ ورقم الحديث ٩٤٦، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٦٣١١.

فى حاشية مسند احمد: حسن لغيره، شريك النخعى فد توبع

و فى حاشية ابن حبان: حديث صحيح، إسناده حسن لغيره، رجاله ثقات رجال الشيخين غير شريك القاضى، وهو سيء الحفظ، لكنه قد توبع.

[2] ج ١ ص ٢١٦، باب رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم وصفة لحيته.

[3] (كان ضخم الهامة) كبيرها وعظم الرأس يدل على الرزانة والوقار (عظيم اللحية) غليظها كثيفها هكذا وصفه جمع منهم على وابن مسعود وغيرهما ، وفى رواية حميد عن أنس كانت لحيته قد ملأت من ههنا إلى ههنا ومد بعض الرواة يديه على عارضيه -.(البيهقى) فى الدلائل (عن على) أمير المؤمنين وروى الترمذى نحوه(فيض القدير تحت حديث رقم ٦٤٩٢)

www.idaraghufran.org

ضَخْمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۴۶) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا تھا، اور آپ کی ڈاڑھی مبارک بھی بڑی تھی (مسند احمد)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی بڑی ہونے کا مطلب یہی ہے کہ نعوذ باللہ چھوٹی نہیں تھی۔

حضرت محمد بن علی اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثَّ اللِّحْيَةِ (دلائل النبوة للبيهقي) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی گھنی اور گول تھی؛ اور زیادہ لمبی نہ تھی (دلائل النبوہ)

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کے زیادہ لمبی نہ ہونے اور گول ہونے کی وجہ پہلے گزر چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹ کر ہر طرف سے ایک مٹھی بال رکھتے تھے، اور زیادہ لمبی نہ ہونے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ڈاڑھی کے بال مڑ کر یا الجھ کر اوپر کو رہتے ہوں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی چڑھانے سے منع فرمایا ہے، اور اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی مبارک میں کثرت سے کنگھا بھی کیا کرتے تھے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حد کے بعد ڈاڑھی کے بال نہ کاٹا کرتے تو کنگھا کرنے کے بعد وہ گول نظر نہ آتی، اور بہت زیادہ لمبی بھی محسوس ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کا حلیہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

---

[۱] فی حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

[۲] ج ۱ ص ۲۱۶، باب رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم وصفة لحيته، مسند احمد، رقم الحديث ۶۸۴.

فی حاشية مسند احمد: إسناده حسن من أجل عبد الله بن محمد بن عقيل، فإن حديثه من قبيل الحسن.

www.idaraghufran.org

وَكَانَتْ لِحْيَتُهُ قَدْ مَلَأَتْ مِنْ هَاهُنَا إِلٰى هَاهُنَا وَأَرَانَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ وَأَمَرَّ بِيَدَيْهِ عَلٰى عَارِضَيْهِ(تاريخ دمشق لابن عساكر) [1]

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی، اور ہمیں علی بن عاصم راوی نے اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر دکھلایا(ابنِ عساکر)

فائدہ: اس کی مزید تفصیل اگلی حدیث کے ضمن میں آ رہی ہے۔

حضرت یزید فارسی جو کہ تابعی ہیں، انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اور انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ:

إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّتَشَبَّهَ بِيْ، فَمَنْ رَآنِيْ فِي النَّوْمِ، فَقَدْ رَآنِيْ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ رَأَيْتَ ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، رَأَيْتُ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ، أَسْمَرُ إِلَى الْبَيَاضِ، حَسَنُ الْمَضْحَكِ، أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، جَمِيْلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ، قَدْ مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ، مِنْ هٰذِهِ إِلٰى هٰذِهِ، حَتّٰى كَادَتْ تَمْلَأُ نَحْرَهُ.....فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقَظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هٰذَا(مسند احمد) [2]

---

[1] ج٣ص٢٧٨،السيرة النبوية،باب صفة خلقه ومعرفة خلقه ،مجموع فيه مصنفات أبي جعفر ابن البختري ، رقم الحديث ٢٧١، كنز العمال رقم الحديث ١٨٥٥٥ بحواله ابن عساكر.

[2] رقم الحديث ٣٤١٠،مؤسسة الرسالة، بيروت ،واللفظ لهٗ،الشمائل المحمدية للترمذي، رقم الحديث ٤٠٣.

قال الهيثمي:رواه احمد ورجاله رجال ثقات(مجمع الزوائد ج٨ص٢٧٢)

و قال الالباني: وإسناده جيد في المتابعات(السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٧٢٩)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خواب میں دیکھا، تو میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان کو میری صورت میں آنے کی قدرت نہیں، اس لیے جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اُس نے مجھے ہی دیکھا۔

اور پھر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ اُس شخصیت کا حلیہ بیان کر سکتے ہو، جنہیں تم نے خواب میں دیکھا؟

حضرت یزید فارسی نے عرض کیا کہ جی ہاں! میں نے ایک شخصیت کو دو آدمیوں کے درمیان دیکھا، جس کا جسم اور گوشت گندمی سفیدی کی طرف مائل ہے، ہنس مکھ چہرے والا ہے، آنکھیں سرگیں ہیں، چہرہ گول اور حسین ہے، یہاں سے یہاں تک بھرپور گھنی ڈاڑھی ہے، جس نے سینے کو قریب قریب بھر رکھا ہے، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے (ان خواب دیکھنے والے صاحب سے) فرمایا کہ اگر آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں دیکھتے تو اس سے زیادہ حلیہ مبارک کا نقشہ نہیں بیان کر سکتے تھے (مسند احمد)

اور مصنف ابنِ ابی شیبۃ میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

قَدْ مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ مِنْ لَدُنْ هٰذِهِ إِلٰى هٰذِهِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلٰى صُدْغَيْهِ حَتّٰى كَادَتْ تَمْلَأُ نَحْرَهُ (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: ان کی ڈاڑھی یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی، اور اپنے ہاتھ سے اپنے کانوں تک اشارہ کیا، یہاں تک کہ قریب تھا کہ آپ کا سینہ بھر جائے (ابن شیبہ)

فائدہ: مطلب یہ تھا کہ ڈاڑھی پورے جبڑے اور ٹھوڑی پر تھی، اور لمبائی میں اتنی تھی کہ پورے

[1] رقم الحديث ٣٢٤٦٩، كتاب الفضائل، باب ما اعطى الله تعالىٰ محمد صلى الله عليه وسلم.

www.idaraghufran.org

گلے کو گھیر رکھا تھا، اور سینے کے آغاز تک پہنچی ہوئی تھی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے واقعی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی ہے، کیونکہ آپ نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ہو بہو نقشہ کھینچا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ڈاڑھی مبارک نعوذ باللہ تعالیٰ چھوٹی نہیں تھی، اور کم از کم ایک مٹھی کے برابر تھی، کیونکہ یہ کیفیت ایک مٹھی ڈاڑھی کی ہوا کرتی ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجمان ہیں، ان سے بھی اتنی مقدار ڈاڑھی کا رکھنا ثابت ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کا خلال کیا کرتے تھے (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ بِالْمَاءِ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۹۷۱) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو اپنی ڈاڑھی کا پانی سے خلال فرماتے تھے (مسند احمد)

حضرت حسان بن بلال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ، فَقِيْلَ لَهُ: أَوَ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: أَتُخَلِّلُ لِحْيَتَكَ؟ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِيْ؟ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

---

[1] رقم الحدیث ۳۱، ابواب الطهارة، باب ما جاء فی تخلیل اللحیة، ابنِ حبان، بزیادة ثلاثاً، رقم الحدیث ۱۰۸۱، ذکر الاستحباب للمتوضیء تخلیل لحیته فی وضوئه.

قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح.

وفی حاشیة ابن حبان: حدیث صحیح لغیره.

[2] فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیره.

www.idaraghufran.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا، اور اپنی ڈاڑھی کا خلال کیا، تو آپ سے عرض کیا گیا، یا میں نے آپ سے عرض کیا کہ کیا آپ اپنی ڈاڑھی کا خلال کرتے ہیں، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ مجھے خلال کرنے میں کیا رُکاوٹ ہے، جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ڈاڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے (ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ، أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ، وَقَالَ: هٰكَذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۴۵، كتاب الطهارة، باب تخليل اللحية)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو پانی کا چلّو لیتے، اور اس کو اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے، اور اس سے اپنی ڈاڑھی کا خلال کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اسی طرح مجھے میرے رب عزوجل نے حکم دیا ہے (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ بِأَصَابِعِهِ مِنْ

---

[1] رقم الحديث ۲۹، ابواب الطهارة، باب ما جاء فی تخليل اللحية.

قال الترمذی:

وفی الباب عن عثمان، وعائشة، وأم سلمة، وأنس، وابن أبی أوفی، وأبی أيوب، وسمعت إسحاق بن منصور، يقول: قال أحمد بن حنبل، قال ابن عيينة: لم يسمع عبد الكريم من حسان بن بلال حديث التخليل. وقال محمد بن إسماعيل: أصح شیء فی هذا الباب حديث عامر بن شقيق، عن أبی وائل، عن عثمان وقال بهذا أكثر أهل العلم من أصحاب النبی صلی الله عليه وسلم، ومن بعدهم: رأوا تخليل اللحية وبه يقول الشافعی. وقال أحمد: إن سها عن تخليل اللحية فهو جائز، وقال إسحاق: إن تركه ناسيا أو متأولا أجزأه، وإن تركه عامدا أعاد (سنن الترمذی، باب ما جاء فی تخليل اللحية)

www.idaraghufran.org

تَحْتِهَا ، وَقَالَ: بِهٰذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے وضو کیا، اور اپنی ڈاڑھی کا نیچے سے اپنی اُنگلیوں سے خلال فرمایا، اور فرمایا کہ اسی طرح مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے (حاکم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ عَرَكَ عَارِضَيْهِ بَعْضَ الْعَرْكِ ثُمَّ شَبَكَ لِحْيَتَهُ بِأَصَابِعِهِ مِنْ تَحْتِهَا (ابن ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو اپنے رخساروں کو ہلکا سا ملتے تھے، پھر انگلیوں کو ڈاڑھی میں نیچے سے داخل کر کے خلال فرماتے تھے (ابن ماجہ)

---

[1] رقم الحديث ۵۲۹، ج ۱ ص ۲۵۰، كتاب الطهارة.

قال ابن القطان:

هذا الإسناد صحيح ، ولا يضره رواية من رواه عن محمد (بن حرب عن الزبيدى أنه بلغه عن أنس) فقد يراجع كتابه ، فيعرف منه أن الذى حدثه به هو الزهرى ، فيحدث به، فيأخذه عنه الصفار وغيره ، وهذا الذى أشرت إليه هو الذى اعتل به عليه محمد بن يحيى الذهلى حين ذكره .

ونص كلامه هو أن قال :حدثنا يزيد بن عبد ربه ، قال :حدثنا محمد بن حرب ، عن الزبيدى أنه بلغه عن أنس بن مالك أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم " - توضأ فأدخل أصابعه تحت لحيته "

قال محمد بن يحيى :المحفوظ عندنا حديث يزيد بن عبد ربه ، وحديث الصفا واه ، هذا نص ما قال ، فانظر فيه ، ويزيد بن عبد ربه وثقه(بيان الوهم والإيهام فى كتاب الأحكام، ج۵، ص ۲۲۰، ۲۲۱،باب ذكر أحاديث أوردها على أنها صحيحة أو حسنة ، وهى ضعيفة من تلك الطرق ، صحيحة أو حسنة من غيرها)

و قال ابن الملقن:

وأما حديث أنس فرواه الزهرى عنه قال :رأيت النبى -صلى الله عليه وسلم -توضأ وخلل لحيته بأصابعه من تحتها وإسناده صحيح كما قاله ابن القطان فى علله (البدرالمنير لابن الملقن، ج۲، ص۱۸۸ ، الحديث السابع والثلاثون)

[2] رقم الحديث ۴۳۲، كتاب الطهارة،باب ما جاء فى تخليل اللحية، السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ۲۴۹.

www.idaraghufran.org

بعض محدثین نے اس آخری حدیث کی سند پر کلام کیا ہے، اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل قرار دیا ہے (یعنی اس حدیث کے مرفوع ہونے کے بجائے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے) [1]

لیکن بعض حضرات نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال البيهقي:

تفرد به عبد الواحد بن قيس، واختلفوا في عدالته، فوثقه يحيى بن معين، وأباه يحيى بن سعيد القطان، ومحمد بن إسماعيل البخاري، وأخبرنا أبو بكر الفقيه، أنا أبو الحسن الدارقطني، قال :قال ابن أبي حاتم :قال أبي :روى هذا الحديث الوليد، عن الأوزاعي، عن عبد الواحد، عن يزيد الرقاشي، وقتادة، قالا :كان النبي صلى الله عليه وسلم، مرسلا وهو أشبه بالصواب، قال أبو الحسن :ورواه أبو المغيرة، عن الأوزاعي، موقوفا على ابن عمر، وهو الصواب(السنن الكبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ٢٤٩)

وقال ابن عدي:

حدثنا ابن دحيم وجماعة قالوا، حدثنا هشام بن عمار، حدثنا ابن أبي العشرين، حدثنا الأوزاعي، حدثني عبد الواحد بن قيس عن نافع، عن ابن عمر، قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا توضأ عرك عارضيه بعض العراك ثم شبك لحيته بأصابعه من تحتها.

وقد حدث الأوزاعي عن عبد الواحد هذا بغير حديث وأرجو أنه لا بأس به لأن في روايات الأوزاعي عنه استقامة(الكامل، ج٦، ص٥١٨، عَبد الواحد بْن قيس.والد عُمَر بْن عَبد الواحد)

[2] روى أنه -صلى الله عليه وسلم -كان يخلل لحيته ويدلك عارضيه بعض الدلك هذا الحديث رواه ابن ماجه والدارقطني والبيهقي في سننهم من حديث عبد الحميد بن حبيب، نا الأوزاعي، نا عبد الواحد بن قيس، حدثني نافع، عن ابن عمر قال :كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -إذا توضأ عرك عارضيه بعض العرك، ثم شبك لحيته بأصابعه من تحتها .

(وأعل) بثلاث علل:

أحدها :عبد الحميد بن حبيب هذا هو ابن أبي العشرين، قال فيه أبو حاتم الرازي :لم يكن صاحب حديث، وضعفه دحيم .وقال النسائي :(ليس) بالقوي .وعن أحمد توثيقه.

الثانية :قال البيهقي :اختلفوا في عدالة عبد الواحد بن قيس؛ فوثقه يحيى بن معين .و (أباه) يحيى بن سعيد القطان ومحمد بن إسماعيل البخاري .انتهى كلامه.

وقال النسائي فيه :ليس بالقوي .وقال ابن حبان :لا يحتج به.

ونقل ابن الجوزي، عن يحيى بن معين أنه مرة ضعفه ومرة وثقه .وقال أبو حاتم :ليس بالقوي .وقال ابن عدي :أرجو أنه لا بأس به.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت ابوحمزہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ إِذَا تَوَضَّأَ مِنْ بَاطِنِهَا وَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وتركه البرقاني .وقال أبو أحمد الحاكم :منكر الحديث.

العلة الثالثة :التعليل بالإرسال والوقف .قال الدارقطني :قال ابن أبي حاتم - :ورأيته أنا بعد ذلك في علله -قال (أبي) : روى هذا الحديث الوليد، عن الأوزاعي، عن (عبد الواحد) (عن) يزيد الرقاشي وقتادة قالا :كان النبي -صلى الله عليه وسلم ... - مرسلا (وهو أشبه بالصواب).

قال الدارقطني :ورواه أبو المغيرة، عن الأوزاعي موقوفا .ثم أسنده عن ابن عمر من (غير) طريق ابن أبي العشرين .وصوب الدارقطني الموقوف، وأخرج هذا الحديث عبد الحق في أحكامه الصغرى .قال :والصحيح أنه فعل ابن عمر غير مرفوع إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -.

قال ابن القطان :هذا نص كما ذكر ولم يبين علته، وقد يظن أن تعليله إياه هو ما ذكر من وقفه ورفعه، وليس ذلك بصحيح، فإنه إنما يصح أن يكون هذا علة لو كان رافعه ضعيفا ووافقه ثقة، ففي مثل هذا الحال كان يصدق قوله :الصحيح موقوف من (فعل) ابن عمر أما إذا كان رافعه ثقة ووافقه ثقة فهذا لا يضره، ولا هو علة فيه، وهذا حال هذا الحديث، فإن رافعه عن الأوزاعي هو عبد الحميد بن حبيب بن أبي العشرين كاتبه، ووافقه عنه هو أبو المغيرة، وكلاهما ثقة، فالقضاء للواقف على الرافع يكون خطأ، وبعد هذا فعلة الخبر هي غير ذلك، وهي :ضعف عبد الواحد بن قيس راويه عن نافع، عن ابن عمر، وعنه رواه الأوزاعي في الوجهين، قال يحيى بن معين :عبد الواحد بن قيس الذي (روى) عنه الأوزاعي :شبه لا شيء .وإذا الموقوف الذي صحح لابد فيه من عبد الواحد (بن قيس) فليس إذا بصحيح، والدارقطني لم يقل في الموقوف :صحيح ولا أصح، إنما قال :إن رواية (أبي) المغيرة بوقفه هو الصواب؛ فاعلم ذلك.

قال الشيخ تقي الدين في الإمام :عبد الحق تبع الدارقطني فيما قال .وقول ابن القطان :إنما كان يصح أن يكون هذا علة، لو كان رافعه ضعيفا ووافقه ثقة في هذا الحصر نظر، فقد يأخذون ذلك من كثرة الواقفين، أو تقديم مرتبة الواقف على الرافع، ولعل هذا منه عند من قال ذلك، فإن أبا المغيرة عبد القدوس بن الحجاج احتج به الشيخان، وعبد الحميد روى له الترمذي وابن ماجه ووثقه الرازي، وقال ابن معين :ليس به بأس .وقال العجلي قريبا منه .وقال النسائي :ليس بالقوي. وقال البخاري :شامي ربما يخالف في حديثه .وقدمه هشام بن (عمار) على أصحاب الأوزاعي فقال في حكاية :أوثق أصحابه كاتبه عبد الحميد قال الشيخ :ولعل أبا الحسن بن القطان أراد إنما يصح ذلك في النظر الصحيح عنده.

(وقال) شيخنا أبو الفتح اليعمري :أما ما ذكره ابن القطان فليس بعيدا من حيث النظر، إذا استويا في مرتبة الثقة والعدالة أو تقاربا، كما هو ها هنا؛ لأن الرفع زيادة على الوقف، وقد جاء عن ثقة فسبيله القبول، وهذا هو الذي زعمه ابن الصلاح، فإن كان نظرا منه فهو نظر صحيح، وإن كان نقلا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

فِيْهَا وَيَحُكُّ وَيُخَلِّلُ عَارِضَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى طُوْلِ لِحْيَتِهٖ فَيَمْسَحُهَا إِلَى أَسْفَلَ (الأوسط فی السنن والإجماع والاختلاف لابن المنذر) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جب وضو کرتے، تو اپنی ڈاڑھی کے اندرونی حصہ کا خلال کرتے تھے، اور اپنی اُنگلیوں کو ڈاڑھی میں داخل فرماتے تھے، اور اُسے حرکت دیتے تھے، اور اس کی چوڑائی میں خلال فرماتے تھے، پھر پانی کو ڈاڑھی کی لمبائی تک ڈالتے تھے، پھر نیچے تک اس پر ہاتھ پھیرتے تھے (اوسط ابنِ منذر)

فائدہ: ڈاڑھی میں خلال کرنے کی اور بھی کئی احادیث وروایات اور آثار ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عمن تقدمه فليس للناس فی ذلک عمل مطرد، وأبو المغيرة احتج به الشيخان، وابن أبی العشرين روى له الترمذی وابن ماجه، وقال ابن معين :ليس به بأس .وقال العجلی قريبا من ذلک .وذكر مقالة النسائی والبخاری المتقدمة، ثم قال :فإن كان عبد القدوس مرجحا على عبد الحميد فإن لعبد الحميد اختصاصا بالأوزاعی يوجب له مزية فيما يروى عنه -كان كاتبه -وقدمه هشام بن عمار على أصحاب الأوزاعی، (فقال فی حكاية :أوثق أصحابه كاتبه عبد الحميد) وعرف عن يحيى بن معين أن قوله :ليس به بأس يعنی به الثقة، فليس (يقصر) فی الأوزاعی عن درجة (أبی) المغيرة وإن احتمل أن يقصر عنه فی غيره .قال :وأما رد ابن القطان الخبر بعبد الواحد بن قيس فليس فی عبد الواحد كبير أمر، عبد الواحد مختلف فی حاله، وثقه ابن معين وأباه البخاری ويحيى القطان، وقال ابن عدی :ضعيف، وإذا روى عنه الأوزاعی فهو صالح .وهذا من رواية الأوزاعی عنه، وأما أبو محمد عبد الحق فإنه قد صحح ذلک عن ابن عمر من فعله، وليس إلا الاعتماد على الدارقطنی فی ترجيح موقوف هذا الخبر على مرفوعه، وذلک لا يقتضی تصحيح الموقوف مطلقا. فتلخص أن للحفاظ فی هذا الحديث اضطراب ترجيح، وأرجو أن يكون حسنا (البدرالمنير لابن الملقن، ج٢، ص١٩٣ الى ١٩٨ ،باب الوضوء، الحديث الثامن والثلاثون)

[1] رقم الحديث ٣٦٥،باب صفة الوضوء، ذكر تخليل اللحية مع غسل الوجه.

[2] عن أبی معن ، قال :رأيت أنسا توضأ فخلل لحيته (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث، ١٠١ ، فی تخليل اللحية فی الوضوء)

عن نافع ، عن ابن عمر ؛ أنه كان يخلل لحيته إذا توضأ (ايضاً، رقم الحديث ١٠٢)

عن أبی إسحاق ، قال :رأيت سعيد بن جبير توضأ وخلل لحيته (ايضاً، رقم الحديث٠٣)

عن الأزرق بن قيس ، قال :رأيت ابن عمر يخلل لحيته (ايضاً، رقم الحديث ١٠٤)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جن کے مجموعہ سے ڈاڑھی کے خلال کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ [1]

اور ڈاڑھی کے بالوں میں مذکورہ خلال اسی وقت ممکن ہے، جبکہ ڈاڑھی لمبی ہو۔

جس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام وتابعین عظام کی ڈاڑھی لمبی تھی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دَهْنَ رَأْسِهٖ وَيَشْرَحُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن النضر بن معبد ، قال :رأيت أبا قلابة إذا توضأ خلل لحيته (ايضاً، رقم الحديث ۱۰۵)
عن أنس ؛ أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا توضأ يخلل لحيته (ايضاً، رقم الحديث ۱۰۶)
عن الحكم ، عن مجاهد ؛ أنه كان يخلل لحيته إذا توضأ (ايضاً، رقم الحديث ۱۰۷)
عن خالد بن دينار ، قال :رأيت ابن سيرين توضأ فخلل لحيته (ايضاً، رقم الحديث ۱۰۸)
عن هشام ، قال :كان ابن سيرين يخللها (ايضاً، رقم الحديث ۱۰۹)
عن الزبير بن عدى ، عن الضحاك ، قال :رأيته يخلل لحيته (ايضاً، رقم الحديث ۱۱۰)
عن أبى عاصم ، عن رجل لم يسمه ؛ أن عليا مر على رجل يتوضأ ، فقال :خلل ، يعنى لحيته (ايضاً، رقم الحديث ۱۱۱)
عن عمر بن سليم الباهلى ، قال :حدثنى أبو غالب ، قال :قلت لأبى أمامة :أخبرنا عن وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فتوضأ ثلاثا ، وخلل لحيته ، وقال :هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل (ايضاً، رقم الحديث ۱۱۲)
عن أنس ؛ عن النبى صلى الله عليه وسلم ، قال :أتانى جبريل فقال :إذا توضأت فخلل لحيتك (ايضاً، رقم الحديث ۱۱۴)
عن نافع ، عن ابن عمر ؛ أنه كان إذا توضأ خلل لحيته (ايضاً، رقم الحديث ۱۱۵)
عن أبى الهيثم ، عن إبراهيم ؛ أنه توضأ وخلل لحيته (ايضاً، رقم الحديث ۱۱۶)

[1] فهذا اثنا عشر شاهدا لحديث عثمان رضى الله عنه فكيف لا يكون صحيحا والأئمة قد صححوه :الترمذى فى جامعه وإمام الأئمة محمد بن إسحاق بن خزيمة و (أبو حاتم) بن حبان فى صحيحيهما والدارقطنى كما تقدم عنه، والحاكم أبو عبد الله فى مستدركه والشيخ تقى الدين بن الصلاح، وشهد له إمام هذا الفن أبو عبد الله البخارى بأنه حديث حسن وبأنه أصح (حديث) فى الباب، فلعل ما نقله ابن أبى حاتم عن أبيه من قوله :إنه لا يثبت عن النبى -صلى الله عليه وسلم -فى تخليل اللحية حديث .ومن قول الإمام أحمد حيث سأله ابنه :لا يصح عن النبى -صلى الله عليه وسلم -فى تخليل اللحية شيء (أن يكون) المراد بذلك غير حديث عثمان (البدرالمنير لابن الملقن، ج۲، ص۱۹۲ ،باب الوضوء، الحديث السابع والثلاثون)

www.idaraghufran.org

لِحُيَتَهُ بِالْمَاءِ (معجم ابن الاعرابی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر کثرت سے تیل لگایا کرتے تھے، اور ڈاڑھی مبارک کو پانی سے صاف فرمایا کرتے تھے (معجم ابن اعرابی)

ڈاڑھی کو پانی سے صاف کرنے میں اس کو دھونا اور خلال کرنا دونوں داخل ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دُهْنَ رَأْسِهِ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهِ (شمائلِ ترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر کثرت سے تیل لگایا کرتے تھے، اور ڈاڑھی مبارک میں کثرت سے کنگھا کیا کرتے تھے (شمائلِ ترمذی)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک اتنی لمبی تھی، کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھا فرمایا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں کہ:

---

[1] رقم الحديث ٦١٦، دار ابن الجوزی، المملكة العربية السعودية، واللفظ لهٗ، شعب الايمان للبيهقی، رقم الحديث ٦٠٤٦.

كان يكثر دهن رأسه ويسرح لحيته بالماء ."رواه ابن الأعرابی فی "المعجم ١/ ٥٩ "أنبأنا محمد (يعنی ابن هارون)أنبأنا مسلم بن إبراهيم أنبأنا مبشر بن مكسر عن أبی حازم عن سهل بن سعد مرفوعا .قلت :وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات غير محمد بن هارون وهو ابن عيسى أبو بكر الأزدی الرزاز، ترجمه الخطيب ٣/ ٣٥٤وقال " :روى عنه أبو العباس بن عقدة، و ...و ... أحاديث مستقيمة وقال الدارقطنی :ليس بالقوی ." ومبشر بن مكسر، قال ابن معين :صويلح. وقال ابن أبی حاتم عن أبيه :لا بأس به .وبقية رجاله رجال الشيخين . والحديث عزاه فی "الجامع الصغير "للبيهقی فی "شعب الإيمان "عن سهل بن سعد .وقال المناوی " :وكذا الترمذی فی الشمائل ." قلت :وهو وهم، فليس هو فی "الشمائل "من حديث سهل، وإنما من حديث أنس بن مالک كما خرجته علی "المشكاة (٤٤٤٥)" وبينت هناک أن إسناده ضعيف فهو شاهد لا بأس به لهذا، والله أعلم(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٧٢٠)

[2] رقم الحديث ٣٢، باب ما جاء فی ترجل رسول الله صلی الله عليه وسلم، داراحياء التراث العربی، بيروت.

www.idaraghufran.org

إِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِيْ مُقَدَّمِ لِحْيَتِهٖ وَفِي الْعَنْفَقَةِ وَفِي الرَّأْسِ وَفِي الصُّدْغَيْنِ شَيْئًا لَا يَكَادُ يُرٰى(مسند احمد رقم الحديث ۱۳۲۶۳) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاڑھی کے اگلے بالوں میں اور ریش بچہ میں اور سر کے بالوں میں اور کان کے قریب کے بالوں میں کچھ سفیدی تھی (مسند احمد)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ڈاڑھی بڑھا کر رکھتے تھے، اسی طرح نیچے کے ہونٹ کے ساتھ ریش بچہ کو بھی نہیں کٹواتے تھے۔

خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات میں بھی لمبی ڈاڑھی رکھنے کا ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ کی لمبی ڈاڑھی تھی (طبرانی) [۲]

اور حضرت علی رضی اللہ کی سیرت کے بارے میں بھی اسی طرح کا ذکر ملتا ہے (طبرانی، ابونعیم) [۳]

---

[۱] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط البخاری، رجاله ثقات رجال الشيخين غير أبی سعيد -وهو عبد الرحمن بن عبد الله بن عبيد البصری -فمن رجال البخاری.

[۲] عن عبد الله بن شداد بن الهاد، قال :رأيت عثمان بن عفان رضی الله عنه يوم الجمعة على المنبر، عليه إزار عدنی غليظ، ثمنه أربعة دراهم أو خمسة، وريطة كوفية ممشقة، ضرب اللحم، طويل اللحية، حسن الوجه (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۲، ج ۱ ص ۷۵)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی، وإسناده حسن(مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۸۰، باب ما جاء فی مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه)

و قال المنذری: رواه الطبرانی بإسناد حسن والبيهقی عدنی بفتح العين والدال المهملتين منسوب إلى عدن والريطة بفتح الراء وسكون الياء المثناة تحت كل ملاءة تكون قطعة واحدة ونسجا واحدا ليس لها لفقان وضرب اللحم بفتح الضاد المعجمة وسكون الراء خفيفه وممشقة أی مصبوغة بالمشق بكسر الميم وهو المغرة(الترغيب و الترهيب، ج ۳، ص ۸۲، كتاب اللباس والزينة الترغيب فی لبس الأبيض من الثياب)

[۳] عن الواقدی، قال :يقال :كان علی بن أبی طالب آدم ربعة مسمنا، ضخم المنكبين، طويل اللحية، أصلع، عظيم البطن، غليظ العينين، أبيض الرأس واللحية(المعجم الكبير للطبرانی ، رقم الحديث ۱۵۸ ، ج ۱ ص ۹۴)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی، ورجاله إلى الواقدی ثقات(مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۰۱ ، باب مناقب علی بن أبی طالب رضی الله عنه)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت شرحبیل بن مسلم خولانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

رَأَيْتُ خَمْسَةً مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُصُّوْنَ شَوَارِبَهُمْ، وَيُعْفُوْنَ لِحَاهُمْ وَيُصَفِّرُوْنَهَا، أَبُوْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ، وَعُتْبَةُ بْنُ عَبْدٍ السُّلَمِيُّ، وَالْحَجَّاجُ بْنُ عَامِرٍ الثُّمَالِيُّ، وَالْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيْكَرِبَ الْكِنْدِيُّ، كَانُوْا يَقُصُّوْنَ شَوَارِبَهُمْ مَعَ طَرْفِ الشَّفَةِ (السنن الكبرىٰ للبيهقي) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ صحابۂ کرام کو دیکھا، جو اپنی مونچھوں کو کاٹا کرتے تھے، اور اپنی ڈاڑھیوں کو بڑھایا کرتے تھے، اور ڈاڑھیوں کو پیلا خضاب لگاتے تھے، ایک حضرت ابو امامہ باہلی، دوسرے عبد اللہ بن بسر، تیسرے حضرت عتبہ بن عبد سُلمی، چوتھے حجاج بن عامر ثمالی اور پانچویں حضرت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا أبو عمرو بن حمدان، ثنا أحمد بن الحسين، ثنا جعفر بن محمد بن الفضيل، ثنا أبو نعيم، ثنا رزام بن سعيد، قال :سمعت أبي ينعت، عليا قال " :كان رجلا عظيما، طويل اللحية، إن شئت قلت إذا نظرت إليه :لآدم، وإن تبينته من قريب قلت :إن يكون أسمر أدنى من أن يكون آدم "(معرفة الصحابة لأبي نعيم، رقم الحديث ۳۰۴)

أخبرنا الفضل بن دكين قال :أخبرنا رزام بن سعد الضبي قال :سمعت أبي ينعت عليا قال :كان رجلا فوق الربعة، ضخم المنكبين، طويل اللحية(طبقات الكبرىٰ لابن سعد، ج۳، ص۲۶، ذكر صفة علي بن أبي طالب، عليه السلام)

[1] رقم الحديث ۶۹۸ كتاب الطهارة،باب كيف الأخذ من الشارب،معرفة الصحابة لابي نعيم، رقم الحديث ۱۹۵۱ ،المعجم الكبير للطبراني ، رقم الحديث ۳۲۱۸.

قال الهيثمي: رواه الطبراني، وإسناده جيد (مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۸۸۵۲، ج۵ص۱۶۷ ،باب ما جاء في الشارب واللحية وغير ذلک)

شرحبيل بن مسلم الخولاني قال :رأيت خمسة نفر قد صحبوا النبي صلى الله عليه وسلم واثنين قد أكلا الدم في الجاهلية، فلم يصحبا النبي صلى الله عليه وسلم يقصون شواربهم ويعفون لحاهم ويصفرونها أبو أمامة الباهلي وعبد الله بن بشر المازني وعتبة بن عبيد السلمي والمقدام بن معدى كرب الكندي والحجاج بن عامر الثمالي وأما اللذان لم يصحبا النبي صلى الله عليه وسلم فأبو عتبة الخولاني وأبو صالح الأنماري هكذا، قال :عثمان بن عبيد الله بن رافع وقيل ابن أبي رافع وقيل غير ذلک(شعب الايمان، رقم الحديث ۶۰۳۲)

www.idaraghufran.org

مقدام بن معدیکرب کندی رضی اللہ عنہم، یہ حضرات اپنی مونچھوں کو کاٹا کرتے تھے ہونٹ کے کنارے کے ساتھ سے (بیہقی، ابونعیم، طبرانی)

حضرت عثمان بن عبیداللہ بن رافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّهُ رَأَى أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ ، وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، وَسَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ ، وَأَبَا أُسَيْدٍ الْبَدْرِيَّ ، وَرَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ ، وَأَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ يَأْخُذُوْنَ مِنَ الشَّوَارِبِ كَأَخْذِ الْحَلْقِ ، وَيُعْفُوْنَ اللُّحٰى ، وَيَنْتِفُوْنَ الْآبَاطَ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: انہوں نے حضرت ابوسعید خدری، اور حضرت جابر بن عبداللہ، اور حضرت عبداللہ بن عمر، اور حضرت سلمہ بن اکوع، اور حضرت ابواسید بدری، اور حضرت رافع بن خدیج، اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھوں کو اس طرح کاٹا کرتے تھے، جس طرح سے مونڈا جاتا ہے (یعنی مونچھیں کاٹنے میں مبالغہ کیا کرتے تھے) اور ڈاڑھیوں کو بڑھا کر رکھتے تھے، اور بغلوں کے بال اکھیڑا کرتے تھے (طبرانی)

فائدہ: اس روایت کی سند صحیح ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٦٦٨، ج ١ ص ٢٤١.

[2] چنانچہ معجم کبیر طبرانی کی مندرجہ بالا روایت کی سند مندرجہ ذیل ہے:

حدثنا يحيى بن أيوب العلاف المصرى، ثنا سعيد بن أبى مريم، ثنا إبراهيم بن سويد، حدثنى عثمان بن عبيد الله بن رافع، أنه رأى أبا سعيد الخدرى، الخ (حوالہ بالا)

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

رواه الطبرانى، وعثمان هذا لم أعرفه ، وبقية أحد الإسنادين رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٨٤٧، ج٥ ص ١٦٦، باب ما جاء فى الشارب واللحية وغير ذلک)

لیکن کیونکہ حضرت عثمان، عبیداللہ کے بیٹے اور تابعی ہیں، اور ان پر محدثین نے جرح نہیں فرمائی، نیز ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار فرمایا ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا تاریخ کبیر میں بغیر جرح کے تذکرہ فرمایا ہے، اس لئے ان کے ثقہ ومعتبر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ڈاڑھی بڑھا کر رکھا کرتے تھے، اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

چنانچہ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وعن عثمان بن عبيد الله قال رأيت جابر عن عبد الله يخضب بالصفرة وشهد العقبة. رواه الطبراني وعثمان ذكره ابن أبي حاتم وهو عثمان ابن عبيد الله بن أبي رافع لم يجرحه أحد ، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۸۸۱۸، باب ماجاء في الشيب والخضاب)

اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی ان سے مختلف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں پست کرنے کی روایت نقل کی ہے، اور ان کے ساتھ مدنی کی نسبت بھی ذکر فرمائی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

ما قد حدثنا ابن أبي عقيل ,قال :ثنا ابن وهب ,قال :أخبرني إسماعيل بن عياش ,قال: حدثني إسماعيل بن أبي خالد ,قال :رأيت أنس بن مالك وواثلة بن الأسقع ,يحفيان شواربهما ويعفيان لحاهما ,ويصفرانها "قال إسماعيل:

وحدثني عثمان بن عبيد الله بن رافع المدني ,قال " :رأيت عبد الله بن عمر ,وأبا هريرة ,وأبا سعيد الخدري ,وأبا أسيد الساعدي ,ورافع بن خديج ,وجابر بن عبد الله ,وأنس بن مالك ,وسلمة بن الأكوع ,يفعلون ذلك "(شرح معاني الآثار ، رقم الحديث ٦٥٦٥، ٦٥٦٦، باب حلق الشارب)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ:

أخبرنا أبو طاهر الفقيه، أخبرنا أبو بكر القطان، ثنا أحمد بن يونس، ثنا الفريابي، ثنا سفيان، عن محمد بن عجلان، عن عبيد الله بن أبي رافع، قال :رأيت أبا سعيد الخدري، وجابر بن عبد الله، وابن عمر، ورافع بن خديج، وأبا أسيد الأنصاري، وابن الأكوع، وأبا رافع " :ينهكون شواربهم حتى الحلق ."قال الإمام أحمد :كذا وجدته وقال غيره :عن عثمان بن عبيد الله بن أبي رافع وقيل ابن رافع(السنن الكبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ٦٩٧، باب كيف الأخذ من الشارب)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر میں ان کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے، اور ان کے متعدد صحابۂ کرام کی زیارت کرنے کا تذکرہ فرمایا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ ان کا نام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

عثمان بن عبيدالله بن ابى رافع مولى سعيد بن العاص المدينى(التاريخ الكبير تحت رقم الترجمة ۲۲۶۲، ج٦ ص ۲۳۳)

البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے عثمان بن عبید اللہ بن رافع کو ان سے الگ قرار دیا ہے، اور ان کو عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت کرنے والا فرمایا ہے: (ملاحظہ ہو: التاریخ الکبیر، تحت رقم الترجمہ ۲۲۶۴، ج٦ ص ۲۳۶)

اور علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

چھوٹی چھوٹی ڈاڑھی نہیں رکھتے تھے۔ [1]

اس بحث کا خلاصہ

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی ڈاڑھی مبارک چھوٹی اور خشخشی نہیں تھی، بلکہ بڑی تھی، مگر بہت زیادہ بڑی بھی نہیں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کے بال یکساں برابر تھے، چھوٹے بڑے نہ تھے، جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک چہرہ کے تینوں اطراف (یعنی دائیں بائیں اور نیچے کی طرف) کو برابر ہوتی تھی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مٹھی سے زیادہ بال ہوجانے پر ان کو ہر طرف سے مٹھی کے برابر کردیا کرتے تھے (جیسا کہ آگے آتا ہے)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عثمان بن عبد الله :مولى سعد بن أبي وقاص .يروى عن أبي أسيد، وأبي قتادة، وأبي هريرة .روى عنه ابن أبي ذئب .ذكره ابن حبان في التابعين الثقات، وروى له أبو جعفر الطحاوى، والصحيح هذا عثمان بن عبيد الله بن أبي رافع مولى سعيد بن العاص على ما يجيء عن قريب .وقد ذكره ابن حبان في موضعين، فقال في موضع :عثمان بن عبد الله مولى سعد بن أبي وقاص .وقال في موضع آخر :عثمان بن عبيد الله ابن أبي رافع مولى سعيد بن العاص فيشتبه على كثير من الناس أنهما اثنان، وليس كذلك، بل هما واحد، ولكن تارة ينسب إلى ولاء سعد بن أبي وقاص، وتارة إلى ولاء سعيد بن العاص، على ما بينه ابن أبي حاتم، على ما يجيء إن شاء الله تعالى(مغانى الاخيار لبدرالدين العينى ، ، رقم الترجمة ۷۵۶ ا ،باب العين بعدها الثاء المثلثة)

[1] حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب کوہِ طور پر تشریف لے گئے، اور حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو بنی اسرائیل کے پاس چھوڑ گئے، تو بنی اسرائیل نے سامری جادوگر کے کہنے پر بچھڑے کی پرستش شروع کردی تھی، جب حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام واپس تشریف لائے اور اپنی قوم کو بچھڑا پرستی میں مبتلا دیکھا تو غصہ میں حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کے ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو پکڑ کر ان سے بنی اسرائیل کی گمراہی کے بارے میں باز پرس کی، تو حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام نے جواب میں فرمایا کہ:

لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۹۴)

ترجمہ: تم میری ڈاڑھی مت پکڑو (سورہ طٰہٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کی بھی ڈاڑھی بڑی تھی، جو پکڑنے سے ہاتھ میں آجاتی تھی، اور وہ کم از کم ایک مٹھی تھی، کیونکہ اگر مٹھی بھر سے کم ہوتی، تو وہ پکڑ میں ہی نہ آسکتی تھی، جس کے لیے ڈاڑھی کو پکڑنے کا لفظ استعمال نہ کیا جاتا۔

www.idaraghufran.org

ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کا احادیث سے ثبوت

اس بارے میں جمہور فقہائے امت کا اتفاق ہے کہ ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم کرنا جائز نہیں ہے۔ اور ایک مٹھی کی مقدار سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا جائز ہے، اور اس میں کوئی گناہ نہیں، اور دلائل کے لحاظ سے جمہور فقہائے کرام کا یہی موقف مضبوط اور راجح ہے۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ کے ضمن میں بعض احادیث کے اشارے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کا زیادہ لمبا نہ ہونا اور اس کی وجہ گزر چکی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اور ڈاڑھی کے بال گندے اور الجھے ہوئے پسند نہیں فرمائے، اور ایسی حالت میں مبتلا لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے۔ [2]

اور ظاہر ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دینے، اور اس کی تہذیب نہ کرنے سے اس کی حالت خراب ہو جاتی ہے، اور خوبصورتی متأثر ہو جاتی ہے۔

ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈاڑھی کے زائد بالوں کو کاٹنے کا صاف طور پر ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ کی سند سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا

---

[1] جبکہ جمہور فقہائے کرام کے برعکس بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ڈاڑھی کو کسی حد پر جا کر بھی کاٹنا جائز نہیں اور اس کو اپنے حال پر چھوڑنا ضروری ہے، مگر یہ قول دلائل کے لحاظ سے کمزور اور ضعیف ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک صرف حج یا عمرہ سے فراغت پر ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کو کاٹنا جائز ہے، اور یہ قول بھی دلائل کے لحاظ سے زیادہ مضبوط نہیں ہے، اور دلائل کے لحاظ سے مضبوط قول جمہور فقہائے کرام کا ہی ہے، جیسا کہ آگے آنے والے دلائل سے معلوم ہوگا۔

[2] چنانچہ مؤطا امام مالک میں ہے کہ:

مالک، عن زيد بن أسلم؛ أن عطاء بن يسار أخبره قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد .فدخل رجل ثائر الرأس واللحية .فأشار إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده أن اخرج .كأنه يعني إصلاح شعر رأسه ولحيته .ففعل الرجل، ثم رجع. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أليس هذا خيرا من أن يأتي أحدكم ثائر الرأس كأنه شيطان؟(موطا امام مالک، رقم الحديث ۷۵۶"۹۴۳۴")

www.idaraghufran.org

وَطُوْلِهَا (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کے طول وعرض (یعنی لمبائی اور چوڑائی) سے بالوں کو کاٹ (کر برابر کر) دیا کرتے تھے (ترمذی)

اور امام بیہقی اور ابن عدی رحمہما اللہ نے یہ حدیث ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ عَرْضِ لِحْيَتِهٖ وَطُوْلِهَا بِالسَّوِيَّةِ (شعب الایمان للبیهقی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کے طول وعرض (یعنی لمبائی اور چوڑائی) سے بالوں کو برابر کاٹ دیا کرتے تھے (بیہقی، ابنِ عدی)

ہمارے نزدیک اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جب ڈاڑھی یا اس کے کچھ بال ایک مٹھی سے بڑھ جاتے، تو ایک مٹھی سے زائد اور اضافی بالوں کو دائیں بائیں اور نیچے کی طرف سے برابر کاٹ دیا کرتے تھے، جیسا کہ آپ کی اتباع میں صحابۂ کرام بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک ہر طرف سے مساوی ہو کر گول ہو جاتی تھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کی یہ صفت دوسری احادیث میں بھی مذکور ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ۲۷۶۲، ابواب الادب، باب ماجاء فی الاخذ من اللحية، شرح السنة للبغوی، ج۱۲ ص۱۰۸، باب قص الشارب، اخلاق النبی للاصبهانی، رقم الحديث ۸۸۵.

[2] رقم الحديث ۶۰۱۹، فصل فی الأخذ من اللحية والشارب، الكامل لابن عدی، ج۶ ص۵۹، تحت الترجمة: عمر بن هارون البلخی.

قال البيهقی: قال أبو أحمد " :وقد روى هذا أسامة ثم عمر بن هارون ."قال الشيخ " :عمر بن هارون البلخی غير قوی ولا أدری من رواه عن أسامة غيره "

و قال ابن عدی: قال الشيخ :وقد روى هذا عن أسامة غير عمر بن هارون.

[3] (كان يأخذ من لحيته من عرضها وطولها) ت عن ابن عمرو ض

كان يأخذ من لحيته من عرضها وطولها هكذا فی نسخ هذا الجامع والذی رأيته فی سياق ابن الجوزی للحديث كان يأخذ من لحيته من طولها وعرضها بالسوية هكذا ساقه فلعل لفظ بالسوية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اگر چہ بعض حضرات نے اس حدیث کی سند پر کلام کیا ہے، اور اس کو شدید ضعیف تک بھی قرار دے دیا ہے، مگر ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ اس حدیث کو فی نفسہٖ ضعیف تو قرار دیا جاسکتا ہے، مگر اس کا سرے سے انکار کرنا یا اس کو موضوع قرار دینا راجح نہیں ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سقط من قلم المؤلف وذلک ليقرب من التدوير جميع الجوانب لأن الاعتدال محبوب والطول المفرط قد يشوه الخلقة ويطلق ألسنة المغتابين فلعل ذلک مندوب ما لم ينته إلى تقصيص اللحية وجعلها طاقة فإنه مكروه وكان بعض السلف يقبض على لحيته فيأخذ ما تحت القبضة وقال النخعي عجبت للعاقل كيف لا يأخذ من لحيته فيجعلها بين لحيتين فإن التوسط في كل شيء حسن ولذلک قيل كلما طالت اللحية تشمر العقل كما حكاه الغزالي ففعل ذلک إذا لم يقصد الزينة والتحسين لنحو النساء سنة كما عليه جمع منهم عياض وغيره(الشمائل الشريفة للسيوطی ،تحت حديث رقم ۴۶۴، كذافي فيض القدير للمناوی تحت حديث رقم ۶۹۳۳)

[1] چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هذا حديث غريب، وسمعت محمد بن إسماعيل، يقول " :عمر بن هارون مقارب الحديث لا أعرف له حديثا ليس له أصل -أو قال -ينفرد به، إلا هذا الحديث :كان النبي صلى الله عليه وسلم يأخذ من لحيته من عرضها وطولها، لا نعرفه إلا من حديث عمر بن هارون، ورأيته حسن الرأي في عمر :"وسمعت قتيبة، يقول " :عمر بن هارون كان صاحب حديث، وكان يقول :الإيمان قول وعمل .سمعت قتيبة قال :حدثنا وكيع بن الجراح، عن رجل، عن ثور بن يزيد، أن النبي صلى الله عليه وسلم نصب المنجنيق على أهل الطائف قال قتيبة :قلت لوكيع :من هذا؟ قال :صاحبكم عمر بن هارون(ترمذی،تحت رقم الحديث ۲۷۶۲،ابواب الادب، باب ما جاء في الأخذ من اللحية)

ملحوظ رہے کہ عمر بن ہارون پر بعض حضرات نے مرجئہ ہونے کا الزام لگا کر جرح کی ہے، اور امام ترمذی کی مذکورہ عبارت میں بھی ایمان کے قول وعمل ہونے کی ان کی طرف نسبت کی گئی ہے، تو اگر ان پر حنفیت کی وجہ سے مرجئہ ہونے کا الزام ہو، تو کئی محدثین کے فیصلے کے مطابق یہ جرح معتبر شمار نہیں کی جاتی۔

ولم يقبل جرح بعضهم في الامام ابی حنيفة وشيخه حماد بن ابی سليمان وصاحبيه محمد وأبی يوسف وغيرهم من أهل الكوفة بانهم كانوا من المرجئة (الرفع والتكميل في الجرح والتعديل صفحه ۲۱، مشموله: مجموعة رسائل اللكنوی جلد۵)

وقال الحاكم روى (ای عمر بن هارون)عن أبی جريج مناكير وقال في التاريخ كان من أهل السنة والذابين عن أهلها وقال الخليلي يتفرد عن سليمان لكن الاجلاء رووا عنه روى عن ابن جريج حديثا لا يتابع عليه(تهذيب التهذيب ج۷ص ۵۰۵)

علاوہ ازیں عمر بن ہارون بلخی امام احمد کے شیوخ میں شمار ہوتے ہیں، اور امام احمد نے مسند احمد میں ان سے روایات لی ہیں

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

خصوصاً جب کہ اس کی تائید دیگر احادیث اور صحابہ وتابعین کے عمل سے بھی ہوتی ہو۔

اور بعض حضرات نے اس حدیث پر اس لئے نکیر کی ہے کہ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طول وعرض سے ڈاڑھی کاٹنے کا ذکر ہے، جبکہ دیگر صحیح اور کثیر احادیث میں ڈاڑھی بڑھانے کا ذکر ہے، نہ کہ کاٹنے کا۔

مگر غور کیا جائے تو یہ حدیث دیگر صحیح وکثیر احادیث کے خلاف نہیں، اور اس وجہ سے اس کا انکار کرنا درست نہیں، کیونکہ طول وعرض سے ڈاڑھی کاٹنے کا مطلب یہ ہے کہ جب ڈاڑھی بڑھ کر لمبی ہوجاتی اور ایک مٹھی سے تجاوز کر جاتی تو ایک مٹھی سے زائد کو کاٹ کر سب بالوں کو برابر کر دیا کرتے تھے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(ملاحظہ ہو مسند احمد رقم الحدیث ۱۷۲۷۵، حدیث یعلیٰ بن امیۃ رضی اللہ عنہ) اور بعض حضرات نے ان کو ثقہ بھی قرار دیا ہے۔

رواه أحمد عن شيخه عمر بن هارون وفيه خلاف وبقية رواته ثقات (الترغيب والترهيب للمنذري، تحت رقم الحديث ۴۴۵۹، كتاب الادب)

رواه احمد عن شيخه عمر بن هارون وقد وثقه قتيبة وغيره وضعفه ابن معين وغيره (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۴۲، تحت رقم الحديث ۶۱۲، باب فی ذم الكذب)

اور مسند احمد کی عام طور پر ضعیف احادیث بھی متعدد محدثین کے نزدیک شدید درجہ کی ضعیف نہیں ہیں، بلکہ مقبول درجہ کی ہیں، نیز امام احمد نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو سوائے اہلِ سنت اور ثقہ کے کسی اور سے روایت کرنے کی اجازت نہیں دی تھی، اور جب ان کے اپنے بیٹے پر اتنی سخت شرط عائد کرنے کا معاملہ ہے، تو ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے لئے بھی اسی معیار کو پسند فرمایا ہوگا۔

كان عبدالله بن احمد لايكتب الا عن من اذن لهٗ ابوه بالكتابة عنه، وكان لايأذن لهٗ ان يكتب الا عن اهل السنة (تعجيل المنفعة لابن حجر، ج ۱ ص ۲۵۸، تحت ترجمة ابراهيم بن الحسن الباهلي، الناشر: دار البشائر بيروت)

وقد كان عبدالله بن احمد لا يكتب الا عن من يأذن له ابوه فی الكتابة عنه ولهذا كان معظم شيوخه ثقات (ايضاً ج ۲ ص ۱۶۱، ۱۶۲، حرف اللام، تحت ترجمة ليث بن خالد بلخی)

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں یہ حدیث دیگر آنے والی احادیث کے ساتھ مل کر حسن درجے میں داخل ہوسکتی ہے۔

ان کے بارے میں مزید تفصیل ہم نے اپنی دوسری کتاب ''نمازِ تراویح کے فضائل واحکام'' میں ذکر کردی ہے۔

[1] قال الطيبی :هذا لا ينافی قوله -صلى الله عليه وسلم " :أعفوا اللحى ; "لأن المنهی هو قصها كفعل الأعاجم أو جعلها كذنب الحمام، والمراد بالإعفاء التوفير منها كما فی الرواية الأخرى، والأخذ من الأطراف قليلا لا يكون من القص فی شيء اهـ .وعليه سائر شراح المصابيح

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

صحابۂ کرام (اور بالخصوص وہ صحابۂ کرام جن سے ڈاڑھی بڑھانے کی اکثر احادیث مروی ہیں، مثلاً حضرت ابو ہریرہ وابن عمر رضی اللہ عنہما) کے عمل سے ایک مٹھی کے بعد ڈاڑھی کے زائد بالوں کو کاٹنا ثابت ہے (جیسا کہ آگے آتا ہے) اور ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اخذ کی ہوگی، لہٰذا اس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹ کر ہر طرف سے ڈاڑھی کے بالوں کو برابر کردیا کرتے تھے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر ہموار بال اور بے ہنگم لمبی ڈاڑھی سے شکل وصورت بدنما ہوجاتی ہے، اور لوگوں کی نکتہ چینی کا باعث بنتی ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ شریعت نے ہر چیز میں اعتدال کو پسند کیا ہے۔

تو عقل وقیاس کا تقاضا بھی ڈاڑھی کے ایک حد تک بڑھ جانے اور لمبی ہونے کے بعد کاٹ دینے کا ہے، اور اس مقدار کو صرف عقل سے پہچاننا مشکل ہے۔

اور صحابۂ کرام وتابعینِ عظام نے اپنے قول وفعل سے ایک مٹھی کے ذریعہ اس اعتدال کو پوری طرح واضح فرمادیا ہے، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کی ہی ترجمانی ہے، اور حکماً مرفوع حدیث کے درجہ میں داخل ہے۔

لِاَنَّہٗ لَایُدْرَکُ بِالرَّأْیِ وَالْقِیَاسِ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من زین العرب وغیرہ، وقید الحدیث فی شرح الشرعة بقوله :إذا زاد علی قدر القبضة، وجعله فی التنویر من نفس الحدیث(مرقاة المفاتیح، ج۷ص ۲۸۲۲، کتاب اللباس، باب الترجل)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر اپنے قول وفعل سے ڈاڑھی بڑھانے کی ترغیب دینا اور تاکید فرمانا تھا، اس لئے آپ نے ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کے عمل کو عام طور پر ظاہر کرنے سے انتظاماً اجتناب فرمایا۔

اور اسی وجہ سے بہت کم احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قولاً وفعلاً تقصیرِ لحیہ کا ذکر ہے۔

اور بعض اہلِ علم حضرات نے اسی وجہ سے ان روایات کو منکر یا غریب وغیرہ فرمایا، اور اگر یہ روایات نہ بھی ہوتیں تب بھی آپ کے صحابۂ کرام کا ایسا عمل کہ ''مالایدرک بالرأی'' احادیث مرفوع کا ہی حکم رکھتا اور حجت ہوتا ہے۔

www.idaraghufran.org

جلیل القدر تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا طَوِيْلَ اللِّحْيَةِ فَقَالَ: لِمَ يُشَوِّهُ أَحَدُكُمْ نَفْسَهُ ؟قَالَ: وَرَأٰى رَجُلًا ثَائِرَالرَّأْسِ ،يَعْنِيْ شَعْثًا،فَقَالَ: مَهْ، أَحْسِنْ إِلٰى شَعْرِكَ أَوْ اَحْلِقْهُ (مراسيل أبي داود) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمبی ڈاڑھی والے کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے کو (غیر ضروری لمبی ڈاڑھی کرکے) بدشکل کیوں بناتا ہے؟

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور آدمی کو دیکھا جس کے سر کے بال الجھے ہوئے پراگندہ تھے؛ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، اپنے بالوں کو خوبصورت ومزین کرکے رکھو، یا ان کو منڈوادو (مراسیلِ ابی داؤد)

فائدہ: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور معتبر ہیں، اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۴۴۸، ص ۳۱۶، باب في الترجل.

[2] چنانچہ مذکورہ حدیث کی سند یہ ہے کہ:

حدثنا عمرو بن عثمان ، حدثنا مروان يعني ابن معاوية ، عن عثمان بن الأسود ، سمع مجاهدا ، يقول.

اس حدیث کے پہلے راوی عمرو بن عثمان ہیں، جن کو محدثین نے حافظ، ثبت، ثقہ اور صدوق وغیرہ قرار دیا ہے۔

عمرو بن عثمان (د، س، ق) ابن سعيد بن كثير بن دينار، الحافظ الثبت، أبو حفص الحمصي، مولى قريش. ولد سنة بضع وستين ومئة (سير اعلام النبلاء للذهبي، جزء ۱۲، صفحه ۳۰۵)

عمرو بن عثمان بن سعيد الحمصي القرشي. روى عن أبيه وابن عيينة وعدة وعنه أبو داود والنسائي وابن ماجه وأبو حاتم وأبو زرعة وقال: كان أحفظ من ابن مصفى وأحب إلي منه وثقه ابن حبان وقال: مات سنة خمسين ومائتين (طبقات الحفاظ للسيوطي، ، ص ۲۲۵، الطبقة الثامنة)

عمرو بن عثمان بن سعيد بن كثير بن دينار القرشي مولاهم أبو حفص الحمصي صدوق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

رہا اس حدیث کے مرسل ہونے کا معاملہ، تو اوّلاً تو مرسل حدیث بہت سے فقہاء کے نزدیک حجت ہے۔

دوسرے یہ حضرت مجاہد کی مراسیل میں سے ہے، جو بطورِ خاص مقبول ہیں۔

اور تیسرے اس مرسل کو دیگر موصول و مرسل احادیث سے قوت حاصل ہے۔

اور چوتھے اس کو صحابۂ کرام کے عمل سے بھی تائید و تقویت حاصل ہوتی ہے۔

ان وجوہات کی بناء پر اس حدیث کے قابلِ قبول ہونے میں شبہ کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من العاشرة مات سنة خمسين ومائتين (تقريب التهذيب لابن حجر ، جزء ۱ صفحه ۴۲۴)

اور اس حدیث کے دوسرے راوی مروان بن معاویہ ہیں، ان کو محدثین نے امام، حافظ، ثقہ اور محدث وغیرہ قرار دیا ہے۔

مروان بن معاوية (ع) ابن الحارث، بن عثمان، بن أسماء ، خارجة، بن حصن، ابن حذيفة، بن بدر، الامام الحافظ الثقة، أبو عبد الله الفزاری الكوفی ثم الدمشقی (سير اعلام النبلاء للذهبی، جزء۹ صفحة ۵۱)

مروان بن معاوية بن الحارث بن اسماء بن خارجة بن حصن الحافظ المحدث الثقة أبو عبد الله الفزاری الكوفی نزيل مكة ثم دمشق (تذكرة الحفاظ، جزء ۱ صفحة ۲۱۶، الطبقة السادسه)

اور اس حدیث کے تیسرے راوی عثمان بن اسود ہیں، ان کو بھی ثقہ و ثبت قرار دیا گیا ہے۔

عثمان بن الأسود بن موسى المكی مولى بنی جمح ثقة ثبت من كبار السابعة مات سنة خمسين أو قبلها (تقريب التهذيب للعسقلانی، جزء ۱ صفحة ۳۸۲)

وقال صالح بن أحمد بن حنبل ، عن علی بن المدينی :سألت يحيى ، يعنی :القطان ، عن عثمان بن الأسود ، فقال :كان ثقة ثبتا قلت :عمر بن ذر أحب اليک أم عثمان بن الأسود ؟ قال :عثمان بن الأسود ، قلت :عثمان بن الأسود أحب اليک أو سيف بن سليمان ؟ قال قدم عثمان وقال أبو بكر الأثرم عن أحمد بن حنبل :ثقة.وكذلک قال إسحاق بن منصور عن يحيى بن معين .وقال أبو حاتم :ثقة لا بأس به (تهذيب الكمال للمزی، جزء۱۹ ، صفحه ۳۴۱)

اور اس حدیث کے چوتھے اور آخری راوی حضرت مجاہد ہیں، جو کہ مشہور اور جلیل القدر تابعی ہیں، اور ان کے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

[1] المشهور عن مالک وأحمد وأبی حنيفة رحمهم الله الاحتجاج بالمرسل (تفسير اضواء البيان، لمحمد الأمين الشنقيطی، تحت سورة النساء، جزء ۱ صفحه ۲۹۶)

وأما الشافعی :فقد قدمنا عن النووی :أنه يعمل بمرسل التابعی الكبير إن قال به بعض الصحابة أو أكثر أهل العلم (ايضاً، تحت سورة الحج، جزء۴ صفحه ۴۸۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر ڈاڑھی کے غیر ضروری لمبا ہونے کو بدشکل ہونے کا باعث قرار دیا۔

اور فقہائے امت نے بھی ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹنے کی وجہ یہی بتلائی ہے کہ اس سے زیادہ لمبی ڈاڑھی ہونے سے انسان بدشکل ہوجاتا ہے۔

گویا کہ فقہائے کرام کی بیان کردہ علت حدیث سے ثابت بلکہ حدیث سے ماخوذ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ قُحَافَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اُتِیَ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلِحْیَتُہٗ قَدْ اِنْتَشَرَتْ فَقَالَ لَوْ اَخَذْتُمْ وَاَشَارَ بِیَدِہٖ اِلٰی نَوَاحِیِ لِحْیَتِہٖ (الآثار لابی یوسف) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ مرسل التابعی الکبیر یحتج به عندنا إذا اعتضد بقول الصحابة .أو قول أكثر العلماء ، أو غير ذلك مما سبق . وقد اعتضد هذا الحديث، فقال به من الصحابة رضی الله عنهم، من سنذكره فی فرع مذاهب العلماء اهـ، كلام النووی، فظهرت صحة الاحتجاج بالحديث المذكور علی كل التقديرات (ایضاً، تحت سورة المائدة، ج ۱ ص ۴۳۲)

مشهور مذهب مالک، وأبی حنيفة وأحمد -رحمهم الله تعالی -صحة الاحتجاج بالمرسل، ولا سيما إذا اعتضد بغيره كما هنا، وقد علمت من كلام النووی موافقة الشافعية .واحتج من قال بأن المرسل حجة بأن العدل لا يحذف الواسطة مع الجزم بنسبة الحديث لمن فوقها، إلا وهو جازم بالعدالة والثقة (ایضاً، تحت سورة المائدة، جزء ۱ صفحه ۴۳۳)

أما علی مذهب من يحتج بالمرسل كمالک وأبی حنيفة وأحمد فلا إشكال، وأما علی مذهب من لا يحتج بالمرسل فمرسل سعيد بن المسيب حجة عند كثير ممن لا يحتج بالمرسل، ولا سيما أنه اعتضد ..... فأقل درجاته أنه مرسل صحيح، اعتضد بمرسل صحيح .ومثل هذا يحتج به من يحتج بالمرسل ومن لا يحتج به، وقد قدمنا فی "سورة المائدة (ایضاً، تحت سورة النحل، جزء ۲ صفحه ۳۴۸)

(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''قواعد فی علوم الحدیث'' للعثمانی، الفصل الخامس)

وقال يحيی القطان مرسلات مجاهد أحب إلی من مرسلات عطاء (عمدة القاری، ج ۲ ص ۵۳، باب الفهم فی العلم)

حدثنا صالح بن أحمد بن حنبل حدثنا علی بن المدينی قال مرسلات مجاهد أحب إلی من مرسلات عطاء (المراسيل لابن ابی حاتم، جزء ۱ صفحة ۴، رقم الحديث ۴)

[1] رقم الحديث ۱۰۳۸ باب فی لبس الحرير والذهب، مسند أبی حنيفة، رواية الحصكفی، رقم الحديث ۷، كتاب اللباس والزينة.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ (خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد) سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے، اوران کی ڈاڑھی منتشر تھی (یعنی بال چھوٹے بڑے اور الجھے ہوئے تھے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش کہ تم اس ڈاڑھی کے کناروں کو کاٹ دو (تو بہت اچھا ہے) (مسند ابی حنیفہ)

فائدہ: اور یہ حدیث بھی دوسری احادیث کے ساتھ مل کر اسی مضمون کو ثابت کرتی ہے کہ غیر ضروری لمبی ڈاڑھی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا۔ [1]

---

[1] اس روایت کو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ہیثم سے روایت کیا ہے، اور امام ابو یوسف کے آثار میں حضرت ہیثم نے ابی قحافہ سے روایت کیا ہے، اور مسند ابی حنیفہ میں حضرت ہیثم کے بعد ایک رجلِ مبہم کا واسطہ ہے۔

حضرت امام ابو یوسف اور امام ابوحنیفہ تو ثقہ ہیں، اور حضرت ہیثم بھی ثقہ اور صادق راوی ہیں۔

جہاں تک رجلِ مبہم کا معاملہ ہے، تو اولاً بہت سے حضرات کے نزدیک قرونِ ثلاثہ کے رجال کے متعلق اس طرح کا ابہام حدیث کی قبولیت میں مانع نہیں۔

ثانیاً خود مرسل حدیث بھی بذاتِ خود حجت ہے، خصوصاً جبکہ اس کا مؤید موجود ہو، جس پر پہلے بحث گزر چکی ہے، لہٰذا اس کے حدیثِ موصول، ومرسل، اور اتصالِ عمل جیسے متعدد مؤیدات موجود ہونے کے بعد اس کے محمل کی گنجائش ہے۔

"الهيثم "بن حبيب وهو الهيثم بن أبى الهيثم الصيرفى الكوفى أخو عبد الخالق بن حبيب روى عن عكرمة وعون بن أبى جحيفة وعاصم بن ضمرة وحماد بن أبى سليمان ومحارب بن دثار والحكم بن عتيبة وعنه أبو حنيفة وزيد بن أبى أنيسة والمسعودى وشعبة وحفص بن أبى داود وأبو عوانة وقال قال لى شعبة ألزم الهيثم الصيرفى وقال الأثرم أثنى عليه أحمد وقال ما أحسن أحاديثه وأسد استقامتها ليس كما يروى عنه أصحاب الرأى وقال إسحاق بن منصور عن ابن معين الهيثم بن حبيب الصراف ثقة وقال أبو زرعة وأبو حاتم ثقة فى الحديث صدوق وذكره ابن حبان فى الثقات(تهذيب التهذيب، ج ۱۱ ص ۹۱، ۹۲)

الهيثم بن حبيب الصيرفى الكوفى صدوق من السادسة (تقريب التهذيب للعسقلانى، جزء ۱ صفحه ۵۷۷)

وأما جهالة غير الصحابى فعلىٰ ضربين، اما ان يكون مبهما، او غير مبهم. فالمبهم اختلف فى قبول حديثه، والذى ينبغى ان يكون مذهبنا قبوله، وان ابهم بغير لفظ التعديل، ولكن بمثل الشرط الذى اعتبرناه فى المرسل، كذا فى قفو الأثر وهو ان يكون من القرون الثلاثة دون ماعداها (قواعد فى علوم الحديث للعثمانى، صفحه ۲۰۳، بيان الجهالة الضارة والجهالة غير الضارة فى الراوى)

www.idaraghufran.org

یاد رہے کہ فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد) کے بالوں کی سفیدی دیکھ کر اس کو بدلنے کا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا، اس کا بھی بعض روایات میں ذکر ملتا ہے۔ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُجَفَّلَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَقَالَ: عَلٰى مَا شَوَّهَ أَحَدُكُمْ أَمْسِ ؟قَالَ:وَأَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] المستحب فی اللحیة ، قدر القبضة وبه (عن الهیثم ، عن رجل ، أن أبا قحافة) بضم قاف ، وخفة مهملة ، ثم فاء ، فهاء ، وهو عثمان بن عامر ، والد الصدیق الأکبر القرشی التیمی الملکی ، أسلم یوم الفتح ، وعاش إلی خلافة عمر ، ومات سنة أربع عشرة ، وله تسع وتسعون سنة ، روی عنه الصدیق وأسماء بنت أبی بکر (أتی النبی صلی الله علیه وسلم ولحیته قد انتشرت) أی باعتبار کثرة شعرها (قال) أی الراوی (فقال) یعنی النبی صلی الله علیه وسلم (لو أخذتم) أی لو أخذ بعضکم أیها الصحابة ، لکان حسنا ، ولو للتمنی ، ولا یحتاج إلی جواب (وأشار) أی النبی صلی الله علیه وسلم (بیده إلی نواحی لحیته) فالإشارة قامت مقام العبارة.

فالتقدیر :لو أخذتم نواحی لحیته طولا وعرضا ، وترکتم قدر المستحب ، وهو مقدار القبضة ، وهی الحد المتوسط بین الطرفین المذمومین من إرسالهما مطلقا ، ومن حلقها وقصها علی وجه استئصالها ، وفی حدیث الترمذی ، عن ابن عمر ، أنه علیه الصلاة والسلام کان یأخذ من لحیته ، من عرضها وطولها(شرح مسند أبی حنیفة النعمان بن ثابت الکوفی رضی الله عنه المؤلف :الامام الهمام ناصر السنة وقامع البدعة الملاعلی القاری الحنفی ج ۱ ص ۴۲۳)

عثمان بن عامر أبو قحافة:القرشی التیمی، والد أبی بکر الصدیق رضی الله عنهما قد تقدم ذکر نسبه عند ذکر ابنه أبی بکر .أسلم أبو قحافة یوم فتح مکة حدثنی عبد الوارث حدثنی قاسم حدثنا إبراهیم بن إسحاق بن مهران حدثنا یحیی بن یحیی حدثنا أبو خیثمة زهیر بن معاویة عن أبی الزبیر عن جابر قال :أتی بأبی قحافة عام الفتح لیبایع ورأسه ولحیته کأنها ثغامة یعنی شجرة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :غیروا هذا بشیء وجنبوه السواد . "وقال قتادة :هو أول مخضوب فی الإسلام، وعاش أبو قحافة إلی خلافة عمر رضی الله عنه ومات سنة أربع عشرة وهو ابن سبع وتسعین سنة وکانت وفاة ابنه قبله فورث منه السدس فرده علی ولد أبی بکر رضی الله عنه(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ج۳ص ۱۰۳۶ ،رقم الترجمة ۱۷۷۳ ، تحت ترجمة عثمان بن عامر أبو قحافة)

www.idaraghufran.org

إِلٰى لِحْيَتِهٖ وَرَأْسِهٖ يَقُوْلُ: خُذْ مِنْ لِحْيَتِكَ وَرَأْسِكَ (شعب الايمان للبيهقي) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا، جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال الجھے ہوئے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے بدنما بنادیا؟ (راوی کہتے ہیں) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ڈاڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا، آپ یہ فرمارہے تھے کہ اپنی ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو کاٹ کر برابر کیجئے (بیہقی)

فائدہ: اگرچہ اس حدیث کی سند پر بعض حضرات نے کلام کیا ہے، مگر دیگر احادیث اور صحابہ وتابعین کے عمل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ [2]

اس بحث کا خلاصہ

گزشتہ احادیث وروایات سے معلوم ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی بڑی تھی، لیکن ایک حد پر اس کے فاضل بالوں کو مہذب اور برابر کرنے کے لئے کاٹ دیا کرتے تھے، اس

---

[1] رقم الحديث ٦٠٢٠، الأربعون من شعب الإيمان وهو باب في الملابس والزى والأوانى وما يكره منها، فصل في الأخذ من اللحية والشارب، اخبارِ اصبهان، ج ٢ ص ٢٤٤.

[2] قال الشيخ " :أبو مالک عبد الملک بن الحسين النخعي غير قوى (شعب الايمان للبيهقي، حواله بالا)

عبد الملک بن الحسين أبو مالک النخعي قال ابن معين :ليس بشيء .وقال البخاري :ليس بالقوى عندهم .وقال ابن عدى :له أحاديث حسان، وعامتها لا يتابع عليها (مختصر الكامل في الضعفاء للمقريزى، جزء ١ صفحه ٥٨٩، رقم الترجمة ١٤٤٧)

وأبو مالک ليس بالحافظ وإنما يكتب من حديثه ما ينفرد به (مسند البزار، روايت نمبر ٤٢١٥)

ابنِ عدی اور امام بزار کے کلام سے معلوم ہوا کہ ابو مالک نخعی کا ضعف شدید نہیں ہے، اور یہ ضعف کذب یا فسق کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ حفظ کے قبیل سے ہے۔

اور اس درجے کی ضعیف حدیث کے اندر مؤید بننے کی صلاحیت ہوا کرتی ہے، اور دیگر مؤیدات پیچھے ذکر کیے جاچکے ہیں، اور ان مؤیدات کے ہوتے ہوئے ان کے مسئلہ ھٰذا میں متابع نہ ہونے کی جرح بھی مؤثر نہیں ہونی چاہئے۔

ھٰذا ما عندی، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم.

www.idaraghufran.org

لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی بے جا لمبی نہیں تھی۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کے لئے بھی زیادہ اور غیر معمولی طویل اور لمبی ڈاڑھی کو پسند نہیں فرمایا، اور اسے بدشکلی کا باعث فرمایا، اور گزشتہ بعض احادیث وروایات کی سند میں الگ الگ ضعف ہونا اس لئے مضر نہیں کہ یہ تمام احادیث وروایات اس مسئلہ میں ایک دوسرے کی تائید کرنے اور تقویت پہنچانے والی ہونے کی وجہ سے قوت حاصل کرلیتی ہیں، نیز صحابۂ کرام، وتابعینِ عظام کے عمل اور جمہور فقہائے کرام کے قول وفعل سے ان کو مزید تقویت حاصل ہوجاتی ہے، جس کے پیشِ نظر ہمارے نزدیک ان احادیث وروایات کا انکار انصاف پسندی اور اعتدال پر مبنی شمار نہیں ہوگا۔ [1]

اور رہا مذکورہ احادیث وروایات میں ڈاڑھی کی مقدار کی تفصیل نہ ہونے کا معاملہ، تو اس کی وضاحت صحابۂ کرام کے آگے آنے والے قول وفعل سے ہوتی ہے، جو کہ درحقیقت سنت ہی کے ترجمان ہیں، نیز جمہور فقہائے کرام کے قول سے بھی ہوتی ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

---

[1] قد یحکم بالحدیث بالصحة، الی تلقاه الناس بالقبول، وان لم یکن له اسناد صحیح. قال ابن عبدالبر فی الاستذکار لماحکی عن الترمذی ان البخاری صحح حدیث البحر هو الطهور ماء ه، واهل الحدیث لایصححون مثل اسناده. لکن الحدیث عندی صحیح، لان العلماء تلقوه بالقبول. قلت: والقبول تارة بالقول وتارة بالعمل علیه، ولذا محقق فی الفتح وقول الترمذی العمل علیه عند اهل العلم یقتضی قوة اصله، وان ضعف خصوص هذاالطریق اه. وقال السیوطی فی التعقبات: الحدیث اخرجه الترمذی، وقال حسن ضعفه احمد وغیره، والعمل علیه عند اهل العلم فاشار بذالک ان الحدیث اعتضد بقول اهل العلم، وقد صرح غیر واحد بان من دلیل صحة الحدیث قول اهل العلم به، وان لم یکن له اسناد یعتمد علی مثله اه (قواعد فی علوم الحدیث مقدمة اعلاء السنن جلد ۱۹ ص ۶۰ تا ۶۲)

www.idaraghufran.org

صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے ثبوت

اب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم وتابعینِ عظام رحمہم اللہ کے حوالہ سے ہم ڈاڑھی کی شرعی مقدار اور حدود کا جائزہ لیتے ہیں، تاکہ مذکورہ احادیث وروایات کے اجمال کی بھی وضاحت ہوجائے۔

صحیح بخاری کے حوالہ سے یہ روایت پہلے گزر چکی ہے کہ:

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ(بخاری) [1]

ترجمہ: اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے، تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے، اور جو مٹھی سے زائد ہوتی، اسے کاٹ دیا کرتے تھے (بخاری)

فائدہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ حج وعمرہ کے علاوہ دوسرے موقع پر بھی ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹنا ثابت ہے۔

حج وعمرہ کے وقت عام طور پر اور لوگ بھی سامنے ہوتے ہیں، اس لئے لوگوں کو اس وقت کے عمل کا مشاہدہ آسان ہوجاتا ہے، نیز حج وعمرہ سے فراغت کے موقع پر احرام سے نکلتے وقت دوسرے اضافی بالوں کے ساتھ ساتھ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کو کاٹ دینا یہ ایک الگ اور مستقل عمل ہے۔

اور اسی وجہ سے بعض دیگر صحابہ وتابعین سے بھی حج وعمرہ سے فراغت کے موقع پر ڈاڑھی کے اضافی بالوں کے کاٹنے کا ثبوت ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۵۸۹۲، كتاب اللباس، باب تقليم الاظفار.

و روى الخلال فى "الترجل "(ص ـ ۱۱ المصورة) بسند صحيح عن مجاهد قال :رأيت ابن عمر قبض على لحيته يوم النحر ، ثم قال للحجام :خذ ما تحت القبضة (السلسلة الضعيفة ،تحت رقم الحديث ۲۳۵۵)

www.idaraghufran.org

جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اس لئے جس راوی نے حج وعمرہ سے فراغت کے موقع پر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کو ڈاڑھی کے اضافی بال کاٹتے ہوئے دیکھا، اس نے حج وعمرہ سے فراغت کے وقت کے عمل کو بیان کردیا۔

اور جس نے دوسرے وقت بھی یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا، اس نے اس وقت کا مشاہدہ بیان کیا، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

لہٰذا دونوں قسم کی روایتوں میں کوئی ٹکراؤ نہ ہوا، اور دونوں روایتوں سے ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کا جائز ہونا ثابت ہوا۔ [۱]

حضرت مروان بن سالم مقفع رحمہ اللہ ایک لمبی روایت میں فرماتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ (سنن ابی داؤد) [۲]

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیا کرتے تھے، اور پھر جو مٹھی سے زیادہ ہوتی تھی اس کو کاٹ دیا کرتے تھے (ابو داؤد، حاکم)

فائدہ: اس روایت کی سند حسن ہے۔ [۳]

---

[۱] قلت الذی یظهر أن ابن عمر کان لا یخص هذا التخصیص بالنسک بل کان یحمل الأمر بالاعفاء علی غیر الحالة التی تتشوه فیها الصورة بافراط طول شعر اللحیة أو عرضه (فتح الباری لابن حجر، ج۱۰ ص ۳۵۰، باب تقلیم الاظفار)

[۲] رقم الحدیث ۲۳۵۷، کتاب الصوم، باب القول عند الافطار، المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم الحدیث ۱۵۳۶؛ شعب الإیمان للبیهقی، ج۸ص ۴۱۵، فصل فی الاخذ من اللحیة والشارب.

[۳] قال الالبانی:

. "رواه أبو داود و غیره بسند حسن ;کما بینته فی "الإرواء "(۹۲۰)و "صحیح أبی داود " (۲۰۴۱)(السلسلة الضعیفة تحت حدیث رقم ۲۳۵۵)

www.idaraghufran.org

اس روایت میں حج وعمرہ کی قید نہیں، اور لفظِ ''کان'' کے ساتھ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹتے رہنے کا ذکر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کی ڈاڑھی ایک مٹھی سے زیادہ ہوجاتی، اس وقت آپ زائد بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے۔

اور سنن دار قطنی میں ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ وَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ (سنن الدارقطنی، رقم الحدیث ۲۲۷۹، کتاب الصیام، باب القبلة للصائم)

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیا کرتے تھے، اور جو مٹھی سے زیادہ ہوتی تھی اس کو کاٹ دیا کرتے تھے (دار قطنی)

اور سنن کبریٰ نسائی میں ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَقَطَعَ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ (السنن الکبری للنسائی، رقم الحدیث ۳۳۱۵، کتاب الصیام، باب مایقول اذا افطر)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑا، اور جو مٹھی سے زیادہ تھی اسے کاٹ دیا (سنن کبری)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت یزید بن زریع رحمہ اللہ سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ:

أَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ فَمَدَّهَا، فَإِذَا بَقِيَ بِيَدِهٖ شَيْءٌ مِنْ طُوْلِهَا أَخَذَهُ (شعب الإیمان للبیهقی، رقم الحدیث ۶۰۱۵، فصل فی الاخذ من اللحیة والشارب)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیا، اور اس کے بالوں کو سیدھا کیا، پھر جو مٹھی سے لمبے تھے، اُنہیں کاٹ دیا (بیہقی)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

www.idaraghufran.org

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا حَلَقَ فِي الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ، قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهِ، ثُمَّ أَمَرَ فَسَوَّى أَطْرَافَ لِحْيَتِهِ (شعب الإيمان للبيهقي) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرے سے فراغت کے وقت سر منڈاتے تھے، تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیا کرتے تھے، پھر (بال کاٹنے والے کو) حکم فرماتے تھے، تو وہ آپ کی ڈاڑھی کے کناروں کو (جو ایک مٹھی سے زیادہ ہوتے تھے کاٹ کر) برابر کر دیا کرتا تھا (بیہقی)

فائدہ: احرام کے دوران بال کاٹنے کی ممانعت ہے، اس لئے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ حج وعمرہ کے احرام سے نکلتے وقت جب سر منڈاتے تو ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بال بھی کٹوا دیا کرتے تھے، اور ہر طرف سے ایک مٹھی کے برابر کر دیا کرتے تھے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی اسی طرح بالوں کے برابر کرنے کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ یہ عمل اپنی عقل اور رائے کی بنیاد پر نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کی سند ضرور ہوگی۔

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ مَا فَوْقَ الْقُبْضَةِ ، وَقَالَ وَكِيعٌ: مَا جَاوَزَ الْقُبْضَةَ (مصنف ابن ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بال کاٹ دیا کرتے تھے، اور حضرت وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو مٹھی سے آگے نکلے ہوئے ہوتے تھے، اُن کو کاٹ دیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

حضرت امام محمد رحمہ اللہ کتاب الآثار میں روایت فرماتے ہیں کہ:

اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنِ الْهَيْثَمِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ

---

[1] رقم الحديث ۶۰۱۷، فصل فی الاخذ من اللحية والشارب.

[2] رقم الحديث ۲۵۹۹۷، كتاب الادب، باب ما قالوا فی الأخذ من اللحية.

www.idaraghufran.org

يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ ثُمَّ يَقُصُّ مَاتَحْتَ الْقُبْضَةِ ، قَالَ مُحَمَّدٌ :وَبِهٖ نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ (کتاب الآثار) [1]

ترجمہ: ہمیں امام ابوحنیفہ نے خبر دی، انہوں نے حضرت ہیثم سے روایت کیا، اور انہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے، اور جو مٹھی سے نیچے بال ہوتے، انہیں کاٹ دیا کرتے تھے، امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو لیتے ہیں، اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے (کتاب الآثار)

فائدہ: ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹ دینے کا قول صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی کا نہیں ہے، بلکہ اکثر فقہائے کرام بھی اسی کے قائل ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بیٹے یوسف اپنے والد حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ عَنِ الْهَيْثَمِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَيَأْخُذُ مِنْهَا مَا جَاوَزَ الْقُبْضَةَ (الآثار لابی یوسف) [2]

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے حضرت ہیثم سے روایت کیا، اور انہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے، اور جو مٹھی سے اضافی بال ہوتے، انہیں کاٹ دیا کرتے تھے (الآثار لابی یوسف)

اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بیٹے یوسف اپنے والد حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ہی ان الفاظ میں بھی روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَأْخُذُ

---

[1] باب حف الشعر من الوجه ،رقم الحديث ۹۰۰.

[2] رقم الحديث ۱۰۴۰ ،باب فی الخضاب والأخذ من اللحية والشارب.

www.idaraghufran.org

مِنْ لِحْيَتِهِ(الآثار لابی یوسف) [1]

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا، اور انہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اپنی ڈاڑھی کے (ایک مٹھی سے) زائد بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے(الآثار لابی یوسف)

فائدہ: ان تمام روایات کے مجموعہ سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا حج وعمرہ سے فراغت کے موقع پر اور دیگر مواقع پر ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کو کاٹنا ثابت ہو رہا ہے۔

ملحوظ رہے کہ ڈاڑھی بڑھانے کی اکثر روایات حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، اور انہوں نے ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹنا جائز سمجھا اور اسی کے مطابق عمل کیا۔

اور ڈاڑھی کی شرعی مقدار کا خود اپنی عقل سے پہچاننا مشکل ہے، جس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ایک مٹھی ڈاڑھی کی اس مقدار کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے۔

حضرت ابوزرعۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا فَضَلَ ، عَنِ الْقُبْضَةِ

(مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیا کرتے تھے، پھر جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی، اس کو کاٹ دیا کرتے تھے(ابنِ ابی شیبہ)

فائدہ: یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔ [3]

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

---

[1] باب فی الخضاب والأخذ من اللحیة والشارب، رقم الحدیث ۱۰۳۹.

[2] رقم الحدیث ۲۵۹۹۲، کتاب الادب، باب ما قالوا فی الأخذ من اللحیة.

[3] بلکہ جناب ناصر الدین البانی صاحب نے اس روایت کو مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، جیسا کہ ان کی اس سلسلہ میں مفصل عبارت آگے آ رہی ہے۔

www.idaraghufran.org

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ ، أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مَا جَاوَزَ الْقُبْضَةَ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

حضرت عثمان بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحْفِيْ عَارِضَيْهِ ، يَأْخُذُ مِنْهُمَا (الطبقات الکبریٰ لابنِ سعد، ج۴ص ۲۴۹، الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے رخساروں (یعنی اوپر کے جبڑے کی طرف) سے (ڈاڑھی کے اضافی بال) کاٹ رہے تھے (ابن سعد)

فائدہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جن سے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کی اکثر احادیث مروی ہیں، اُن کے ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بال کٹا دینے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

دوسرے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، جن سے ڈاڑھی بڑھانے کی اکثر احادیث مروی ہیں۔

اُن سے بھی ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بال کٹا دینے کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ ان دونوں جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کو ایک مٹھی کی مقدار ہونے پر پورا ہونا سمجھا۔

---

[1] رقم الحدیث ۲۵۹۹۹، کتاب الادب، باب ما قالوا فی الأخذ من اللحیة.

[2] قال الالبانی:

قلت :و الشیخ المدنی هذا أراه عثمان بن عبید الله ، فإن ابن سعد روی بعده أحادیث بسنده الصحیح عن ابن أبی ذئب عن عثمان بن عبید الله قال :رأیت أبا هریرة یصفر لحیته و نحن فی الکتاب .و قد ذکره ابن حبان فی "الثقات" (3/177) ، فالسند عندی حسن .والله أعلم (السلسلة الضعیفة تحت رقم الحدیث ۲۳۵۵)

www.idaraghufran.org

لہٰذا ایک مٹھی سے زائد بالوں کا کٹوا دینا تو جائز ہوا، اور ایک مٹھی پورے ہونے سے پہلے ڈاڑھی کے بالوں کا کٹانے کا جائز ہونا ثابت نہیں ہوا، ان کا ناجائز ہونا اپنی حالت پر برقرار رہا۔

جہاں تک رخساروں سے بال کاٹنے یا مونڈنے کا تعلق ہے، تو اس سے مراد نیچے والے جبڑے کے علاوہ اوپر کے جبڑے کے اوپر ناک کے اطراف اور آنکھوں کے نیچے کے بال ہیں، جو کہ ڈاڑھی کی حد سے خارج ہیں، جس کی تفصیل آگے مسائل کے ذیل میں آتی ہے۔ [۱]

حضرت سماک بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ كَانَ عَلِيٌّ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهُ(مصنف ابنِ ابی شیبة) [۲]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چہرے کی طرف سے ڈاڑھی کے (اضافی) بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

فائدہ: چہرہ کی طرف سے ڈاڑھی کے بالوں سے مراد رخسار کے بال ہیں، جس کی وجہ پیچھے گزر چکی ہے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ جَابِرٌ: لَا نَأْخُذُ مِنْ طُوْلِهَا إِلَّا فِيْ حَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ(مصنف ابنِ ابی شیبة) [۳]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ڈاڑھی کے لمبے بالوں کو حج یا

---

[۱] عارضیه أی جانبی وجهه تثنية العارض وهو جانب الوجه(حاشية السندی علی سنن ابن ماجه، ج ۱، ص ۱۶۶، باب ما جاء فی تخليل اللحية)

والعارِضُ الخَدُّ يقال أَخذ الشعر من عارِضَيْهِ قال اللحيانی عارِضا الوجه وعَرُوضَاه جانباه والعارِضانِ شِعاً الفَم وقيل جانبا اللِّحية(لسان العرب، ج۷، ص ۱۸۰، فصل العين المهملة)

والعارض الخد يقال أخذ من عارضيه من الشعر(البحر الرائق، ج۲ ص ۳۰۲، فصل فی عوارض الفطر فی رمضان)

[۲] رقم الحديث ۲۵۹۹۱، كتاب الادب، باب ماقالو فی الاخذ من اللحية .

[۳] رقم الحديث ۲۵۹۹۸، كتاب الادب، باب ماقالو فی الاخذ من اللحية .

www.idaraghufran.org

عمرے کے موقع پر ہی کاٹتے ہیں (ابن ابی شیبہ)

فائدہ: ظاہر ہے کہ ڈاڑھی نہ تو روز روز غیر معمولی لمبی ہوتی ہے، اور نہ ہی صحابۂ کرام زندگی میں صرف ایک آدھ مرتبہ حج یا عمرہ پر اکتفاء کرتے تھے، بلکہ مکہ مکرمہ کے قرب و جوار کے رہنے والے صحابۂ کرام وقتاً فوقتاً متعدد حج وعمرے کرتے رہتے تھے، اور یہ حضرات احرام سے فراغت پر ڈاڑھی کے مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹنا پسند فرماتے تھے۔

اور اس کی نوبت اسی وقت آسکتی ہے جبکہ احرام سے نکلتے وقت ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی ہو، کیونکہ ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم کرنا جائز نہیں، اس لئے یہ حضرات دیگر اوقات کے بجائے عموماً حج یا عمرہ کے احرام سے فراغت پر ہی یہ عمل انجام دیتے تھے۔

اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر کوئی حج یا عمرے کے علاوہ دوسرے موقع پر ایک مٹھی سے زیادہ بالوں کو کاٹ دے، تو اس کے لیے جائز نہ ہو، جیسا کہ پہلے گزرا۔

حضرت منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِیْ رَبَاحٍ ، قَالَ: كَانُوْا يُحِبُّوْنَ أَنْ يُعْفُوْا اللِّحْيَةَ إِلَّا فِيْ حَجٍّ ، أَوْ عُمْرَةٍ،وَكَانَ إِبْرَاهِيْمُ يَأْخُذُ مِنْ عَارِضِ لِحْيَتِهٖ (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: میں نے (جلیل القدر تابعی) حضرت عطاء بن ابی رباح سے سُنا، کہ انہوں نے فرمایا کہ صحابۂ کرام ڈاڑھی بڑھانے کو پسند فرماتے تھے، سوائے حج یا عمرے کے، اور ابراہیم (نخعی) اپنی ڈاڑھی کو کنارے سے کاٹ دیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

فائدہ: دیگر روایات میں صحابۂ کرام کا حج وعمرہ کے علاوہ بھی ایک مٹھی سے زائد بالوں کا کاٹنا ثابت ہے، لہٰذا حج وعمرہ کے موقع پر مٹھی سے زائد بالوں کے کاٹنے کو پسند فرمانے سے

[1] رقم الحديث ۲۵۹۹۳، كتاب الادب، باب ماقالو فی الاخذ من اللحية .

www.idaraghufran.org

دوسرے مواقع پر ایک مٹھی سے زائد کاٹنے کا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوتا، اور حج وعمرہ کے بطورِ خاص ذکر کی وجہ پہلے گزر چکی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ دَعَا بِالْجَلَمَيْنِ فَقَصَّ شَارِبَهُ وَأَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْكَبَ وَقَبْلَ أَنْ يُهِلَّ مُحْرِمًا (مؤطاامام مالک، رقم الحدیث ۱۴۸۷، کتاب الحج، باب التقصیر)

ترجمہ: انہیں یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت سالم بن عبداللہ جب احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو قینچی منگواتے، پھر آپ اپنی مونچھیں اور ڈاڑھی کے (اضافی) بال کاٹتے، اور یہ کام سواری پر سوار ہونے اور احرام کی تکبیر پڑھنے سے پہلے کیا کرتے تھے (موطأ امام مالک)

فائدہ: اس سے پہلے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مٹھی سے زائد اضافی بال کاٹنے کی صحیح اور کثیر روایات گزر چکی ہیں، اور یہ روایت ان کے بیٹے حضرت سالم کی ہے، اور ظاہر ہے کہ حضرت سالم نے یہ عمل اپنے والد سے ہی اخذ کیا ہوگا، جس طرح سے کہ ان کے والد حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہوگا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

حضرت طاووس کے بیٹے اپنے والد حضرت طاووس جو کہ جلیل القدر تابعی ہیں، ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ ، وَلَا يُوْجِبُهُ (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت طاووس اپنی ڈاڑھی کے فاضل بال کاٹ دیا کرتے تھے، اور اُس کو واجب نہیں قرار دیتے تھے (ابن ابی شیبہ)

---

[1] رقم الحدیث ۲۵۹۹۴، کتاب الادب، باب ماقالو فی الاخذ من اللحیة .

www.idaraghufran.org

فائدہ: حضرت طاووس نے بھی ڈاڑھی کے اضافی بالوں کو کاٹنے کا یہ مسئلہ ظاہر ہے کہ صرف اپنی عقل سے نہیں سمجھا ہوگا، بلکہ صحابۂ کرام سے ہی اخذ کیا ہوگا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جو کہ جلیلُ القدر تابعی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ:

كَانُوْا يُرَخِّصُوْنَ فِيْمَا زَادَ عَلَى الْقُبْضَةِ مِنَ اللِّحْيَةِ أَنْ يُّؤْخَذَ مِنْهَا (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: صحابۂ کرام وتابعین ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ دینے کی اجازت دیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

فائدہ: حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں تو صراحتاً ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے کاٹ دینے کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے، اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ دیگر صحابۂ کرام اور جلیلُ القدر تابعین بھی ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کے کاٹنے کو جائز قرار دیتے تھے۔

اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ ایک مٹھی سے زائد بالوں کا کاٹنا جائز ہے، اور دوسرے یہ کہ ایک مٹھی سے کم ہونے کی صورت میں ڈاڑھی کے بالوں کا کاٹنا جائز نہیں، کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک مٹھی کے بعد ہی کاٹنے کا جائز ہونا ثابت ہے، اس سے کم کا جائز ہونا ثابت نہیں، اور تیسرے یہ کہ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کے کاٹ دینے کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا۔

حضرت ابوھلال فرماتے ہیں کہ میں نے جلیلُ القدر تابعین حضرت حسن بصری اور حضرت ابنِ سیرین رحمہما اللہ سے ڈاڑھی کے بالوں کے کاٹنے کے بارے میں سوال کیا تو:

فَقَالَا: لَا بَأْسَ بِهٖ أَنْ تَأْخُذَ مِنْ طُوْلِ لِحْيَتِكَ (مصنف ابن ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت حسن بصری اور حضرت ابنِ سیرین رحمہما اللہ دونوں نے جواب

---

[1] رقم الحديث ۲۵۹۹۵، كتاب الادب، باب ماقالو فی الاخذ من اللحية .

[2] رقم الحديث ۲۶۰۰۰، كتاب الادب، باب ماقالو فی الاخذ من اللحية .

www.idaraghufran.org

میں فرمایا کہ آپ کو اپنی (ایک مٹھی) سے زیادہ لمبی ڈاڑھی کے بال کاٹنے میں کوئی حرج نہیں (ابن ابی شیبہ)

فائدہ: پیچھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی وہ روایت گزر چکی ہے، جس میں صحابۂ کرام اور جلیلُ القدر تابعین سے ایک مٹھی کے بعد ڈاڑھی کے بال کاٹنے کا جائز ہونا ثابت ہے۔

حضرت حسن بصری اور ابنِ سیرین رحمہما اللہ نے جو لمبی ڈاڑھی کے اضافی بال کاٹنے کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا، وہ صحابۂ کرام اور جلیلُ القدر تابعین کی اتباع ہی میں تھا۔

حضرت منصور رحمہ اللہ، حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

كَانُوْا يُطَيِّبُوْنَ لُحَاهُمْ وَيَأْخُذُوْنَ مِنْ عَوَارِضِهَا (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: صحابۂ کرام اور جلیلُ القدر تابعین اپنی ڈاڑھیوں کو خوشبو لگایا کرتے تھے، اور اپنی ڈاڑھیوں کے اطراف و جوانب کاٹ دیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام ڈاڑھی کے کناروں کو کاٹ دیا کرتے تھے، اور دوسری روایات میں اس کی بھی وضاحت ہے کہ وہ ایک مٹھی سے زائد کے بال کاٹا کرتے تھے، لہٰذا اس کا مطلب بھی وہی ہے کہ ایک مٹھی سے زائد جو نہی بالوں کے کنارے نکلتے، ان کو کاٹ دیا کرتے تھے، اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جو بال نیچے کے جبڑے کی حدود سے باہر اور اوپر کے جبڑے کی حد میں ہوتے، ان کو کاٹ دیا کرتے تھے، کیونکہ وہ ڈاڑھی کی شرعی حدود سے باہر ہوتے تھے، دونوں مطلب اپنی جگہ درست ہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۶۰۰۱، كتاب الادب، باب ماقالو فى الاخذ من اللحية .

[2] العارِضُ " :النّاحِيَةُ . "يُقَال :إِنَّهُ لَشَدِيدُ العَارِضِ أَىْ شَدِيدُ النّاحِيَةِ ذُو جَلَدٍ وكَذلِكَ العَارِضَة(تاج العروس، ج۱۸، ص ۳۹۰، مادة "عرض")

(العارض) ما اعترض فى الأفق فسده من جراد أو نحل والسحاب المطل وفى التنزيل العزيز) قالوا هذا عارض ممطرنا (والجبل وجانب الوجه وصفحة الخد وهما عارضان يقال هو خفيف العارضين شعر العارضين وصفحة العنق والآفة تعرض فى الشيء والحائل و المانع يقال عرض له عارض والثنية من الأسنان وهى الثنايا (ج) عوارض ويقال امرأة نقية العوارض.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

كَانُوْا يَأْخُذُوْنَ مِنْ جَوَانِبِهَا وَيُنَظِّفُوْنَهَا يَعْنِي اللِّحْيَةَ (شعب الإيمان للبيهقي ،رقم الحديث ٦٠١٨، فصل في الاخذ من اللحية والشارب)

ترجمہ: صحابۂ کرام اپنی ڈاڑھیوں کے کناروں کو (جو ایک مٹھی سے زائد ہوتے) کاٹ دیا کرتے تھے، اور ڈاڑھی کو صاف رکھا کرتے تھے (بیہقی) [1]

فائدہ: اگر ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے، اور ایک مٹھی سے زیادہ لمبے بال ہونے اور اوپر کے جبڑے کی حدود میں اُگنے کی صورت میں ان کو سنوارا اور درست نہ کیا جائے، تو ڈاڑھی کی خوبصورتی میں خلل پڑ جاتا ہے۔

اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعینِ عظام ایک مٹھی سے زائد برابر اور نیچے کے جبڑے سے خارج بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے، جس سے ڈاڑھی گول اور خوبصورت ہو جاتی تھی، اور اس کا بھدّا پن ختم ہو جاتا تھا، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک بھی ایسی ہی ہوتی تھی (جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے)

حضرت افلح فرماتے ہیں کہ:

كَانَ الْقَاسِمُ إِذَا حَلَقَ رَأْسَهُ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ (مصنف ابن ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت قاسم جب اپنا سر منڈایا کرتے تھے، تو اپنی ڈاڑھی کے (فاضل بال) کاٹ دیا کرتے تھے، اور اپنی مونچھیں بھی (ابن ابی شیبہ)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

(العارضة) صفحة الخد والثنية من الأسنان والخشبة العليا التي يدور فيها الباب ويقال هو قوي العارضة ذو جلد وصرامة وقدرة على الكلام وذو بديهة ورأي جيد (ج) عوارض والعوارض (المعجم الوسيط، ج۲، ۵۹۴، باب العين)

[1] قلت: وهذا إسناد جيد؛ من فوق البصري كلهم ثقات من رجال "التهذيب" (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة للالبانی، تحت رقم الحديث ۵۴۵۳)

[2] رقم الحديث ۲۵۹۹۶، كتاب الادب، باب ماقالو في الاخذ من اللحية.

www.idaraghufran.org

فائدہ: ظاہر ہے کہ وہ صحابۂ کرام کی اتباع میں ہی ایک مٹھی سے زائد اضافی بالوں کو کاٹا کرتے تھے، نہ کہ اس سے کم مقدار کو کاٹا کرتے تھے۔

اور کئی جلیل القدر مفسرین نے ڈاڑھی کے ایک مٹھی سے زائد بال کٹا دینے کو قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت:

"ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ "(سورة الحج ،رقم الآية ۲۹)

کہ پھر چاہئے کہ اپنے "تفث" کو پورا کرلیں۔

کی تفسیر میں داخل میں مانا ہے۔

چنانچہ جلیل القدر تابعی اور عظیم مفسر حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ قَالَ اَلتَّفَثُ حَلْقُ الرَّأْسِ وَالْعَانَةِ وَقَصُّ اللِّحْيَةِ وَالشَّارِبِ وَالْاَظْفَارِ وَرَمْيِ الْجِمَارِ(تفسير مجاهد) [۱]

ترجمہ: پھر چاہئے کہ اپنے تفث کو دور کرلیں، تفث سے مراد سر منڈانا، زیرِ ناف بال مونڈنا، ڈاڑھی کے اضافی بال کاٹنا، اور مونچھوں کے بال کاٹنا، اور ناخن کاٹنا، اور شیطان کو کنکریاں مارنا ہے (تفسیر مجاہد)

اور ابنِ جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ:

(ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ) قَالَ: حَلْقُ الرَّأْسِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَرَمْيُ الْجِمَارِ، وَقَصُّ اللِّحْيَةِ (تفسير الطبرى) [۲]

ترجمہ: پھر چاہئے کہ اپنے تفث کو دور کرلیں، تفث سے مراد سر منڈانا، زیرِ ناف

---

[۱] ج ۱ ص ۴۸۰، تحت آیت ۲۹ من سورة الحج.

[۲] ج ۱۶ ص ۵۲۷. تحت آیت ۲۹ من سورة الحج.

قال الالبانی:

"رواه ابن جرير بسند صحيح أيضا .(السلسلة الضعيفة تحت رقم الحديث ۲۳۵۵)

www.idaraghufran.org

بال کاٹنا، اور ناخن کاٹنا، اور مونچھوں کے بال کاٹنا، اور شیطان کو کنکریاں مارنا اور ڈاڑھی کے اضافی بال کاٹنا ہے (طبری)

اور حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ: (ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ) رَمْيُ الْجِمَارِ، وَذَبْحُ الذَّبِيْحَةِ، وَأَخْذٌ مِّنَ الشَّارِبَيْنِ وَاللِّحْيَةِ وَالْأَظْفَارِ، وَالطَّوَافِ (تفسير الطبری) [1]

ترجمہ: محمد بن کعب قرظی اس آیت کے بارے میں جس میں ارشاد ہے کہ پھر چاہئے کہ اپنے تفث کو دور کرلیں؛ فرماتے تھے کہ تفث سے مراد شیطان کو کنکریاں مارنا، اور (حج کی) قربانی کرنا، اور مونچھوں کے بال کاٹنا، اور ڈاڑھی کے اضافی بال کاٹنا ہے، اور ناخن کاٹنا، اور طواف کرنا ہے (طبری)

اور حضرت عطاء، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اَلتَّفَثُ الْحَلْقُ وَالتَّقْصِيْرُ وَالرَّمْيُ وَالذَّبْحُ وَالْأَخْذُ مِنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ (معانی القرآن الکریم للامام أبی جعفر النحاس المتوفی ۳۳۸ھ، ج۴ص ۴۰۲، تحت آیت ۲۹ من سورة الحج) [2]

ترجمہ: تفث سے مراد سر کے بال منڈانا اور کٹانا، اور شیطان کو کنکریاں مارنا، اور حج کی قربانی کرنا، اور مونچھوں کے بال کاٹنا، اور ڈاڑھی کے اضافی بال کاٹنا

---

[1] ج۱۶ ص۵۲۶. تحت آیت ۲۹ من سورة الحج.
قال الالبانی:
رواه ابن جرير أيضا ، و إسناده صحيح ، أو حسن على الأقل (السلسلة الضعيفة ،تحت رقم الحديث ۲۳۵۵)

[2] وقال الالبانی:
رواه ابن أبي شيبة (۸۵/۴) و ابن جرير في "التفسير "(۱۰۹/۱۷) بسند صحيح (السلسلة الضعيفة تحت رقم الحديث ۲۳۵۵)

www.idaraghufran.org

ہے، اور بغل کے بال دور کرنا، اور ناخن کاٹنا ہے (معانی القرآن)

فائدہ: جب حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ یہ بات ثابت ہوگئی کہ انہوں نے ڈاڑھی کے اضافی بالوں کو کاٹنا بھی مذکورہ آیت کی تفسیر میں داخل مانا ہے، تو کم از کم اس کو مرفوع حدیث کا درجہ حاصل ہے، کیونکہ ایسی چیز کو عقل سے نہیں پہچانا جاسکتا۔

جس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج وعمرہ کے وقت اس عمل کو کرتے ہوئے دیکھا یا اس سے متعلق ارشاد سنا ہوگا۔ [1]

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ صحابۂ کرام وتابعینِ عظام کے حج وعمرہ سے پہلے، حج وعمرہ کے بعد اور دیگر اوقات میں ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کو کاٹنے میں درحقیقت کوئی ٹکراؤ نہیں، کیونکہ کسی موسم اور عمر کے کسی حصے میں بال جلدی بڑے ہوتے ہیں، اور کسی میں کم، اور اسی طرح کسی کے جلدی بڑے ہوتے ہیں؛ اور کسی کے دیر سے، مقصود سب سے یہ ہے کہ ایک مٹھی سے زائد کو کٹا دیا کرتے تھے۔

---

[1] فقہائے حنفیہ کے نزدیک ''تفث'' اس میل کچیل وغیرہ کا نام ہے، جو بالوں اور ناخنوں کے اضافہ اور لمبا ہونے کی وجہ سے پیدا ہو، اور ڈاڑھی کا ایک مشت سے زیادہ ہونا اضافی اور لمبا ہونا ہے، اس لئے احرام سے خروج کے وقت جس کی ڈاڑھی کے بال مذکورہ مقدار سے زیادہ طویل ہوں، اس کو ان اضافی بالوں کا دور کرنا قضائے تفث میں داخل ہوگا۔

تاہم احرام سے خروج کے لئے مذکورہ ازالۂ تفث شرط نہیں، اور اس کے لئے حلق یا تقصیر الرأس کافی ہے۔

ثم ليقضوا تفثهم هو في الأصل الوسخ والقذر وعن قطرب تفث الرجل كثر وسخه في سفره وقال أبو محمد البصري :التفث من التف وهو وسخ الأظفار وقلبت الفاء ثاء كما في مغثور وفسره جمع هنا بالشعور والأظفار الزائدة ونحو ذلك والقضاء في الأصل القطع والفصل وأريد به الإزالة مجازا أي ليزيلوا ذلك بتقليم الأظفار والأخذ من الشوارب والعارضين كما في رواية عن ابن عباس (روح المعاني، ج۹ ص ۱۳۹، تحت آیت ۲۹ من سورة الحج)

(ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ) التفث :الوسخ والقذارة من طول الشعر والأظافر والشعث، تقول العرب لمن تستقذره :ما أتفثك :أي :ما أوسخك .والحاج أشعث أغبر، لم يحلق شعره ولم يقلم ظفره، فقضاء التفث :إزالة هذه الأشياء ليقضوا تفثهم، أي :ليزيلوا أدرانهم(تفسير البغوی، ج۳ص ۳۳۶، تحت آیت ۲۹ من سورة الحج)

قال الكرخي قضاء التفث هو قص الشعر وحلق الرأس وتقليم الأظفار ونتف الإبط وحلق العانة وقيل التفث الوسخ من طول الشعر والأظفار وقضاؤه إزالته(الجوهرة النيرة، ج ۱ ص ۱۵۲، كتاب الحج)

www.idaraghufran.org

اور جب ڈاڑھی کے اضافی بال کاٹنا قرآن مجید کی آیت کی تفسیر سے ثابت ہوا تو ڈاڑھی کے ایک مٹھی سے زائد بالوں کے کاٹنے کے جائز ہونے کا ثبوت اور زیادہ قوی ہوگیا، کہ وہ احادیث وروایات اور صحابہ وتابعین کے آثار کے علاوہ قرآن مجید کی آیت کی تفسیر سے بھی ثابت ہے۔

نیز جمہور فقہائے کرام کے نزدیک بھی ایک مٹھی کے بعد اضافی بالوں کا کاٹ دینا جائز بلکہ بعض کے نزدیک سنت یا مستحب ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اس بحث کا خلاصہ

مذکورہ احادیث وروایات، قرآن مجید کی آیت کی تفسیر اور صحابۂ کرام وتابعینِ عظام کے قول وفعل سے ایک مٹھی کی مقدار کے بعد ڈاڑھی کے اضافی بالوں اور اسی طرح ڈاڑھی کی اصل حدود (یعنی نیچے کے جبڑے) سے باہر رخسار پر اُگنے والے بالوں کو کاٹنے کا جائز ہونا ثابت ہوا۔

اور یہ بات معلوم ہوگئی کہ کم از کم ایک مٹھی تک ڈاڑھی بڑھانا واجب ہے، اور اس سے زیادہ واجب نہیں، بلکہ اس کے بعد اضافی بالوں کو کاٹ دینا کم از کم جائز جبکہ بعض کے نزدیک سنت ومستحب ہے، اور یہی حق اور صحیح ہے، اور صحابۂ کرام کی پاکیزہ اور مقدس جماعت جو کہ ''اہل السنۃ والجماعۃ'' کا سب سے پہلا طبقہ یا اوّل مِصداق ہے، اس کا یہی معمول رہا ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

www.idaraghufran.org

فقہائے کرام ومحدثینِ عظام سے ثبوت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابۂ کرام وتابعینِ عظام کی روایات وآثار کے بعد اب ہم فقہاء ومحدثین کی چند عبارات پیش کرتے ہیں، تاکہ معلوم ہو کہ انہوں نے بھی دراصل مذکورہ احادیث وروایات اور آثار کی پیروی کرتے ہوئے ہی ڈاڑھی منڈانے یا ایک مٹھی سے کم کرانے کو گناہ اور ایک مٹھی سے زائد کاٹنے کو جائز قرار دیا ہے، اور انہوں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی (جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَّكُوْنَ لِعَفْوِ اللُّحٰى حَدٌّ وَهُوَ مَا جَاءَ عَنِ الصَّحَابَةِ فِيْ ذٰلِكَ فَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ عَنْ كَفِّهٖ أَمَرَ بِأَخْذِهٖ، وَكَانَ الَّذِيْ يَحْلِقُ رَأْسَهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِأَمْرِهٖ، وَيَأْخُذُ عَارِضَيْهِ وَيُسَوِّيْ أَطْرَافَ لِحْيَتِهٖ وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَأْخُذُ بِلِحْيَتِهٖ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا يُجَاوِزُ الْقُبْضَةَ (شعب الايمان) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا، اس میں اس بات کا احتمال (وامکان) ہے کہ ڈاڑھی بڑھانے کی کوئی حد مقرر ہو، اور وہ مقدار وہ ہے، جو اس سلسلہ میں صحابہ سے مروی ہے، پس حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے تھے، پس جو ڈاڑھی ان کی مٹھی سے زائد ہوتی تھی، اس کو کاٹ دیا کرتے تھے، اور جو آپ کے سر کو مونڈتا تھا، وہ آپ کے حکم سے ایسا کرتا تھا، اور وہ رخسار کے (یعنی اوپر کے جبڑے پر اگنے والے) بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے، اور اپنی ڈاڑھی کے کناروں کو برابر کرلیا کرتے تھے،

[1] ج۸ص ۴۱۱، تحت رقم الحديث ۶۰۱۲، فصل فی الاخذ من اللحية والشارب.

www.idaraghufran.org

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑا کرتے تھے، اور جو مٹھی سے زائد ہوتی، اس کو کاٹ دیا کرتے تھے (بیہقی)

فائدہ: عظیم محدث امام بیہقی رحمہ اللہ (جو کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کے حامی ہیں) کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے، اس کی مقدار میں وہ احتمال قوی ہے، جو صحابۂ کرام سے مروی ہے، اور وہ ایک مٹھی کی مقدار ہے۔

بریقۂ محمودیہ میں ہے کہ:

فِی التَّتَارْخَانِیَّةِ عَنِ التَّجْنِیْسِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :اُحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوْا اللُّحٰی ،أَیْ قُصُّوْا الشَّوَارِبَ وَاتْرُکُوْا اللُّحٰی کَمَا هِیَ وَلَا تَحْلِقُوْهَا وَلَا تَقْطَعُوْهَا وَلَا تُنْقِصُوْهَا مِنْ قَدْرِ الْمَسْنُوْنِ وَهُوَ الْقُبْضَةُ (بریقة محمودیة فی شرح طریقة محمدیة وشریعة نبویة، ج۵ ص ۴۰۵،، باب ومن آفات الید إهلاک المال أو نقصه)

ترجمہ: تاتارخانیہ میں تجنیس کے حوالہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھیں چھوٹی کرو اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، جس کا مطلب یہ ہے کہ مونچھوں کو تو کٹادو، اور ڈاڑھیوں کو اپنے حال پر رہنے دو، ڈاڑھیوں کو نہ کٹاؤ اور نہ منڈاؤ، اور نہ ہی سنت سے ثابت شدہ مقدار سے کم کرو جو کہ ایک مٹھی ہے (بریقہ محمودیہ)

فائدہ: ڈاڑھی کی سنت سے ثابت شدہ مقدار ایک مٹھی ہے، اس لئے ایک مٹھی سے کم کرانا تو جائز نہیں، اور ایک مٹھی کے بعد کاٹنا جائز ہے۔

نصاب الاحتساب میں ہے کہ:

اُحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوْا اللُّحٰی کَمَا هِیَ أَیْ قُصُّوْا الشَّوَارِبَ وَاتْرُکُوْا اللُّحٰی کَمَا هِیَ وَلَا تَحْلِقُوْهَا وَلَا تَنْقُصُوْهَا مِنَ الْقَدْرِ

www.idaraghufran.org

الْمَسْنُوْنِ وَهُوَ الْقُبْضَةُ (نصاب الاحتساب، ص ۱۲۲، الباب السادس فی الاحتساب علی الفقراء)

ترجمہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) مونچھیں کٹاؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، جس کا مطلب یہ ہے کہ مونچھوں کو تو کٹادو، اور ڈاڑھی کو اپنے حال پر رہنے دو، اس کو نہ تو منڈاؤ اور نہ ہی سنت سے ثابت شدہ مقدار سے کم کرو جو کہ ایک مٹھی ہے (نصاب الاحتساب)

فائدہ: ایک مٹھی کی مقدار سے کم تو ثابت نہیں، اس لئے اس سے کم کرنا جائز نہیں، اور ایک مٹھی کے بعد کاٹنا ثابت ہے۔

الاختیار میں ہے کہ:

قَالَ مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِیْ حَنِیْفَةَ: تَرْکُهَا حَتّٰی تَکَثَّ وَتَکْثُرَ وَالتَّقْصِیْرُ فِیْهَا سُنَّةٌ، وَهُوَ أَنْ یَّقْبِضَ الرَّجُلُ لِحْیَتَهٗ فَمَا زَادَ عَلٰی قَبْضَتِهٖ قَطَعَهٗ لِأَنَّ اللِّحْیَةَ زِیْنَةٌ وَکَثْرَتَهَا مِنْ کَمَالِ الزِّیْنَةِ وَطُوْلَهَا الْفَاحِشَ خِلَافُ السُّنَّةِ (الاختیار لتعلیل المختار) [1]

ترجمہ: امام محمد رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ڈاڑھی کو چھوڑے رکھنا، یہاں تک کہ وہ بڑھ جائے اور زیادہ ہو جائے، اور اس کو اس طرح سے کاٹ لینا سنت ہے کہ آدمی اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑے، پس جو مقدار مٹھی پر زائد ہو، اس کو کاٹ دے، کیونکہ ڈاڑھی زینت ہے، اور اس کو بڑھانا کمالِ زینت ہے، اور اس کا غیر معمولی لمبا ہونا خلافِ سنت ہے (الاختیار)

منحۃ الخالق میں ہے کہ:

وَقَالَ: أَصْحَابُنَا الْإِعْفَاءُ تَرْکُهَا حَتّٰی تَکُثَّ وَتَکْثُرَ وَالْقَصُّ سُنَّةٌ فِیْهَا،

[1] ج ۴، ص ۱۶۷، کتاب الکراهیة، فصل فی آداب للمؤمن ینبغی أن یحافظ علیها.

www.idaraghufran.org

وَهُوَ أَنْ يَقْبِضَ الرَّجُلُ لِحْيَتَهُ فَمَا زَادَ مِنْهَا عَلٰى قُبْضَةٍ قَطَعَهَا كَذٰلِكَ ذَكَرَ مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْآثَارِ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ قَالَ: وَبِهٖ نَأْخُذُ وَذَكَرَ هُنَالِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (منحة الخالق على هامش البحر الرائق، ج۳ص ۱۲، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج)

ترجمہ: اور ہمارے فقہاء نے فرمایا کہ ڈاڑھی بڑھانے کا مطلب اس کو چھوڑ دینا ہے، یہاں تک کہ وہ گھنی اور زیادہ ہوجائے، اور باقی کو اس طرح کاٹ دینا سنت ہے کہ آدمی اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑے، اور جو مٹھی سے زیادہ ہو، اسے کاٹ دے، اسی طرح امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، اور فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں، اور امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ وہ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ دیا کرتے تھے (منحۃ الخالق)

فائدہ: ان عبارات سے بھی معلوم ہوا کہ ایک مٹھی سے زیادہ ڈاڑھی کو کاٹ دینا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ سنت ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ:

وَالْقَصُّ سُنَّةٌ فِيْهَا وَهُوَ أَنْ يَقْبِضَ الرَّجُلُ لِحْيَتَهُ فَإِنْ زَادَ مِنْهَا عَلٰى قُبْضَتِهٖ قَطَعَهُ كَذَا ذَكَرَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِ الْآثَارِ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى قَالَ وَبِهٖ نَأْخُذُ كَذَا فِيْ مُحِيْطِ السَّرَخْسِيِّ (الفتاوىٰ الهندية، ج۵ص ۳۵۸، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر)

ترجمہ: اور ڈاڑھی کو اس طرح کاٹ دینا سنت ہے کہ آدمی اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑے، اور جو مٹھی سے زیادہ ہو، اسے کاٹ دے، اسی طرح امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے، اور فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے

www.idaraghufran.org

ہیں، اور محیط سرخسی میں بھی اسی طرح ہے (عالمگیریہ)

فائدہ: اس عبارت سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ ایک مٹھی سے زیادہ ڈاڑھی کے بالوں کو کاٹ دینا جائز سے بھی بڑھ کر سنت ہے۔

العنایۃ شرح الہدایۃ میں ہے کہ:

وَذَكَرَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ فِيْ آثَارِهٖ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ وَيَقْطَعُ مَا وَرَاءَ الْقُبْضَةِ ، وَبِهٖ أَخَذَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَأَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمُ اللهُ (العناية شرح الهداية) [1]

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے آثار میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے، کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیا کرتے اور مٹھی سے زائد کو کاٹ دیا کرتے تھے، اور اسی کو امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ نے لیا ہے (عنایہ)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ سب کے نزدیک ایک مٹھی کے بعد ڈاڑھی کو کاٹ دینا چاہئے، اور اس کو اپنے حال پر ایک مٹھی سے زیادہ لمبا نہیں چھوڑنا چاہئے۔

حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں ہے کہ:

وَأَمَّا الـلِّحْيَةُ فَذَكَرَ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ عَنِ الْإِمَامِ أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَّقْطَعَ مَا زَادَ عَـلٰى قُبْضَةِ يَدِهٖ قَالَ وَبِهٖ نَأْخُذُ كَذَا فِيْ مُحِيْطِ السَّرَخْسِيِّ وَكَذَا يَـأْخُـذُ مِـنْ عَرْضِهَا مَاطَالَ وَخَرَجَ عَنِ السَّمْتِ التَّقَرُّبِ مِنَ التَّدْوِيْرِ مِـنْ جَـمِيْـعِ الْـجَـوَانِبِ لِأَنَّ الْإِعْتِدَالَ مَحْبُوْبٌ وَالطُّوْلَ الْمُفْرِطَ قَدْ يُشَوِّهُ الْخِلْقَةَ وَيَطْلُقُ أَلْسِنَةَ الْمُغْتَابِيْنَ وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ عُمَرَ

[1] ج ۲ ص ۳۴۷، ۳۴۸، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة.

www.idaraghufran.org

أَنَّـهُ أَخَـذَ مِـنْ لِـحْيَةِ رَجُـلٍ مَـا زَادَ عَـلَى الْقُبْضَةِ ثُمَّ قَالَ لَهُ يَتْرُكُ أَحَدُكُمْ نَفْسَهُ حَتّٰى يَكُوْنَ كَأَنَّهُ سَبُعٌ مِّنَ السِّبَاعِ (حاشية الطحطاوی علی المراقی، ص ۵۲۶، باب الجمعة)

ترجمہ: رہا ڈاڑھی کا معاملہ تو امام محمد نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے آثار میں ذکر کیا ہے کہ سنت یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی مٹھی سے زائد کو کاٹ دے اور فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، محیط سرخسی میں اسی طرح سے ہے، اور اسی طرح چوڑائی کی طرف سے جو ڈاڑھی کے بال ایک مٹھی سے زیادہ لمبے ہو جائیں تو انہیں بھی کاٹ دینا چاہئے، تاکہ ہر طرف سے گول ہو کر ایک مٹھی کے برابر ہو جائے، کیونکہ اعتدال کو شریعت میں پسند کیا گیا ہے، اور اعتدال سے زیادہ لمبی ہونے سے بسا اوقات چہرہ بدنما ہو جاتا ہے، اور لوگوں کی غیبت (ونکتہ چینی) کرنے کا بھی باعث ہوتا ہے، اور طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کی مٹھی سے زیادہ لمبی ڈاڑھی کو کٹوا دیا تھا، اور پھر اس کو فرمایا تھا کہ تم میں سے بعض اپنے آپ کو اس طرح چھوڑ دیتے ہیں، جیسا کہ درندوں میں سے کوئی درندہ ہو (طحطاوی)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ایک مٹھی سے زیادہ لمبی ڈاڑھی کو کاٹ دینا چاہئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ واقعہ کا علامہ ابنِ حجر، علامہ عینی اور امام ابنِ بطال رحمہم اللہ نے بھی بخاری کی شرح میں ذکر فرمایا ہے۔ [1]

---

[1] فقد قال الطبری ذهب قوم إلى ظاهر الحديث فكرهوا تناول شيء من اللحية من طولها ومن عرضها وقال قوم إذا زاد على القبضة يؤخذ الزائد ثم ساق بسنده إلى ابن عمر أنه فعل ذلك وإلى عمر أنه فعل ذلك برجل ومن طريق أبی هريرة أنه فعله (فتح الباری لابنِ حجر، ج ۱۰ ص ۳۵۰، كتاب اللباس، باب تقليم الاظفار)

وروی عن عمر رضی الله عنه، أنه رأى رجلا قد ترك لحيته حتى كبرت فأخذ يجذبها ثم قال: ائتونی بحلمتين ثم أمر رجلا فجزما تحت يده، ثم قال: إذهب فأصلح شعرك أو أفسده، يترك

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

درِمختار میں ہے کہ:

بِقَدْرِ الْمَسْنُوْنِ وَهُوَ الْقَبْضَةُ وَصَرَّحَ فِی النِّهَايَةِ بِوُجُوْبِ قَطْعِ مَا زَادَ عَلَى الْقُبْضَةِ بِالضَّمِّ ، وَمُقْتَضَاهُ الْإِثْمُ بِتَرْكِهٖ اِلَّا أَنْ يُّحْمَلَ الْوُجُوْبُ عَلَى الثُّبُوْتِ ، وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِیَ دُوْنَ ذٰلِکَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ ، وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ ، وَأَخْذُ كُلِّهَا فِعْلُ يَهُوْدِ الْهِنْدِ وَمَجُوْسِ الْأَعَاجِمِ (الدرالمختار مع ردالمحتار ج ۲ ص ۴۱۸، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم وما لا یفسدہ)

ترجمہ: ڈاڑھی کی سنت مقدار ایک مٹھی ہے، اور نہایہ میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ جو ایک مٹھی سے زیادہ ہو، اس کو کاٹنا واجب ہے، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر ایک مٹھی سے زیادہ کو نہیں کاٹا جائے گا، تو گناہ ہوگا، مگر یہ کہ وجوب کے لفظ سے مراد ثبوت لیا جائے (تو اس معنیٰ کے اعتبار سے گناہ نہیں ہوگا) اور ایک مٹھی سے کم کرنا جیسا کہ بعض مغرب کے لوگ اور مَردوں میں ہیجڑے (مزاج

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أحدكم نفسه حتى كأنه سبع من السباع (عمدة القاری، ج ۲۲ ص ۴۶، ۴۷، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار)

روی عن عمر أنه رای رجلا قد ترک لحيته حتى كثرت فأخذ بحديها ثم قال :ائتونی بجلمين ثم امر رجلا فجز ما تحت يده ثم قال :اذهب فأصلح شعرک أو أفسده، يترک أحدكم نفسه حتى كأنه سبع من السباع (شرح صحیح البخاری لابن البطال، ج ۹ ص ۱۴۶، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار)

اور اگرچہ ہمیں اس روایت کی اصل کتب میں مراجعت کے بعد سند نہیں ملی، ممکن ہے کہ طبرانی کے کسی اور نسخہ میں یہ روایت ہو، یا کسی اور کتاب میں موجود ہو، تاہم ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا کیونکہ جلیل القدر صحابہ وتابعین سے ثابت ہے، اور وجہ اس کی بدنمائی سے بچنا ہے، جس کا بعض احادیث میں بھی ذکر ہے (کما مر)

جس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک مٹھی کے بعد ڈاڑھی کا کاٹ دینا سنت ہے، کیونکہ اگر اس سے زائد مقدار میں ثواب ہوتا، تو صحابۂ کرام (جن میں ڈاڑھی بڑھانے کے حکم والی احادیث روایات کرنے والے صحابۂ کرام بھی ہیں) وتابعینِ عظام اپنے آپ کو اس سے محروم نہ کرتے۔

www.idaraghufran.org

والے) کرتے ہیں، تو یہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں، اور پوری ڈاڑھی منڈا دینا ہند کے یہودیوں اور عجمی مجوسیوں کا فعل ہے (درمختار)

اور ایک مقام پر ہے کہ:

يَحْرُمُ عَلَى الرَّجُلِ قَطْعُ لِحْيَتِهٖ (الدرالمختار مع ردالمحتار، ج ۶ ص ۴۰۷، کتاب الحظر والاباحة)

ترجمہ: آدمی کو ڈاڑھی کاٹنا حرام ہے (درمختار)

فائدہ: ان دونوں عبارات کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی منڈا دینا، یا ایک مٹھی سے کم کرا دینا تو گناہ ہے، اور ایک مٹھی کے بعد ڈاڑھی کو کاٹنا گناہ نہیں۔

اور ردُّ المحتار میں ہے کہ:

وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ أَيْ الْوَارِدُ فِي الصَّحِيحَيْنِ تَرْكُهَا حَتّٰى تَكْثُرَ، وَالسُّنَّةُ قَدْرُ الْقُبْضَةِ، فَمَا زَادَ قَطَعَهُ اھ (ردالمحتار، ج ۲ ص ۵۵۰، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج)

ترجمہ: اور ڈاڑھی کو بڑھانے کا حکم جو کہ بخاری، مسلم میں آیا ہے، اس سے مراد ڈاڑھی کو چھوڑ دینا ہے، یہاں تک کہ بڑی ہو جائے، اور سنت ایک مٹھی کی مقدار ہے، پس جو ایک مٹھی سے زیادہ ہو اس کو کاٹ دے (ردالمحتار)

فائدہ: ایک مٹھی کی مقدار انگوٹھے کو شامل کیے بغیر اس کے ساتھ والی چار انگلیوں کی مقدار کے برابر ہوتی ہے۔ [1]

---

[1] أن القبضة أربع أصابع (ردالمحتار، ج ۱ ص ۱۹۷، کتاب الطهارة، باب المیاه)
القبضة فی اللغة: ما أخذت بجمع كفك كله، فإذا كان بأصابعك فهی القبصة، بالصاد المهملة والقبضة أربع أصابع.
وفی اصطلاح الفقهاء: القبضة أربع أصابع من أصابع يد الإنسان المعتدلة، وهی من أجزاء الذراع، ومن أضعاف الإصبع، قال ابن عابدين نقلا عن نوح أفندی: والمراد بالقبضة أربع أصابع مضمومة، قال ابن عابدين: وهو -أی الذراع- قريب من ذراع اليد لأنه ست قبضات وشیء، وذلك شبران
﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس سے معلوم ہوا کہ ایک مٹھی سے زیادہ کی مقدار کو کاٹ دینا چاہئے، کیونکہ ڈاڑھی بڑھانے کے حکم پر اس مقدار سے عمل ہو جاتا ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَفِی النِّهَايَةِ شَرْحِ الْهِدَايَةِ وَاللِّحْيَةِ عِنْدَنَا طُوْلُهَا بِقَدْرِ الْقُبْضَةِ بِضَمِّ الْقَافِ وَمَا وَرَاءَ ذٰلِکَ يَجِبُ قَطْعُهٗ رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَنَّهٗ كَانَ يَأْخُذُ مِنَ اللِّحْيَةِ مِنْ طُوْلِهَا وَعَرْضِهَا أَوْرَدَهٗ أَبُوْ عِيْسٰى فِیْ جَامِعِهٖ وَقَالَ مِنْ سَعَادَةِ الرَّجُلِ خِفَّةُ لِحْيَتِهٖ اهـ وَقَوْلُهٗ يَجِبُ بِمَعْنٰى يَنْبَغِیْ أَوِ الْمُرَادُ بِهٖ أَنَّهٗ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ قَرِيْبَةٌ إِلَى الْوُجُوْبِ وَإِلَّا فَلَا يَصِحُّ عَلٰى إِطْلَاقِهٖ وَقَالَ اِبْنُ الْمَلِكِ تَسْوِيَةُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ سُنَّةٌ وَهِیَ أَنْ يُّقَصَّ كُلُّ شَعْرَةٍ أَطْوَلُ مِنْ غَيْرِهَا لِيَسْتَوِیَ جَمِيْعُهَا وَفِی الْإِحْيَاءِ قَدْ اِخْتَلَفُوْا فِيْمَا طَالَ مِنَ اللِّحْيَةِ فَقِيْلَ إِنْ قَبَضَ الرَّجُلُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ وَأَخَذَ مَا تَحْتَ الْقُبْضَةِ فَلَا بَأْسَ بِهٖ وَقَدْفَعَلَهٗ اِبْنُ عُمَرَ وَجَمَاعَةٌ مِّنَ التَّابِعِيْنَ وَاسْتَحْسَنَهُ الشَّعْبِیُّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَكَرِهَهُ اَلْحَسَنُ وَقَتَادَةُ وَمَنْ تَبِعَهُمَا وَقَالُوْا تَرْكُهَا عَافِيَةٌ أُحِبُّ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اُعْفُوْا اللُّحٰى لٰكِنَّ الظَّاهِرَ هُوَ الْقَوْلُ الْأَوَّلُ فَإِنَّ الطُّوْلَ الْمُفْرِطَ يُشَوِّهُ الْخِلْقَةَ وَيَطْلُقُ الْاَلْسِنَةَ الْمُغْتَابِيْنَ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ فَلَا بَأْسَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۸ص ۳۲۱، القبضة،مادة" مقادير")

والقبضة أربع أصابع(المغرب،ص۷۸، باب الجيم مع الراء)

والقبضة أربع أصابع(المصباح المنير فی غريب الشرح الكبير، ج ۱ ص ۹۴، باب الجيم مع الراء)

فإذا ضم أصابعه وجعل إبهامه على السبابة وأدخل رؤوس الأصابع فی جوف الكف كما يعقد حسابه على ثلاثة وأربعين، فهی القبضة فإذا ضم أطراف الأصابع فهی القبصة(فقه اللغة،ص ۱۳۴، الباب التاسع عشر)

www.idaraghufran.org

لِلْاِحْتِرَازِ عَنْهُ عَلٰى هٰذِهِ النِّيَّةِ قَالَ النَّخْعِيُّ عَجِبْتُ لِرَجُلٍ عَاقِلٍ طَوِيْلِ اللِّحْيَةِ كَيْفَ لَا يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ فَيَجْعَلُهَا بَيْنَ لِحْيَتَيْنِ أَيْ طَوِيْلٍ وَقَصِيْرٍ فَإِنَّ التَّوَسُّطَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ أَحْسَنُ وَمِنْهُ قِيْلَ خَيْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا وَمِنْ ثَمَّ قِيْلَ كُلَّمَا طَالَتِ اللِّحْيَةُ نَقَصَ الْعَقْلُ اهـ (مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۸۲۲ كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثانی)

ترجمہ: اور ہدایہ کی شرح نہایہ میں ہے کہ ڈاڑھی کی لمبائی کی مقدار ہمارے نزدیک ایک مٹھی ہے، اور جو ایک مٹھی سے زیادہ ہو، اس کو کاٹ دینا واجب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ اپنی ڈاڑھی کی لمبائی اور چوڑائی کے (ایک مٹھی سے زائد) بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے۔

اس کو ابوعیسیٰ نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے، اور فرمایا کہ آدمی کی سعادت مندی ہلکی ڈاڑھی میں ہے (مگر یہ روایت مستند نہیں، ناقل)

اور صاحبِ نہایہ (یعنی نہایہ نام کی کتاب والے مصنف) کا یہ فرمانا کہ واجب ہے، اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ مناسب ہے، یا یہ مراد ہے کہ یہ سنتِ مؤکدہ ہے، جس کا درجہ واجب کے قریب ہے، ورنہ تو واجب اپنے اطلاق پر صحیح نہیں رہے گا۔

اور ابنِ ملک نے فرمایا کہ ڈاڑھی کے بالوں کو برابر کرنا سنت ہے، اور وہ اس طرح سے کہ جو بال دوسرے بالوں سے لمبا ہو کر (ایک مٹھی سے) آگے نکل رہا ہو، اسے کاٹ دے، تاکہ پوری ڈاڑھی برابر ہو جائے۔

اور احیاء میں ہے کہ جب ڈاڑھی لمبی ہو جائے تو اس بارے میں اختلاف ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر آدمی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑے اور مٹھی سے نیچے کے حصہ کو کاٹ دے، تو کوئی گناہ نہیں، اور حضرت ابنِ عمر (وابو ہریرہ) اور تابعین کی جماعت نے یہ عمل کیا ہے، اور شعبی اور ابنِ سیرین نے اس کو پسند کیا ہے، اور حسن

اور قتادہ اور ان کے متبعین نے اس کو ناپسند کیا ہے۔ [1]

اور کہا ہے کہ اس کو ترک کر دینا زیادہ بہتر ہے، نبی علیہ السلام کے قول کی وجہ سے کہ ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، لیکن راجح (اور مضبوط) قول پہلا ہے۔

اس لیے کہ حد سے زیادہ لمبی ہونے سے شکل بھدی ہو جاتی ہے، اور اس کی وجہ سے لوگوں کو طعن تشنیع اور زبان درازی کا بھی موقع ملتا ہے، تو اس غرض سے لمبی ڈاڑھی ہونے سے بچنے میں کوئی حرج نہیں، اور حضرت نخعی نے فرمایا کہ مجھے ایک عاقل لمبی ڈاڑھی والے پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ اپنی لمبی ڈاڑھی کو کیوں کاٹ کر درمیانی نہیں کرتا، کیونکہ ہر چیز میں میانہ روی اچھی ہوا کرتی ہے، اور اسی وجہ سے کہاوت ہے کہ تمام اُمور میں بہتر درمیانہ ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ جب بھی ڈاڑھی لمبی ہوتی ہے، تو عقل کم ہوتی ہے (مرقاۃ)

فائدہ: اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ ایک مٹھی کے بعد ڈاڑھی کاٹ دینا گناہ نہیں، اور راجح یہی ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَأَمَّا تَقْصِيرُ اللِّحْيَةِ بِحَيْثُ تَصِيرُ قَصِيرَةً مِنَ الْقُبْضَةِ فَغَيْرُ جَائِزٍ فِي الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ (العرف الشذی للکشمیری، ج۴ ص ۱۶۲، کتاب الآداب، باب ما جاء فی تقلیم الأظفار)

ترجمہ: اور ڈاڑھی کا اس طرح کاٹنا کہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جائے، تو یہ چاروں فقہاء میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں (العرف الشذی)

---

[1] مگر ہم نے حضرت حسن کی ان روایات کو ذکر کر دیا ہے کہ جن میں انہوں نے ایک مٹھی سے زائد بالوں کے کاٹنے کا فتویٰ دیا ہے، اور صحابۂ کرام کے عمل کو نقل کیا ہے، اور حضرت قتادہ کی اس روایت کو بھی ذکر کر دیا ہے، جس میں اضافی ڈاڑھی کو کاٹنے کا جواز منقول ہے، اور ساتھ ہی اس کا مطلب بھی واضح کر دیا ہے، اس لئے مذکورہ بالا حضرات کی طرف یہ نسبت محلِ نظر ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

مذکورہ عبارات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ کم از کم ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اور ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کٹا دینا گناہ نہیں، بلکہ بہت سے حضرات کے نزدیک سنت ہے۔ [1]

اور ابن مفلح حنبلی فرماتے ہیں کہ:

وَيَحْرِمُ حَلْقُهَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّيْنِ وَلَا يَكْرَهُ أَخْذُ مَا زَادَ عَلَى الْقُبْضَةِ (المبدع فی شرح المقنع، ج ۱ ص ۸۵، کتاب الطهارة، باب السواک)

ترجمہ: اور ڈاڑھی کو مونڈنا حرام ہے، شیخ تقی الدین نے اس کو ذکر کیا ہے، اور ایک مٹھی سے زیادہ کو کاٹنا مکروہ نہیں ہے (بلکہ جائز ہے) (المبدع)

علامہ ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] اور ملتقط میں ہے کہ:

ولا بأس إن طالتْ لحيته أن يأخذ من أطرافها ولا بأس أن يقبض على لحيته فإن زاد على قبضته منها وإن ما زاد طوله ترک (الملتقط، ص ۲۷۰، کتاب الآداب، مطلب فی توقیت الاظفار واخذ الشارب والاخذ من اللحیة من عرضها وطولها)

ہمارے پاس موجود نسخے میں ملتقط کی عبارت اسی طریقہ سے ہے، ممکن ہے کہ اس عبارت میں کچھ الفاظ کتابت کی غلطی سے رہ گئے ہوں، اور فتاویٰ عالمگیری میں ملتقط سے جو عبارت نقل کی گئی ہے، وہ اس طرح ہے کہ:

ولا بأس إذا طالت لحيته أن يأخذ من أطرافها ولا بأس أن يقبض على لحيته فإن زاد على قبضته منها شيء جزه وإن كان ما زاد طويلة ترکه كذا فی الملتقط (الفتاوىٰ الهندية، ج ۵ ص ۳۵۸، کتاب الکراهية، الباب التاسع عشر)

مگر اولاً تو فقہائے احناف کی ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں اس کو ترجیح دینا مشکل ہے، خصوصاً جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک مٹھی سے زائد کے قص کی سنیت اور بعض دیگر حضرات کی طرف سے وجوب کی بھی تصریح ہے، اور ایک مٹھی سے زائد بالوں کے کاٹ دینے کی علت ڈاڑھی کی زینت وتہذیب کا حصول اور بدنمائی سے تحفظ ہے، اور تطویلِ فاحش میں ظاہر ہے کہ بدنمائی میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

البتہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے زیادہ طویل ہو جانے کی صورت میں بعض حضرات کے قص کے کراہت کی وجہ مثلہ ہونا بیان کی ہے، اور اس کا حل یہ بتلایا ہے کہ زیادہ طویل ہونے کی صورت میں تھوڑی تھوڑی قطع کر کے ایک قبضہ کے مساوی کر لے، اور یکلخت زیادہ طویل مقدار کو قطع نہ کرے۔

وسيجيء استحباب أخذ اللحية طولا وعرضا، لكنه مقيد بما إذا زاد على القبضة، وهذا فی الابتداء، وأما بعدما طالت فقالوا: لا يجوز قصها كراهة أن تصير مثله. وأقول: ينبغي أن يدرج فی أخذها لتصير مقدار قبضة على ما هو السنة والاعتدال المتعارف، لا أنه يأخذها بالمرة فيكون مثله (مرقاة المفاتيح، ج ۷ ص ۲۸۱۵، کتاب اللباس، باب الترجل)

www.idaraghufran.org

وَيَحْرُمُ حَلْقُ اللِّحْيَةِ(الفتاویٰ الکبریٰ لابنِ تیمیة، ج۵ص ۳۰۲، باب السواک)

ترجمہ: اور ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے (فتاویٰ کبریٰ)

علامہ ابنِ قیم جوزی فرماتے ہیں کہ:

قَالَ ابْنُ هَانِیءٌ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدَا للّٰهِ عَنِ الرَّجُلِ يَأْخُذُ مِنْ عَارِضَيْهِ؟ قَالَ: يَأْخُذُ مِنَ اللِّحْيَةِ بِمَا فَضُلَ عَنِ الْقُبْضَةِ(بدائع الفوائد) [1]

ترجمہ: ابن ھانی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنے رخساروں کے بال کاٹتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ڈاڑھی میں سے ایک مٹھی سے زائد کاٹ لے (بدائع الفوائد)

اور الاقناع فی فقہ الامام احمد میں ہے کہ:

وَيَحْرِمُ حَلْقُهَا وَلَا يُكْرَهُ أَخْذُ مَا زَادَ عَلَى الْقَبْضَةِ وَلَا أَخْذُ مَا تَحْتَ حَلْقِهِ (الاقناع فی فقه الامام احمد) [2]

ترجمہ: اور (ڈاڑھی کا) مونڈنا حرام ہے، اور ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا مکروہ نہیں ہے، اور نہ ہی حلق سے نیچے کے بال کاٹنا مکروہ ہے (الاقناع)

فائدہ: امام احمد رحمہ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کے کاٹنے کا جواز اور مکروہ نہ ہونا بھی ثابت ہے۔

(جس کی صراحت آگے جناب ناصر الدین البانی صاحب کی عبارت میں آرہی ہے)

مالکیہ کی کتاب حاشیۃ الدسوقی میں ہے کہ:

يَحْرُمُ عَلَى الرَّجُلِ حَلْقُ لِحْيَتِهِ (حاشية الدسوقی علی الشرح الكبير لمحمد عرفه الدسوقی، ج ۱ ص ۹۰، باب احكام الطهارة، فصل احكام الوضوء)

ترجمہ: آدمی کو ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے (حاشیہ دسوقی)

---

[1] ج۴ص۷۸، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت.

[2] ج ۱ ص ۲۰، كتاب الطهارة، فصل ويسن الإمتشاط والأدهان فی بدن وشعر غبا يوما ويوما.

www.idaraghufran.org

موطا امام مالک کی شرح المنتقیٰ میں ہے کہ:

وَقَدْ رَوَى ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ مَا تَطَايَرَ مِنَ اللِّحْيَةِ وَشَذَّ ، قِيْلَ لِمَالِكٍ فَإِذَا طَالَتْ جِدًّا قَالَ: أَرٰى أَنْ يُّؤْخَذَ مِنْهَا وَتُقَصَّ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا كَانَا يَأْخُذَانِ مِنَ اللِّحْيَةِ مَا فَضَلَ عَنْ الْقُبْضَةِ (المنتقیٰ شرح المؤطا، ج۷ ص ۲۶۶، کتاب الجامع، باب السنة فی الشعر)

ترجمہ: اور ابنِ قاسم نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو بال ڈاڑھی کی حد سے الگ، اور بڑے ہوجائیں، اُن کو کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جب ڈاڑھی بہت لمبی ہوجائے تو کیا کیا جائے؟

تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میری رائے میں اس کو کاٹ دیا جائے، اور حضرت عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ دیا کرتے تھے (المنتقیٰ)

فائدہ: بہت لمبی ہونے کا مفہوم حضرت ابنِ عمر و دیگر صحابہ و تابعین نے واضح فرمادیا، کہ وہ ایک مٹھی کے بعد کاٹ دیا کرتے تھے۔

احمد بن غنیم بن سالم مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَقَالَ الْبَاجِيُّ يُقَصُّ ما زَادَ عَلَى الْقُبْضَةِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ فِعْلُ عُمَرَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ فَإِنَّهُمَا كَانَا يَأْخُذَانِ مِنْ لِحْيَتِهِمَا ما زَادَ عَلَى الْقُبْضَةِ (الفواکه الدوانی علی رسالة ابن أبی زید القیروانی، ج۲ ص۳۰۷، باب فی الفطرة والختان وحلق الشعر واللباس وستر العورة)

ترجمہ: اور امام باجی نے فرمایا کہ جو ایک مٹھی سے زائد ہو، اس کو کاٹ دیا جائے گا،

www.idaraghufran.org

اور اس کی دلیل حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا عمل ہے کہ وہ ایک مٹھی سے زائد اپنی ڈاڑھی کو کاٹ دیا کرتے تھے (الفواکہ الدوانی)

فائدہ: مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ حنبلی اور مالکی فقہ میں بھی راجح یہ ہے کہ کم از کم ایک مٹھی ڈاڑھی واجب ہے، اور اس کے بعد کاٹ دینے میں کوئی گناہ نہیں۔

شوافع کی کتاب فتح المعین میں ہے کہ:

وَيَحْرِمُ حَلْقُ لِحْيَةٍ (فتح المعين مع اعانة الطالبين، ج ۲ ص ۳۸۶، باب الحج)

ترجمہ: اور ڈاڑھی کو مونڈنا حرام ہے (فتح المعین)

شوافع کی کتاب حاشیۃُ الشروانی علی تحفۃُ المحتاج میں ہے کہ:

فِيْ حَاشِيَةِ الْكَافِيَةِ بِأَنَّ الشَّافِعِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَصَّ فِي الْأُمِّ عَلَى التَّحْرِيْمِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَكَذَا الْحَلِيْمِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَأُسْتَاذُهُ الْقَفَّالُ الشَّاشِيُّ فِيْ مَحَاسِنِ الشَّرِيْعَةِ وَقَالَ الْأَذْرَعِيُّ الصَّوَابُ تَحْرِيْمُ حَلْقِهَا جُمْلَةً لِغَيْرِ عِلَّةٍ بِهَا كَمَا يَفْعَلُهُ الْقَلَنْدَرِيَّةُ (حاشية الشروانی علی تحفة المحتاج فی شرح المنهاج ۹ ص ۳۷۶، کتاب الاضحیة، فصل فی العقیقة)

ترجمہ: کافیہ کے حاشیہ میں ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''اُمّ'' میں وضاحت فرمائی ہے، ڈاڑھی مونڈنے کے حرام ہونے پر، اور امام زرکشی اور حلیمی نے شعب الایمان میں اور اُن کے استاد قفال شاشی نے محاسنِ شریعت میں اسی طرح فرمایا، اور اذرعی نے فرمایا کہ درست بات یہ ہے کہ ڈاڑھی مونڈنا سب کو حرام ہے، بغیر کسی بیماری کے، جیسا کہ قلندریہ لوگ مونڈتے ہیں (تحفۃ المحتاج)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَأَحَبُّ إِلَيَّ لَوْ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبَيْهِ حَتّٰى يَضَعَ مِنْ شَعْرِهِ شَيْئًا لِلّٰهِ

www.idaraghufran.org

وَإِنْ لم يَفْعَلْ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ لِأَنَّ النُّسُكَ إِنَّمَا هُوَ فِي الرَّأْسِ لَا فِي اللِّحْيَةِ (الأم للشافعی، ج۲ ص ۲۳۲، کتاب الحج، باب مایفعل الحاج والقارن)

ترجمہ: اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ (احرام سے نکلتے وقت محرِم) اپنی ڈاڑھی اور مونچھوں کے کچھ بال بھی کاٹ لے، تاکہ (ڈاڑھی، مونچھوں کے) بالوں کا کچھ حصہ بھی اللہ کے لیے ہو جائے۔

لیکن اگر کوئی ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال نہ کاٹے، تو کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ حج وعمرہ کا نسک سر کے بال کاٹنے میں ہے، نہ کہ ڈاڑھی کے بال کاٹنے میں (الامّ للشافعی)

اور امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الام میں ہی ہے کہ:

(قال الشَّافِعِيُّ) أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ كَانَ إذَا أَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيدُ الْحَجَّ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ رَأْسِهِ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا حَتَّى يَحُجَّ قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ يَضِيقُ أَنْ يَأْخُذَ الرَّجُلُ مِنْ رَأْسِهِ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ (قَالَ الشَّافِعِيُّ) وَأَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إذَا حَلَقَ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ قُلْتُ فَإِنَّا نَقُولُ لَيْسَ عَلَى أَحَدٍ الْأَخْذُ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ إنَّمَا النُّسُكُ فِي الرَّأْسِ (الأم للشافعی، ج۷ ص ۲۶۷، ۲۶۸، باب الاهلال من دون المیقات)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمیں امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے خبر دی، انہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جب حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ رمضان کے روزے رکھ کر فارغ ہو جاتے، اور آپ کا حج کرنے کا ارادہ ہوتا، تو اپنے سر اور ڈاڑھی کے بال نہیں کاٹتے تھے، یہاں تک کہ حج نہ کر لیں۔

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آدمی پر اس بات کی کوئی تنگی نہیں ہے کہ وہ حج

www.idaraghufran.org

شروع کرنے سے پہلے اپنے سر کے بال کاٹے (یعنی اس کو بال کاٹنا جائز ہے)

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمیں امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے خبر دی کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے وقت سر منڈواتے، تو اپنی ڈاڑھی کے بال (ایک مٹھی سے زائد، کمافی روایات اخر) اور مونچھوں کے بال کاٹ دیا کرتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ حج وعمرے کے احرام سے نکلتے وقت کسی پر ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال کاٹنا لازم نہیں، حج وعمرے کا نسک سر کے بال کاٹنے میں ہے (نہ کہ ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال کاٹنے میں) (الامّ للشافعی)

فائدہ: ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ احرام سے نکلتے وقت سر کے بالوں کے کاٹنے کو تو لازم فرماتے ہیں، لیکن ڈاڑھی کے فاضل بالوں کو کاٹنا لازم نہیں فرماتے، البتہ افضل قرار دیتے ہیں۔ اور اس کی دلیل حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو قرار دیتے ہیں، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بلکہ دیگر صحابہ سے صحیح سندوں کے ساتھ ایک مٹھی سے زائد ہی ڈاڑھی کا کاٹنا ثابت ہے (جیسا کہ یہ روایات پہلے گزر چکی ہیں)

پس ان عبارات سے امام شافعی رحمہ اللہ سے ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کے کاٹنے کا فی الجملہ جواز ثابت ہوا۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

فَمَنْ تَوَضَّأَ ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَظْفَارِهِ وَرَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ إِعَادَةُ وُضُوْءٍ وَهٰذَا زِيَادَةُ نَظَافَةٍ وَطَهَارَةٍ (الأم للشافعی، ج ۱ ص ۳۶، باب فی الاستنجاء)

ترجمہ: جس نے وضو کیا، پھر اس نے وضو کرنے کے بعد اپنے ناخن اور سر اور ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال کاٹے، تو اس پر دوبارہ وضو کرنا لازم نہیں، کیونکہ یہ

www.idaraghufran.org

(مذکورہ بال وناخن کاٹنا) تو نظافت اور طہارت میں زیادتی ہے (الامّ للشافعی)

فائدہ: اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ احرام سے نکلتے وقت کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی ڈاڑھی کے فاضل بال کاٹنے کو ناجائز نہیں فرماتے، بلکہ اسے نظافت اور طہارت کی زیادتی قرار دیتے ہیں۔

نیز امام شافعی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَيَأْخُذَ مِنْ شَارِبَيْهِ وَيُقَلِّمَ مِنْ أَظْفَارِهِ وَيَصْنَعَ بِهِ بَعْدَ الْمَوْتِ مَا كَانَ فِطْرَةً فِي الْحَيَاةِ وَلَا يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِ رَأْسِهِ وَلَا لِحْيَتِهِ شَيْئًا لِأَنَّ ذٰلِكَ إِنَّمَا يُؤْخَذُ زِينَةً أَوْ نُسُكًا وَمَا وَصَفْتُ مِمَّا يُؤْخَذُ فِطْرَةً (الأم للشافعی ج ۱ ص ۳۱۹، کتاب الجنائز، غسل المیت)

ترجمہ: اور میت کی مونچھوں کے لمبے بالوں کو اور ناخنوں کو کاٹ دے، اور فوت ہونے کے بعد وہ کام کرے، جو زندگی میں فطرت شمار ہوتے ہیں، لیکن سر اور ڈاڑھی کے بال نہ کاٹے، کیونکہ یہ بال تو زینت یا نسک کے طور پر کاٹے جاتے ہیں، اور میں نے جو کام ذکر کیے، وہ فطرت کے طور پر کیے جاتے ہیں (الامّ للشافعی) [۱]

فائدہ: اس سے پہلی عبارت میں ڈاڑھی کے فاضل بال کاٹنے کو امام شافعی رحمہ اللہ نظافت وطہارت قرار دے چکے ہیں، اور یہاں زینت فرمارہے ہیں۔ [۲]

---

[۱] میت کے ناخنوں اور مونچھوں کے کاٹنے کا یہ حکم امام شافعی کے نزدیک ہے، احناف کے نزدیک یہ حکم نہیں ہے۔

[۲] ناقص خیال کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ کی مذکورہ مؤخرۃ الذکر عبارت میں نسک سے مراد ''شعرِ رأس'' ہیں، نہ کہ ''شعرِ لحیۃ''۔ اور زینت سے مراد شعرِ لحیۃ ہیں، کیونکہ اس سے پہلی عبارات میں امام شافعی رحمہ اللہ شعرِ لحیۃ کے اخذ کو نظافت وطہارت فرما چکے ہیں، اور زینت اسی قبیل سے ہے۔

نیز اس بات کی بھی تصریح فرما چکے ہیں کہ ''إِنَّمَا النُّسُكُ فی الرَّأْسِ لافی اللحیة''

علاوہ ازیں شوافع کی کتب میں نظافت اور زینت کا مستحب ہونا بھی مذکور ہے۔

(قوله :وسن غسل للعيدين) ولو لغير مميز فيغسله وليه كما قيل به فی غسل إسلام الكافر .ويسن للحائض والنفساء لما فيه من النظافة والزينة وكما فی غسل الإحرام كما هو مصرح به فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ان عبارات کے سیاق وسباق اور قرائن سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کو کاٹنا نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ جب ڈاڑھی ایک مٹھی سے زائد ہوجاتی ہے تو اس کے فاضل بالوں کو کاٹنے کی وجہ زینت کا حصول ہی ہے، کیونکہ ایک مٹھی سے زیادہ لمبی ڈاڑھی ہونے سے شکل بھدّی ہوجاتی ہے، جیسا کہ دیگر فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے۔

اور امام بیہقی رحمہ اللہ جو کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے حامی ہیں، اُن کا ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے کاٹنے کا جواز اور اس سلسلہ میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اور احادیث میں ڈاڑھی بڑھانے کا مطلب پہلے گزر چکا ہے۔

جس سے امام شافعی رحمہ اللہ کے ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے کاٹنے کے جواز کے قائل ہونے کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ [1]

اور علامہ ابنِ حجر شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قَوْلُهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ هُوَ مَوْصُوْلٌ بِالسَّنَدِ الْمَذْكُوْرِ إِلٰى نَافِعٍ وَقَدْ أَخْرَجَهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ عَنْ نَافِعٍ بِلَفْظِ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَلَقَ رَأْسَهُ فِيْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهٖ وَشَارِبِهٖ وَفِيْ حَدِيْثِ الْبَابِ مِقْدَارُ الْمَأْخُوْذِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كلامهم(حاشية البجيرمي على المنهج، ج ۱ ص ۴۲۷، كتاب الصلاة، باب في صلاة العيدين) يستحب أي الغسل للحائض والنفساء لما فيه من معنى النظافة والزينة وكما في غسل الإحرام فيه نظر انتهى أقول وهو كذلك كما هو مصرح به في كلام بعضهم اه (حاشية الشرواني على تحفة المحتاج بشرح المنهاج، ج ۳ ص ۴۷، كتاب الطهارة، باب صلاة العيدين)

واستحباب النظافة مطلقا(شرح النووي على مسلم، ج ۱ ص ۱۹۳، كتاب فضائل الصحابة، فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما)

[1] کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی عادت عموماً امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو قوی وراجح قرار دینے کی ہے، اور وہ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول ومذہب سے بہت اچھی طرح واقف ہیں۔

www.idaraghufran.org

وَقَوْلُهٗ فَضَلَ بِفَتْحِ الْفَاءِ وَالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ وَيَجُوْزُ كَسْرُ الضَّادِ كَعَلِمَ وَالْأَشْهَرُ اَلْفَتْحُ قَالَهُ ابْنُ التِّيْنِ وَقَالَ الْكِرْمَانِيُّ لَعَلَّ ابْنُ عُمَرَ أَرَادَ الْجَمْعَ بَيْنَ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيْرِ فِي النُّسُكِ فَحَلَقَ رَأْسَهٗ كُلَّهٗ وَقَصَّرَ مِنْ لِحْيَتِهٖ لِيَدْخُلَ فِيْ عُمُوْمِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ وَخُصَّ ذٰلِكَ مِنْ عُمُوْمِ قَوْلِهٖ وَفَّرُوْا اللُّحٰى فَحَمَلَهٗ عَلٰى حَالَةٍ غَيْرِ حَالَةِ النُّسُكِ قُلْتُ اَلَّذِيْ يَظْهَرُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لاَ يَخُصُّ هٰذَا التَّخْصِيْصَ بِالنُّسُكِ بَلْ كَانَ يَحْمِلُ الْأَمْرَ بِالْإِعْفَاءِ عَلٰى غَيْرِ الْحَالَةِ الَّتِيْ تَتَشَوَّهُ فِيْهَا الصُّوْرَةُ بِإِفْرَاطِ طُوْلِ شَعْرِ اللِّحْيَةِ أَوْ عَرْضِهٖ (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۰ ص ۳۵۰، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار)

ترجمہ: راوی کا یہ فرمانا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے، یہ مذکورہ سند کے ساتھ حضرت نافع رحمہ اللہ تک متصل ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں حضرت نافع رحمہ اللہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ جب اپنے سر کو منڈواتے تو اپنی ڈاڑھی کے فاضل بال اور مونچھوں کو کاٹ دیا کرتے تھے، اور اس حدیثِ باب میں ڈاڑھی کے کاٹنے کی شرعی مقدار کا ذکر ہے، اور روایت میں جو فضل کا لفظ ہے، اس میں ''فا'' اور ''ضاد'' پر زبر ہے، اور ''ضاد'' پر زیر بھی صحیح ہے، جیسا کہ لفظِ ''علم'' اور زیادہ مشہور زبر ہی ہے، ابنِ تین نے یہ بات فرمائی ہے۔

اور کرمانی نے فرمایا کہ شاید حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے نسک میں حلق اور قصر کو جمع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے، پس سر کو تو پوری طرح منڈوادیا، اور ڈاڑھی کے کچھ بال (مٹھی سے زائد) کاٹے، تاکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَاتَخَافُوْنَ '' کے عموم میں داخل ہو جائیں، اور انہوں نے رسول

www.idaraghufran.org

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاڑھی بڑھانے کے عمومی حکم کو غیر نسک کی حالت کے ساتھ خاص فرمایا۔ علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ راجح اور ظاہر یہی ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اس تخصیص کو نسک کے ساتھ خاص نہیں فرماتے تھے (جیسا کہ دیگر روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے) بلکہ وہ ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کو اس حالت کے علاوہ پر محمول فرماتے تھے، جس میں ڈاڑھی کی لمبائی اور چوڑائی میں زیادہ ہونے سے شکل بھدی ہو جاتی تھی (اور وہ مقدار ان کے نزدیک ایک مٹھی سے زائد تھی، جیسا کہ ظاہر ہے) (فتح الباری)

فائدہ: علامہ ابنِ حجر شافعی رحمہ اللہ نے حج سے فارغ ہوتے وقت اور حج کے علاوہ دوسرے اوقات میں ایک مٹھی سے زائد مقدار ڈاڑھی کاٹنے کا جائز ہونا اور اس کی دلیل بھی واضح فرمادی۔ [1]

اور امام غزالی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَالْأَمْرُ فِيْ هٰذَا قَرِيْبٌ إِنْ لَمْ يَنْتَهِ إِلٰى تَقْصِيْصِ اللِّحْيَةِ وَتَدْوِيْرِهَا مِنَ الْجَوَانِبِ فَإِنَّ الطُّوْلَ الْمُفْرِطَ قَدْ يُشَوِّهُ الْخِلْقَةَ وَيَطْلُقُ أَلْسِنَةَ الْمُغْتَابِيْنَ بِالنَّبْذِ إِلَيْهِ فَلَابَأْسَ بِالْاِحْتِرَازِ عَنْهُ عَلٰى هٰذِهِ النِّيَةِ، وَقَالَ النَّخَعِيُّ عَجِبْتُ لِرَجُلٍ عَاقِلٍ طَوِيْلِ اللِّحْيَةِ كَيْفَ لَا يَأْخُذُ مِنْ لِّحْيَتِهٖ وَيَجْعَلُهَا بَيْنَ لِحْيَتَيْنِ فَإِنَّ التَّوَسُّطَ فِيْ كُلِّ شَيْئٍ حُسْنٌ، وَلِذٰلِكَ قِيْلَ كُلَّمَا طَالَتِ اللِّحْيَةُ تَشْمُرُ الْعَقْلَ (إحياء علوم الدين للغزالی) [2]

ترجمہ: اگر ڈاڑھی کاٹنے اور سب اطراف سے برابر کرنے کا عمل ایک حد پر ہو (اور ایک مٹھی سے زائد کی حد پر نہ پہنچے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم اس کے قریب ہے، کیونکہ ڈاڑھی کے بہت زیادہ لمبے ہو جانے

---

[1] اور علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ بھی امام شافعی کے مذہب کو خوب جاننے والے ہیں۔

[2] ج ۱ ص ۱۴۳، القسم الثالث من النظافة، النوع الثانی فیما یحدث فی البدن من الاجزاء.

www.idaraghufran.org

سے شکل بھدی ہوجاتی ہے، اور اس کی طرف لوگوں کی زبان درازی پیدا ہوتی ہے، تو اس نیت سے لمبی ڈاڑھی سے بچنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور حضرت نخعی فرماتے ہیں کہ مجھے عقل مند شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ اپنی لمبی ڈاڑھی کو کیوں نہیں کاٹتا، اور اس کو کاٹ کر جبڑوں کے درمیان کیوں نہیں کرتا، کیونکہ اعتدال ہر چیز میں پسندیدہ ہے۔

اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ڈاڑھی جتنی بھی زیادہ لمبی ہوتی ہے، اتنی ہی وہ عقل کو کم کرتی ہے (احیاء علوم الدین)

اور علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِّحْيَتِهٖ مِنْ عَرَضِهَا وَطُوْلِهَا هٰكَذَا فِيْ نُسَخِ هٰذَا الْجَامِعِ وَالَّذِيْ رَأَيْتُهٗ فِيْ سِيَاقِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ لِلْحَدِيْثِ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِّحْيَتِهٖ مِنْ طُوْلِهَا وَعَرْضِهَا بِالسَّوِيَّةِ هٰكَذَا سَاقَهٗ فَلَعَلَّ لَفْظَ بِالسَّوِيَّةِ سَقَطَ مِنْ قَلَمِ الْمُؤَلِّفِ وَذٰلِكَ لِيَقْرُبَ مِنَ التَّدْوِيْرِ جَمِيْعُ الْجَوَانِبِ لِأَنَّ الْاِعْتِدَالَ مَحْبُوْبٌ وَالطُّوْلُ الْمُفْرِطُ قَدْ يُشَوِّهُ الْخِلْقَةَ وَيَطْلُقُ أَلْسِنَةَ الْمُغْتَابِيْنَ فَلَعَلَّ ذٰلِكَ مَنْدُوْبٌ مَا لَمْ يَنْتَهِ إِلٰى تَقْصِيْصِ اللِّحْيَةِ وَجَعْلُهَا طَاقَةً فَإِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ وَكَانَ بَعْضُ السَّلَفِ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَيَأْخُذُ مَا تَحْتَ الْقُبْضَةِ وَقَالَ النَّخْعِيُّ عَجِبْتُ لِلْعَاقِلِ كَيْفَ لَا يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ فَيَجْعَلُهَا بَيْنَ لِحْيَتَيْنِ فَإِنَّ التَّوَسُّطَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَسَنٌ وَلِذٰلِكَ قِيْلَ كُلَّمَا طَالَتِ اللِّحْيَةُ تَشْمُرُ الْعَقْلَ كَمَا حَكَاهُ الْغَزَالِيُّ فَفَعْلُ ذٰلِكَ إِذَا لَمْ يَقْصُدِ الزِّيْنَةَ وَالتَّحْسِيْنَ لِنَحْوِ النِّسَاءِ سُنَّةٌ كَمَا عَلَيْهِ جَمْعٌ مِنْهُمْ عِيَاضٌ وَغَيْرُهٗ لٰكِنِ اخْتَارَ النَّوَوِيُّ تَرْكَهَا بِحَالِهَا مُطْلَقًا (وَبَعْدَ سَطْرَيْنِ) ثُمَّ إِنْ فَعَلَهٗ هٰذَا لَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ أَعْفُوْا

www.idaraghufran.org

اَلـلُّحٰی لِأَنَّ ذٰلِکَ یُنَافِیُ الْأَخْذَ مِنْهَا لِغَیْرِ حَاجَةٍ أَوْ لِنَحْوِ تَزَیُّنٍ وَهٰذَا فِیْـمَـا اِحْتِیْـجَ إِلَیْـهِ لِتَشَـعُّـثٍ أَوْ إِفْـرَاطِ طُوْلٍ یَتَأَذّٰی بِهٖ وَقَالَ الطِّیْبِیُّ اَلْـمَـنْهِـیُّ عَـنْهُ هُوَ قَصُّهَا کَالْأَعَاجِمِ أَوْ وَصْلُهَا کَذَنْبِ الْحِمَامِ وَقَالَ ابْـنُ حَـجَـرَ اَلْـمَـنْهِـیُّ عَـنْـهُ الْإِسْتِـئْصَالُ أَوْ مَا قَارَبَهٗ بِخِلَافِ الْأَخْذِ الْمَذْکُوْرِ (الشمائل الشریفة للإمام جلال الدین عبد الرحمن بن أبی بکر السیوطی تحت رقم الحدیث ۲۶۴، ص ۲۶۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کی لمبائی اور چوڑائی میں سے کچھ بال کاٹ دیا کرتے تھے، جامع ترمذی کے نسخہ میں اسی طرح ہے؛ اور میں نے ابنِ جوزی کے سیاق میں جو حدیث دیکھی ہے، اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کی لمبائی اور چوڑائی میں سے برابر بال کاٹ دیا کرتے تھے (یہ روایت پہلے گزر چکی ہے، ناقل) پس شاید برابر کا لفظ مؤلف کے قلم سے رہ گیا ہے، اور ڈاڑھی کے فاضل بال کاٹنے کی وجہ یہ تھی تاکہ ہر طرف سے ڈاڑھی برابر اور گول ہو جائے، کیونکہ اعتدال پسندیدہ چیز ہے۔

اور ڈاڑھی کے زیادہ لمبی ہونے سے بسا اوقات شکل بدنما ہو جاتی ہے، اور لوگوں کی غیبت (اور نکتہ چینی) کا باعث بنتی ہے؛ پس اس لیے غالب گمان یہ ہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے، جب تک کہ ڈاڑھی کو بہت چھوٹا (یعنی ایک مٹھی سے کم) نہ کیا جائے، کیونکہ یہ ممنوع ہے۔

اور بعض سلف حضرات ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر اور مٹھی سے نیچے کے حصے کو کاٹ دیا کرتے تھے، اور حضرت نخعی فرماتے ہیں کہ مجھے عقل مند شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ اپنی لمبی ڈاڑھی کو کیوں نہیں کاٹتا، اور اس کو کاٹ کر جبڑوں کے درمیان کیوں نہیں کرتا، کیونکہ اعتدال ہر چیز میں پسندیدہ ہے۔

www.idaraghufran.org

اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ڈاڑھی جتنی بھی زیادہ لمبی ہوتی ہے، اتنی ہی وہ عقل کو کم کرتی ہے، جیسا کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے۔

پس لمبی ڈاڑھی کے فاضل بالوں کو کاٹنا جبکہ مثلاً نامحرم عورتوں کے سامنے اپنے آپ کو خوبصورت اور اپنی زینت ظاہر کرنے کی نیت نہ ہو، تو سنت ہے (یعنی نیت میں کوئی گناہ شامل نہ ہو، تو سنت ہے)

جیسا کہ بہت سے اہلِ علم حضرات کا قول ہے، اور ان میں قاضی عیاض وغیرہ بھی ہیں، لیکن امام نووی نے ڈاڑھی کو مطلقاً اپنی حالت پر چھوڑنے کو اختیار کیا ہے۔ [1] (اور آگے چل کر فرماتے ہیں) پھر ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کی مخالفت لازم نہیں آتی، البتہ بغیر

---

[1] چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

والصحيح كراهة الاخذ منها مطلقا بل يتركها على حالها كيف كانت للحديث الصحيح واعفوا اللحى (المجموع ج ۱ ص ۲۹۰، باب السواک)

اور علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ کے اس قول کو غیرِ نسک پر محمول فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

وتعقبه النووی بأنه خلاف ظاهر الخبر فی الأمر بتوفيرها قال والمختار تركها على حالها وأن لا يتعرض لها بتقصير ولا غيره وكأن مراده بذلک فی غير النسک لأن الشافعی نص على استحبابه فيه (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۰ ص ۳۵۰، باب تقليم الاظفار)

اور امام نووی رحمہ اللہ نے المجموع میں ہی صراحت فرمائی ہے کہ ان کی مراد کراہت سے تنزیہی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

وحيث اثبتنا الكراهة فهی كراهة تنزيه وهل هی شرعية يتعلق الثواب بتركها وان لم يعاقب على فعلها أم ارشادية لمصلحة دنيوية لا ثواب ولا عقاب فی فعلها ولا تركها فيه وجهان (المجموع ج ۱ ص ۸۹، باب السواک)

مگر اوّلاً تو امام نووی رحمہ اللہ کا یہ قول خود امام شافعی اور دیگر شوافع کے موافق معلوم نہیں ہوا، اور ثانیاً امام نووی کا اس عمل پر مکروہِ تنزیہی کا حکم لگانا دلائل کے لحاظ سے بھی محلِ نظر ہے، کیونکہ حدیث کی مراد متعدد محدثین، بلکہ خود اسی حدیث کو روایت کرنے والے صحابۂ کرام سے معلوم ہو چکی ہے، اور جو عمل خود اس حدیث کے راوی اور جلیل القدر صحابۂ کرام وتابعین اور خود امام شافعی ودیگر فقہائے شوافع اور جمہور فقہاء سے ثابت ہو، بالخصوص وہ صحابۂ کرام جو کہ سنت کی اتباع کے بہت حریص تھے، ان سے ثابت ہو، اس کو مکروہ تنزیہی قرار دینا بھی بعید ہے، جس کی مزید تفصیل آگے جناب ناصر الدین البانی صاحب کی عبارت کے ذیل میں آتی ہے۔

www.idaraghufran.org

ضرورت کے یا نامحرم عورتوں وغیرہ کے سامنے خوبصورتی ظاہر کرنے کی صورت میں مخالفت لازم آتی ہے۔

اور لمبی ڈاڑھی کے فاضل بالوں کا کاٹنا تو بھدا پَن دُور کرنے یا غیر معتدل لمبائی ''جو کہ باعثِ تکلیف ہوتی ہے'' کی ضرورت کے لیے ہے (یعنی جب ڈاڑھی ایک مٹھی سے زیادہ لمبی ہو جائے تو اس کے زائد بالوں کو کاٹنا ضرورت میں داخل ہے)

اور علامہ طیبی (مشکاۃ کے شارح) نے فرمایا کہ ممانعت تو عجمیوں (یعنی غیر عربیوں) کی طرح (ایک مٹھی سے کم کر کے) کاٹنے کی ہے، یا اس کو کاٹ کر کبوتر کی دم کی طرح بنا دینے کی ہے۔ اور علامہ ابنِ حجر نے فرمایا کہ ممانعت بالکل کاٹ دینے یا بہت چھوٹی کر دینے میں ہے، نہ کہ مذکورہ مقدار (یعنی ایک مٹھی سے) کم کرنے میں (الشمائل الشریفہ)

فائدہ: علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب نیت میں کوئی فساد اور گناہ شامل نہ ہو، تو ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کا کاٹ دینا مستحب اور سنت ہے۔ [1]

اور امام زین الدین عبدالرؤف مناوی شافعی رحمہ اللہ نے بھی علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی پیروی کرتے ہوئے مذکورہ تفصیل بیان فرمائی ہے۔ [2]

---

[1] اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب سے بہتر طریقے سے واقف ہیں۔

[2] (كان يأخذ من لحيته من عرضها وطولها) هكذا في نسخ هذا الجامع والذي رأيته في سياق ابن الجوزي للحديث كان يأخذ من لحيته من طولها وعرضها بالسوية هكذا ساقه فلعل لفظ بالسوية سقط من قلم المؤلف وذلك ليقرب من التدوير جميع الجوانب لأن الاعتدال محبوب والطول المفرط قد يشوه الخلقة ويطلق ألسنة المغتابين فلعل ذلك مندوب ما لم ينته إلى تقصيص اللحية وجعلها طاقة فإنه مكروه وكان بعض السلف يقبض على لحيته فيأخذ ما تحت القبضة وقال النخعي :عجبت للعاقل كيف لا يأخذ من لحيته فيجعلها بين لحيتين فإن التوسط في كل شيء حسن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

امام شافعی رحمہ اللہ کے علاوہ ان کے معتبر و مشہور متبعین، مثلاً امام بیہقی، علامہ ابنِ حجر عسقلانی، امام غزالی، علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ مناوی رحمہم اللہ کی عبارات سے معلوم ہوا کہ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کو کاٹنا نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

اور اس کی وجہ بدصورتی سے بچنا ہے، لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی و فعلی احادیث، اور صحابہ و تابعین کے عمل کے علاوہ عقل و قیاس بھی مٹھی سے زیادہ لمبی ہونے کی صورت میں ڈاڑھی کو کاٹنے کے جائز بلکہ سنت و مستحب ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔

اور یہ سب کلام ایک مٹھی سے زائد بالوں کے کاٹنے میں ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ولذلک قیل کلما طالت اللحیة تشمر العقل کما حکاه الغزالی ففعل ذلک إذا لم یقصد الزینة والتحسین لنحو النساء سنة کما علیه جمع منهم عیاض وغیره لکن اختار النووی ترکها بحالها مطلقا وأما حلق الرأس ففی المواهب لم یرو أنه حلق رأسه فی غیر نسک فتبقیة شعر الرأس سنة ومنکرها مع علمه بذلک یجب تأدیبه اه .ثم إن فعله هذا لا یناقض قوله أعفوا اللحی لأن ذلک فی الأخذ منها لغیر حاجة أو لنحو تزین وهذا فیما إذا احتیج إلیه لتشعث أو إفراط یتأذی به وقال الطیبی :المنهی عنه هو قصها کالأعاجم أو وصلها کذنب الحمار وقال ابن حجر :المنهی عنه الاستئصال أو ما قاربه بخلاف الأخذ المذکور.

(تتمة) قال الحسن بن المثنی :إذا رأیت رجلا له لحیة طویلة ولم یتخذ لحیته بین لحیتین کان فی عقله شیء وکان المأمون جالسا مع ندمائه مشرفا علی دجلة یتذاکرون أخبار الناس فقال المأمون : ما طالت لحیة إنسان قط إلا ونقص من عقله بقدر ما طالت منها وما رأیت عاقلا قط طویل اللحیة فقال بعض جلسائه :ولا یرد علی أمیر المؤمنین أنه قد یکون فی طولها عقل فبینما هم یتذاکرون إذ أقبل رجل طویل اللحیة حسن الهیئة فاخر الثیاب فقال المأمون :ما تقولون فی هذا فقال بعضهم : عاقل وقال بعضهم :یجب کونه قاضیا فأمر المأمون بإحضاره فوقف بین یدیه فسم فأجاد فأجلسه المأمون واستنطقه فأحسن النطق فقال المأمون :ما اسمک قال :أبو حمدویه والکنیة علویه فضحک المأمون وغمز جلساءه ثم قال :ما صنعتک قال :فقیه أجید الشرع فی المسائل فقال: نسألک عن مسألة ما تقول فی رجل اشتری شاة فلما تسلمها المشتری خرج من استها بعرة ففقأت عین رجل فعلی من الدیة قال :علی البائع دون المشتری لأنه لما باعها لم یشترط أن فی استها منجنیقا فضحک المأمون حتی استلقی علی قفاه ثم أنشد:

ما أحد کالت له لحیة . . .فزادت اللحیة فی هیئته

إلا وما ینقص من عقله . . .أکثر مما زاد فی لحیته

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت رقم الحدیث ۲۹۳۳)

www.idaraghufran.org

جہاں تک ڈاڑھی کو مونڈنے کا تعلق ہے، تو حاشیة الشروانی علی تحفةُ المحتاج کے حوالہ سے یہ بات گزر چکی ہے کہ درست بات یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایسا کرنا حرام ہے۔ [1]

گزشتہ تفصیل سے بحمداللہ تعالیٰ چاروں فقہائے کرام کے مسلک سے ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کا جواز ثابت ہوا۔

ناصرالدین البانی صاحب سے ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کا ثبوت

چونکہ اس دور میں اپنے آپ کو اہلِ حدیث یا غیر مقلد وغیرہ قرار دینے والے بہت سے حضرات ایک مٹھی کے بعد بھی ڈاڑھی کاٹنے کو جائز نہیں سمجھتے، اور یہ کہتے ہیں کہ ڈاڑھی کو کسی حد پر بھی کاٹنا جائز نہیں، اور موجودہ دور کے اکثر سلفی اور اہلِ حدیث نام کے حضرات جناب ناصرالدین البانی صاحب مرحوم سے بہت عقیدت رکھتے ہیں، اور ان کے حوالوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں، جبکہ ناصرالدین البانی صاحب مرحوم نے ایک مٹھی کے بعد ڈاڑھی کاٹنے

---

[1] چنانچہ حاشیة الشروانی علی تحفةُ المحتاج کی عبارت یہ ہے کہ:

قال الشیخان یکرہ حلق اللحیة واعترضه ابن الرفعة فی حاشیة الکافیة بأن الشافعی - رضی الله تعالی عنه -نص فی الأم علی التحریم قال الزرکشی وکذا الحلیمی فی شعب الإیمان وأستاذه القفال الشاشی فی محاسن الشریعة وقال الأذرعی الصواب تحریم حلقها جملة لغیر علة بها کما یفعله القلندریة انتهی(حاشیة الشروانی علی تحفة المحتاج فی شرح المنهاج، ج ۹ ص ۳۷۶، کتاب الاضحیة، فصل فی العقیقة)

لہٰذا بعض حضرات کا یہ فرمانا کہ عندالشافعی ''قطع مادون القبضۃ'' مکروہ ہے، اور اس سے کراہتِ تنزیہی مراد ہے۔ یہ محلِ نظر ہے۔

البتہ اگر کسی کی مراد ''قطع مافوق القبضۃ'' ہو، تو اس پر ہم مفصلاً کلام کر چکے ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ شوافع میں سے امام نووی رحمہ اللہ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے کاٹنے کو مکروہِ تنزیہی فرماتے ہیں۔

لیکن اولاً تو ان کا یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر شوافع کے موافق معلوم نہیں ہوتا، اور ثانیاً بر سبیلِ تسلیم بھی وہ صرف خلافِ اولیٰ قرار دیتے ہیں، نہ کہ حرام۔

بخلاف موجودہ دَور کے اکثر غیر مقلدین کے، کہ وہ بعض دیگر مسائل کی طرح اس مسئلے میں بھی جمہور کے اس اجماعی موقف سے ہٹے ہوئے ہیں، اور وہ ایک مٹھی کے بعد بھی ڈاڑھی کاٹنے کو ناجائز وحرام قرار دیتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

کے جائز بلکہ سنت ہونے پر تفصیل سے کلام کیا ہے، اور ساتھ ہی اپنے تفصیلی کلام میں ایک مٹھی کے بعد ڈاڑھی کاٹنے کو ناجائز قرار دینے والے حضرات کو متشدد اور اس عمل کو بدعت کی دلیل پر مبنی قرار دیا ہے۔

اس لئے ہم مذکورہ حالات کے پیشِ نظر جناب ناصر الدین البانی صاحب مرحوم کا اس سلسلہ میں عربی کلام مع ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ جناب ناصرُ الدین البانی صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ:

وَمِنَ الْأَبْحَاثِ الْفِقْهِيَّةِ مَا جَآءَ تَحْتَ الْحَدِيْثَيْنِ (۲۱۰۷ و ۲۳۵۵) مِنْ بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ الَّتِيْ جَرٰى عَلَيْهَا عَمَلُ السَّلَفِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَالْأَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ إِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ إِلَّا مَا زَادَ عَلَى الْقُبْضَةِ؛ فَيُقَصُّ، وَتَأَيَّدَ ذٰلِكَ بِنُصُوْصٍ عَزِيْزَةٍ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ، وَبَيَانُ أَنَّ إِعْفَاءَهَا مُطْلَقًا هُوَ مِنْ قَبِيْلِ مَا سَمَّاهُ الْإِمَامُ الشَّاطِبِيُّ بِـ (الْبِدَعِ الْإِضَافِيَّةِ) (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة) [1]

ترجمہ: اور فقہی ابحاث میں سے یہ بھی اُصول ہے جو حدیث نمبر ۲۱۰۷ اور حدیث نمبر ۲۳۵۵ کے ذیل میں آیا ہے کہ سنت وہ ہے جس پر صحابہ، تابعین اور ائمۂ مجتہدین سلف حضرات کا عمل جاری رہا۔

اور وہ ڈاڑھی بڑھانا ہے، مگر جو ایک مٹھی سے زیادہ ہو، اُسے کاٹ دیا جائے گا۔

اور اس کی تائید بعض سلف کے مضبوط نصوص سے ہوتی ہے، اور ڈاڑھی کو بغیر ایک مٹھی کی قید کے بڑھاتے رہنا، یہ امام شاطبی کے بقول بدعتِ اضافیہ میں سے ہے (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جناب البانی صاحب کی تحقیق کے مطابق ایک مٹھی کی مقدار تو

[1] ج ۵ ص ۵، المقدمة، الناشر: دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية.

www.idaraghufran.org

سنت ہے، اور اس سے زیادہ بدعتِ اضافیہ ہے۔

اور ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

قُلْتُ: وَفِيْهِ إِشَارَةٌ قَوِيَّةٌ إِلٰى أَنَّ قَصَّ اللِّحْيَةِ، كَمَا تَفْعَلُ بَعْضُ الْجَمَاعَاتِ، هُوَ كَحَلْقِهَا مِنْ حَيْثُ التَّشَبُّهِ ، وَأَنَّ ذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ: وَالسُّنَّةَ الَّتِيْ جَرٰى عَلَيْهَا السَّلَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ إِعْفَاؤُهَا إِلَّا مَا زَادَ عَلَى الْقُبْضَةِ ؛ فَتُقَصُّ الزِّيَادَةُ، وَقَدْ فَصَّلْتُ هٰذَا فِيْ غَيْرِ مَوْضِعٍ تَفْصِيْلًا ، وَاسْتَدَلَّلْتُ لَهُ اِسْتِدْلَالًا قَوِيًّا (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۲۱۰۷، ج۵ ص۱۲۵، الناشر: دار المعارف، الرياض- المملكة العربية السعودية)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اس میں اس بات کی طرف مضبوط اشارہ ہے کہ ڈاڑھی کاٹنا، جیسا کہ بعض لوگوں کا فعل ہے، یہ کافروں کے ساتھ تشبہ کی حیثیت سے ڈاڑھی مونڈنے کی طرح ہے، اور یہ جائز نہیں۔

اور وہ سنت جس پر صحابہ اور دیگر سلف حضرات کا عمل جاری رہا، ڈاڑھی کو بڑھانے کا ہے، مگر ایک مٹھی سے زیادہ مقدار کو کاٹ دیا جائے گا۔

اور میں نے اس کو دوسرے مقام پر تفصیل سے بیان کر دیا ہے، اور میں نے اس پر مضبوط استدلال کیا ہے (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:

وَزَادَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اِعْتَمَرَ ؛ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهِ ، فَمَا فَضُلَ ؛ أَخَذَ، فَهٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، وَعَنْ أَحْمَدَ أَيْضًا، وَلَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ طَرِيْقٌ أُخْرٰى ، رَوَاهَا اِبْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ ، وَابْنُ سَعْدٍ، وَلَهُ عِنْدَهُ طُرُقٌ أُخْرٰى، ثُمَّ رَوَى الْخَلَّالُ ، وَمِنْ

www.idaraghufran.org

قَبْلِهِ اِبْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ أَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ جَرِیْرٍ قَالَ: کَانَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ یَقْبِضُ عَلٰی لِحْیَتِهٖ ، ثُمَّ یَأْخُذُ مَا فَضُلَ عَنِ الْقُبْضَةِ، وَإِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ. قُلْتُ: وَالْآثَارُ السَّلَفِیَّةُ بِهٰذَا الْمَاسِّ کَثِیْرَةٌ ؛ حَتّٰی قَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ: کَانُوْا یَأْخُذُوْنَ مِنْ جَوَانِبِهَا ، وَیُنَظِّفُوْنَهَا، یَعْنِیْ: اَللِّحْیَةَ. أَخْرَجَهُ اِبْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ ، وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْإِیْمَانِ، بِإِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ ، وَهُوَ: اِبْنُ یَزِیْدَ النَّخْعِیُّ ، وَهُوَ تَابِعِیٌّ فَقِیْهٌ جَلِیْلٌ ، قَالَ الذَّهَبِیُّ فِی الْکَاشِفِ کَانَ عَجَبًا فِی الْوَرَعِ وَالْخَیْرِ، مُتَوَقِّیًا لِلشُّهْرَةِ ، رَأْسًا فِی الْعِلْمِ ، مَاتَ سَنَةَ ۹۶ کَهْلًا. قُلْتُ: فَالظَّاهِرُ أَنَّهٗ یَعْنِیْ مَنْ أَدْرَکَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَکِبَارِ التَّابِعِیْنَ وَأَجْلَائِهِمْ ، کَالْأَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ، وَهُوَ خَالُهٗ، وَشُرَیْحِ الْقَاضِیْ ، وَمَسْرُوْقٍ وَأَبِیْ زُرْعَةَ، وَهُوَ الرَّاوِیْ لِأَثَرِ أَبِیْ هُرَیْرَةَ الْمَذْکُوْرِ آنِفًا، وَأَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، وَالْآثَارُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَةٌ ؛ بَلْ إِنَّ بَعْضَهُمْ جَعَلَ الْأَخْذَ مِنَ اللِّحْیَةِ مِنْ تَمَامِ تَفْسِیْرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فِی الْحَجِّ (ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ) فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ کَعْبِ الْقُرَظِیُّ: رَمْیُ الْجِمَارِ ، وَذَبْحُ الذَّبِیْحَةِ ، وَأَخْذُ مِنَ الشَّارِبَیْنِ وَاللِّحْیَةِ وَالْأَظْفَارِ. أَخْرَجَهُ ابْنُ جَرِیْرٍ بِسَنَدٍ جَیِّدٍ عَنْهُ. ثُمَّ رَوٰی عَنْ مُجَاهِدٍ مِثْلَهٗ: وَسَنَدُهٗ صَحِیْحٌ. وَمُجَاهِدٌ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ کَعْبٍ مِنْ أَجِلَّةِ التَّابِعِیْنَ الْمُکْثِرِیْنَ مِنَ الرِّوَایَةِ عَنْ تَرْجُمَانِ الْقُرْآنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، وَالْآخِذِیْنَ الْعِلْمَ عَنْهُ وَالتَّفْسِیْرَ ، وَلَعَلَّهُمَا تَلَقَّیَا مِنْهُ تَفْسِیْرَ آیَةِ الْحَجِّ هٰذِهٖ ؛ فَقَدْ قَالَ عَطَاءٌ: عَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ (ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ) قَالَ اَلتَّفَثُ: حَلْقُ الرَّأْسِ ، وَأَخْذٌ مِّنَ الشَّارِبَیْنِ ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ ، وَحَلْقُ

www.idaraghufran.org

الْعَانَةِ ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ ، وَالْأَخْذُ مِنَ الْعَارِضَيْنِ ، وَرَمْيُ الْجِمَارِ ، وَالْمَوْقِفُ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةَ. أَخْرَجَهُ اِبْنُ جَرِيْرٍ أَيْضًا ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ. وَرَوَاهُ اِبْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ مِنْ طَرِيْقٍ أُخْرٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ: كَانُوْا يُحِبُّوْنَ أَنْ يَّعْفُوا اللِّحْيَةَ ؛ إِلَّا فِيْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، وَكَانَ إِبْرَاهِيْمَ يَأْخُذُ مِنْ عَارِضِ لِحْيَتِهٖ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ أَيْضًا.

وَإِذَا عَرَفْتَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذِهِ الْآثَارِ الْمُخَالَفَةِ لِحَدِيْثِ التَّرْجُمَةِ ؛ فَالْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ مِنَ الشَّيْخِ التَّوِيْجِرِيِّ وَأَمْثَالِهٖ مِنَ الْمُتَشَدِّدِيْنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ، كَيْفَ يَتَجَرْأَوْنَ عَلٰى مُخَالَفَةِ هٰذِهِ الْآثَارِ السَّلَفِيَّةِ ؟ فَيَذْهَبُوْنَ إِلٰى عَدَمِ جَوَازِ تَهْذِيْبِ اللِّحْيَةِ مُطْلَقًا ؛ وَلَوْعِنْدَ التَّحَلُّلِ مِنَ الْإِحْرَامِ ، وَلَا حُجَّةَ لَهُمْ تَذَكُّرٌ سِوَى الْوُقُوْفِ عِنْدَ عُمُوْمِ حَدِيْثٍ..... وَأَعْفُوا اللُّحٰى، كَأَنَّهُمْ عَرَفُوْا شَيْئًا فَاتَ أُولٰئِكَ السَّلَفُ مَعْرِفَتَهُ ، وَبِخَاصَّةٍ أَنَّ فِيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ الرَّاوِيُّ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؛ كَمَا تَقَدَّمَ ، وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ أَنَّ الرَّاوِيَّ أَدْرٰى بِمَرْوِيِّهٖ مِنْ غَيْرِهٖ ، وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ بَابِ الْعِبْرَةِ بِرِوَايَتِهٖ لَا بِرَأْيِهٖ ؛ كَمَا تَوَهَّمَ الْبَعْضُ ، فَإِنَّ هٰذَا فِيْمَا إِذَا كَانَ رَأْيُهٗ مُصَادِمًا لِرِوَايَتِهٖ ، وَلَيْسَ الْأَمْرُ كَذٰلِكَ هُنَا كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى أَهْلِ الْعِلْمِ وَالنُّهٰى ؛ فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ يَعْلَمُوْنَ أَنَّ الْعَمَلَ بِالْعُمُوْمَاتِ الَّتِيْ لَمْ يَجْرِ الْعَمَلُ بِهَا عَلٰى عُمُوْمِهَا هُوَ أَصْلُ كُلِّ بِدْعَةٍ فِي الدِّيْنِ ، وَلَيْسَ هُنَا تَفْصِيْلُ الْقَوْلِ فِيْ ذٰلِكَ ، فَحَسْبُنَا أَنْ نَّذْكُرَ بِقَوْلِ الْعُلَمَاءِ وَفِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمَجَالِ ؛ لَوْ كَانَ خَيْرًا ؛ لَسَبَقُوْنَا إِلَيْهِ. أَضِفْ إِلٰى مَا تَقَدَّمَ أَنَّ مِنْ أُولٰئِكَ السَّلَفِ الْأَوَّلِ الَّذِيْنَ خَالَفَهُمْ أُولٰئِكَ الْمُتَشَدِّدُوْنَ اِبْنُ عَبَّاسٍ تَرْجُمَانُ

www.idaraghufran.org

الْقُرْآنِ الَّذِیْ یَحْتَجُّوْنَ بِتَفْسِیْرِہٖ ؛ إِذَا وَافَقَ هَوَاهُمْ ، بَلْ وَجَعَلُوْهُ فِیْ حُکْمِ الْمَرْفُوْعِ ؛ وَلَوْ لَمْ یَصِحَّ السَّنَدُ بِهٖ إِلَیْهِ (سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة، تحت رقم الحدیث ۶۲۰۳ ج ۱۳ ص ۴۴۰تا۴۴۲،الناشر: دار المعارف، الریاض -المملکة العربیة السعودیة)

ترجمہ: اور امام بخاری نے ایک روایت میں یہ زیادتی روایت فرمائی ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی سے زائد ہوتی، اسے کاٹ دیا کرتے تھے، پس یہ روایت حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح ہے، اور امام احمد سے بھی یہی روایت (ایک مٹھی سے زائد کاٹنے کے جائز ہونے کی) صحیح ہے، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ابنِ ابی شیبہ اور ابنِ سعد نے دوسرے طریقہ سے روایت کی ہے، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اور طریقوں سے بھی مروی ہے، پھر خلال نے اور ان سے پہلے ابنِ ابی شیبہ نے ابوزرعہ ابنِ جریر سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی سے زیادہ ہوتی، اسے کاٹ دیا کرتے تھے، اور اس کی سند صحیح ہے مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں اہلِ سلف کے آثار بہت ہیں، یہاں تک کہ منصور، حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ وتابعین اپنی ڈاڑھی کے کناروں کو کاٹ دیا کرتے تھے اور ڈاڑھی کو مزین بنا کر رکھتے تھے (چھوٹے بڑے بال نہیں ہوتے تھے) اس کو ابنِ ابی شیبہ اور امام بیہقی نے شعبُ الایمان میں حضرت ابراہیم سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابراہیم دراصل یزید نخعی کے بیٹے ہیں، جو کہ جلیلُ القدر فقیہ وتابعی ہیں۔

www.idaraghufran.org

امام ذہبی نے کاشف میں فرمایا کہ تقوے و پرہیز گاری اور نیکی میں یہ عجیب ہستی تھیں، اور یہ شہرت سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتے تھے، اور علم میں سر (یعنی چوٹی کے صاحبِ علم) شمار کئے جاتے تھے، ان کا سن چھیانوے ہجری میں بڑھاپے کی حالت میں انتقال ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ انہوں نے صحابۂ کرام اور بڑے اور عظیم القدر تابعین کو پایا ہے، جیسا کہ اسود بن یزید جو کہ ان کے ماموں ہیں، اور شریح قاضی اور مسروق اور ابوزرعہ کو جو کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کے راوی ہیں، اور حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود کو۔

اور ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کٹانے کے بارے میں صحابہ و تابعین کے آثار بہت زیادہ ہیں۔

بلکہ بعض حضرات نے ڈاڑھی کے فاضل بال کاٹنے کو حاجیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کا حصہ قرار دیا ہے، کہ ''ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ'' کہ پھر حاجیوں کو چاہئے کہ اپنے تفث کو دور کرلیں۔

محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ اس سے مراد شیطان کو کنکری مارنا اور قربانی کرنا اور مونچھیں کاٹنا اور ڈاڑھی کے زائد بال کاٹنا اور ناخن کاٹنا ہے، اس کو ابنِ جریر نے ان سے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

پھر مجاہد سے بھی اس کے مثل روایت کیا ہے اور اس کی سند بھی صحیح ہے، اور حضرت مجاہد اور حضرت محمد بن کعب جلیلُ القدر اور بڑے عظیم تابعین میں سے ہیں، جو ترجمانُ القرآن حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بہت کثرت کے ساتھ روایت کرنے والوں میں سے ہیں، اور حضرت ابنِ عباس سے علم و تفسیر کو لینے والے ہیں، اور غالباً انہوں نے مذکورہ آیتِ حج کی اس تفسیر کو حضرت ابنِ عباس

www.idaraghufran.org

رضی اللہ عنہ سے اخذ کیا ہے، اور حضرت عطاء نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول ''ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ '' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ تفث سے مراد سر منڈانا، مونچھیں کٹانا، اور بغل کے بال اکھاڑنا اور زیرِ ناف بال مونڈنا اور ناخن کاٹنا، اور رخساروں کے بال کاٹنا (یعنی خط بنوانا) اور شیطان کو کنکریاں مارنا اور وقوفِ عرفہ اور وقوفِ مزدلفہ ہے، اس کو بھی ابنِ جریر نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند صحیح ہے۔

اور ابنِ ابی شیبہ نے ایک اور سند سے حضرت عطاء ابن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ وتابعین ڈاڑھی بڑھاتے رہنے کو پسند فرماتے تھے، سوائے حج یا عمرہ کے (کہ حج یا عمرہ کے موقع پر ایک مٹھی سے زیادہ کاٹ دیا کرتے تھے) اور حضرت ابراہیم اپنی ڈاڑھی کے کنارہ کے بال کاٹ دیا کرتے تھے، اور اس کی سند بھی صحیح ہے۔

اور جب گزشتہ آثار کو آپ نے حدیثِ ترجمہ کے مخالف پہچان لیا، تو انتہائی تعجب ہے، شیخ تویجری اور ان کے مثل دوسرے بے جا اور ناحق تشدد کرنے والے حضرات پر (کہ جو کہتے ہیں کہ ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹنا کسی طرح بھی جائز نہیں) یہ حضرات کتنی بے باکی سے ان سلفی حضرات کے آثار کی مخالفت کرتے ہیں، اور یہ لوگ ڈاڑھی کو سنوارنے (اور خط بنوانے) کو کسی حال میں جائز قرار نہیں دیتے، اگرچہ احرام سے حلال ہوتے وقت ہی کیوں نہ ہو، اور ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، سوائے اس کے کہ ان کا علم ڈاڑھی بڑھانے کے حکم والی حدیث تک محدود ہے، گویا کہ انہوں نے ایک چیز کا تو علم حاصل کرلیا، لیکن ان اسلاف کی معرفت وعلم سے یہ محروم رہے، اور بطورِ خاص ان میں حضرت عبداللہ بن عمر سے بھی جو کہ اس روایت کے ہی راوی ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا،

www.idaraghufran.org

اور یہ متشدد ین لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ راوی اپنی روایت کردہ حدیث کے معنیٰ ومطلب کو دوسرے سے زیادہ بہتر سمجھتا ہے، اور یہ مسئلہ ان چیزوں میں سے نہیں ہے کہ جن میں اعتبار روایت کا ہی کیا جاتا ہو اور راوی کی رائے کا اعتبار نہ کیا جاتا ہو، جیسا کہ بعض کو وہم ہوا ہے، کیونکہ یہ تو اس وقت ہوتا جبکہ راوی کی رائے اس کی روایت کے خلاف ہوتی، کیونکہ ان متشدد ین کو یہ بات معلوم ہے کہ ان روایتوں کے عموم پر عمل کرنا کہ جن کے عموم پر عمل جاری نہیں ہوا، یہ دین میں ہر بدعت کی بنیاد ہے، اور اس میں کسی اور قول کی تفصیل نہیں ہے (سوائے اس کے کہ ایک مٹھی سے زائد کے کاٹنے کو جائز قرار دیا جائے) پس ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ ہم اس مسئلہ میں اہلِ علم حضرات کا ذکر کریں، اور اگر ایک مٹھی سے زیادہ میں خیر ہوتی تو یہ حضرات اس پر ہم سے پہلے عمل کرتے۔

گزشتہ بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ حضرات جو اولِ سلف ہیں، جن کی ان متشدد ین نے مخالفت کی ہے، وہ حضرت ابنِ عباس ہیں جو کہ ترجمانُ القرآن ہیں، جن کی تفسیر سے یہ لوگ خود بھی دلیل پکڑتے ہیں، جب تفسیر ان کی خواہشات کے مطابق ہو، بلکہ اس تفسیر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا درجہ دیتے ہیں، اگر چہ سند صحیح بھی کیوں نہ ہو (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ)

اور ایک مقام پر جناب ناصر الدین البانی صاحب صحابہ وتابعین کے آثار ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

قُلْتُ: وَ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ الصَّحِيْحَةِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ قَصَّ اللِّحْيَةِ ، أَوِ الْأَخْذَ مِنْهَا كَانَ أَمْرًا مَعْرُوْفًا عِنْدَ السَّلَفِ ، خِلَافًا لِظَنِّ بَعْضِ إِخْوَانِنَا مِنْ أَهْلِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْنَ يَتَشَدَّدُوْنَ فِي الْأَخْذِ مِنْهَا ، مُتَمَسِّكِيْنَ بِعُمُوْمِ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَ أَعْفُوا اللُّحٰى، غَيْرُ

www.idaraghufran.org

مُنْتَبِهِيْنَ لِمَا فَهِمُوْهُ مِنَ الْعُمُوْمِ أَنَّهُ غَيْرَ مُرَادٍ لِعَدَمِ جَرْيَانِ عَمَلِ السَّلَفِ عَلَيْهِ وَ فِيْهِمْ مَنْ رَوَى الْعُمُوْمَ الْمَذْكُوْرَ ، وَ هُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، وَ حَدِيْثُهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ ،وَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ، وَ حَدِيْثُهُ عَنْ مُسْلِمٍ ، وَ هُمَا مُخَرَّجَانِ فِيْ جَلْبَابِ الْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةَ (طبعة المكتبة الإسلامية) وَ ابْنُ عَبَّاسٍ ، وَ حَدِيْثُهُ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ. وَ مِمَّا لَا شَكَّ أَنَّ رَاوِيَ الْحَدِيْثِ أَعْرَفُ بِالْمُرَادِ مِنْهُ مِنَ الَّذِيْنَ لَمْ يَسْمَعُوْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَ أَحْرَصُ عَلٰى اِتِّبَاعِهٖ مِنْهُمْ . وَ هٰذَا عَلٰى فَرْضِ أَنَّ الْمُرَادَ بِـ (الْإِعْفَاءِ)التَّوْفِيْرُ وَ التَّكْثِيْرُ كَمَا هُوَ مَشْهُوْرٌ ، لٰكِنْ قَالَ الْبَاجِيُّ فِيْ شَرْحِ الْمُوَطَّأِ ،نَقْلًا عَنِ الْقَاضِي أَبِي الْوَلِيْدِ : وَ يَحْتَمِلُ عِنْدِيْ أَنَّ يُّرِيْدَ أَنْ تُعْفَى اللُّحٰى مِنَ الْإِخْفَاءِ، لِأَنَّ كَثْرَتَهَا أَيْضًا لَيْسَ بِمَأْمُوْرٍ بِتَرْكِهٖ ، وَ قَدْ رَوَى اِبْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ:لَا بَأْسَ أَنْ يُّؤْخَذَ مَا تَطَايَرَ مِنَ اللِّحْيَةِ وَ شَذَّ، قِيْلَ لِمَالِكٍ:فَإِذَا طَالَتْ جِدًّا ؟ قَالَ:أُرٰى أَنْ يُّؤْخَذَ مِنْهَا وَ تُقَصُّ. وَ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا كَانَا يَأْخُذَانِ مِنَ اللِّحْيَةِ مَا فَضُلَ عَنِ الْقُبْضَةِ. قُلْتُ:أَخْرَجَهُ عَنْهُمَا الْخَلَّالُ فِيْ التَّرَجُّلِ بِإِسْنَادَيْنِ صَحِيْحَيْنِ ،وَ رَوَى عَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْأَخْذِ مِنَ اللِّحْيَةِ؟ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَأْخُذُ مِنْهَا مَا زَادَ عَلَى الْقُبْضَةِ ، وَ كَأَنَّهُ ذَهَبَ إِلَيْهِ، قَالَ حَرْبٌ:قُلْتُ لَهُ:مَا الْإِعْفَاءُ ؟ قَالَ:يُرْوىٰ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: كَانَ هٰذَا عِنْدَهُ اَلْإِعْفَاءُ.

قُلْتُ :وَ مِنَ الْمَعْلُوْمِ أَنَّ الرَّاوِيَّ أَدْرىٰ بِمَرْوِيِّهٖ مِنْ غَيْرِهٖ ، وَ لَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ حَرِيْصًا عَلَى السُّنَّةِ كَابْنِ عُمَرَ ، وَ هُوَ يَرٰى نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ

www.idaraghufran.org

عَلَيْهِ وَسَلَّم، اَلْآمِرَ بِالْإِعْفَاءِ لَيْلًا نَهَارًا، فَتَأَمَّلْ .

ثُمَّ رَوَى الْخَلَّالُ مِنْ طَرِيْقِ إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ عَنِ الرَّجُلِ يَأْخُذُ مِنْ عَارِضَيْهِ ؟ قَالَ: يَأْخُذُ مِنَ اللِّحْيَةِ مَا فَضُلَ عَنِ الْقُبْضَةِ، قُلْتُ: حَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اُحْفُوا الشَّوَارِبَ ، وَ أَعْفُوا اللُّحٰى؟ قَالَ: يَأْخُذُ مِنْ طُوْلِهَا وَ مِنْ تَحْتِ حَلْقِهٖ. وَ رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَأْخُذُ مِنْ طُوْلِهَا وَ مِنْ تَحْتِ حَلْقِهٖ. قُلْتُ: لَقَدْ تَوَسَّعْتُ قَلِيْلًا بِذِكْرِ هٰذِهِ النُّصُوْصِ عَنْ بَعْضِ السَّلْفِ وَ الْأَئِمَّةِ، لِعِزَّتِهَا، وَ لِظَنِّ الْكَثِيْرِ مِنَ النَّاسِ أَنَّهَا مُخَالَفَةٌ لِعُمُوْمِ: وَ أَعْفُوا اللُّحٰى، وَ لَمْ يَتَنَبَّهُوْا لِقَاعِدَةٍ، أَنَّ الْفَرْدَ مِنْ أَفْرَادِ الْعُمُوْمِ إِذَا لَمْ يَجْرِ الْعَمَلُ بِهٖ، دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهٗ غَيْرُ مُرَادٍ مِّنْهُ ،وَ مَا أَكْثَرُ الْبِدَعِ الَّتِيْ يُسَمِّيْهَا الْإِمَامُ الشَّاطِبِيُّ بِـ (الْبِدَعِ الْإِضَافِيَّةِ) إِلَّا مِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ ، وَ مَعَ ذٰلِكَ فَهِيَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَرْدُوْدَةٌ ، لِأَنَّها لَمْ تَكُنْ مِنْ عَمَلِ السَّلْفِ ،وَ هُمْ أَتْقٰى وَ أَعْلَمُ مِنَ الْخَلْفِ ، فَيُرْجَى الْإِنْتِبَاهُ لِهٰذَا فَإِنَّ الْأَمْرَ دَقِيْقٌ وَّ مُهِمٌّ (سلسلة الاحاديث الضعيفة) [1]

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ ان صحیح آثار میں اس بات کی دلالت موجود ہے کہ فاضل ڈاڑھی یا اس کے فاضل بال کاٹنے کا مسئلہ سلف کے نزدیک معروف ومشہور چیز تھی، مگر ہمارے بعض اہلِ حدیث بھائی اس سے اختلاف کا گمان رکھتے ہیں، جو کہ ڈاڑھی کو کاٹنے کے مسئلہ میں بے جا تشدد رکھتے ہیں، اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے عموم سے کہ ''ڈاڑھی بڑھاؤ'' دلیل پکڑتے ہیں، لیکن انہیں اس چیز کی خبر نہیں کہ جو انہوں نے اس حدیث سے عموم سمجھا ہے، وہ درحقیقت

[1] تحت رقم الحديث رقم ۲۳۵۵، ج۵ص۳۷۸ تا ۳۸۰، الناشر: دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية.

www.idaraghufran.org

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) مراد نہیں ہے، کیونکہ سلف کا عمل اس پر جاری نہیں رہا۔

اور ان سلف میں وہ حضرات بھی ہیں جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ عمومی ارشاد کو روایت کرتے ہیں، اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی حدیث صحیحین میں ہے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کی حدیث مسلم میں ہے، اور ان دونوں کی تخریج ''جلباب المرأۃ المسلمۃ'' نامی کتاب پر کر دی گئی ہے (جو مکتبہ اسلامیہ سے شائع ہوئی ہے) اور حضرت ابنِ عباس ہیں، اور ان کی حدیث مجمع الزوائد میں ہے۔ [1]

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حدیث کا راوی حدیث کی مراد کو ان لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ جانتا ہے، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نہیں سنی، اور وہ دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں حدیث کی اتباع کا زیادہ حریص بھی ہوتا ہے۔

اور یہ تمام بحث اس صورت میں ہے جبکہ حدیث میں مذکور لفظِ ''اعفاء'' سے بڑھانا اور زیادہ کرنا مراد لیا جائے، جیسا کہ مشہور ہے۔

لیکن علامہ باجی نے مؤطا کی شرح میں قاضی ابوالولید سے نقل کرتے ہوئے فرمایا؛ کہ میرے نزدیک اس بات کا احتمال ہے کہ ڈاڑھی کو معاف رکھا جائے اس کی بے احترامی سے، اس لئے کہ ڈاڑھی کی کثرت بھی اس کو چھوڑ دینے کی مامور نہیں۔

اور ابن قاسم نے حضرت امام مالک سے روایت کیا ہے کہ اس بات میں کوئی حرج

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ان تینوں جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ڈاڑھی بڑھانے کی احادیث مروی ہیں، اور ان تینوں حضرات سے ڈاڑھی کے اضافی (ایک مٹھی کے بعد) بال کا ٹنا ثابت ہے۔
ان حضرات کی روایات پہلے ذکر کی جا چکی ہیں، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ''تفث'' کے بارے میں تفسیر بھی گزر چکی ہے۔

www.idaraghufran.org

نہیں کہ جو بال ڈاڑھی (کی حدود) سے الگ ہو جائیں ان کو کاٹ دیا جائے۔

امام مالک رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جب ڈاڑھی زیادہ لمبی ہو جائے تو کیا کیا جائے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میری رائے میں لمبے بالوں اور ڈاڑھی کو کاٹ دیا جائے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کے بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ ان دونوں حضرات کی ان روایتوں کو خلال نے ''ترجل'' کے کے باب میں صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور امام احمد سے روایت ہے کہ ان سے ڈاڑھی کے بال کاٹنے کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ ایک مٹھی سے زیادہ بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے، گویا کہ امام احمد کا مذہب یہی ہے۔

حرب فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے عرض کیا کہ اعفاء کیا ہوتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے مروی ہے، پھر فرمایا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک مٹھی کی مقدر اعفاء ہی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات معلوم ہے کہ راوی اپنی روایت کو دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ جانتا ہے، خصوصاً جبکہ وہ سنت کا حریص بھی ہو، جیسا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ۔

دراں حالیکہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رات دن ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیتے ہوئے دیکھتے تھے، لہٰذا اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر حضرت خلال نے اسحاق کی سند سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت امام احمد سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو اپنے رخساروں

www.idaraghufran.org

سے فاضل بال کاٹتا ہے، تو امام احمد نے فرمایا کہ اپنی ڈاڑھی کے ایک مٹھی سے زیادہ بالوں کو کاٹنا جائز ہے، میں نے کہا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث تو یہ ہے کہ مونچھیں کٹاؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ، تو امام احمد نے فرمایا کہ ڈاڑھی کی لمبائی میں سے اور حلق کے نیچے سے بال کاٹ سکتا ہے، اور حضرت اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ یعنی حضرت امام احمد کو دیکھا کہ وہ لمبائی کی طرف سے اور اپنے حلق کے نیچے سے فاضل بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ میں نے بعض سلف اور ائمہ کی ان وضاحتوں کے ذکر کو تھوڑی وسعت کے ساتھ ڈاڑھی کی اہمیت وعظمت کے پیشِ نظر اور اس وجہ سے بیان کیا ہے کہ لوگوں میں سے بہت سے ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''ڈاڑھی بڑھاؤ'' کے عمومی حکم کے مخالف خیال کرتے ہیں۔

اور اس قاعدہ کو نہیں سوچتے کہ عموم کے افراد میں سے جب کسی فرد پر عمل جاری نہ ہو تو وہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ اس کا عموم مراد نہیں ہے، اور اکثر بدعتیں جن کا نام امام شاطبی نے بدعاتِ اضافیہ رکھا ہے، اسی طرح کی ہیں، اور اس کے باوجود اہلِ علم کے نزدیک یہ مردود ہیں، اس لئے کہ یہ سلف کے عمل میں نہیں تھیں، جبکہ سلف بعد کے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ متقی اور زیادہ علم والے تھے، اس لئے اس پر انتباہ ضروری ہے کیونکہ مسئلہ باریک اور اہم ہے (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ)

اس بحث کا خلاصہ

محدثین وفقہائے کرام اور جناب ناصر الدین البانی صاحب کی گزشتہ عبارات سے معلوم ہوا کہ جمہورِ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم کرنا حرام اور گناہ ہے، اور ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا بلاشبہ جائز ہے، بلکہ بہت سے حضرات کے نزدیک

www.idaraghufran.org

مستحب ومسنون ہے۔

اسی طرح ڈاڑھی کی حدود سے خارج (یعنی اوپر ناک کے قریب اور آنکھوں اور حلق کے نیچے کے) بالوں کو کاٹنا بھی جائز ہے، کیونکہ وہ شریعت کی نظر میں مطلوب ڈاڑھی میں داخل نہیں۔ لہٰذا جو حضرات ڈاڑھی مونڈنے یا ایک مٹھی سے کم کرنے کو جائز سمجھتے ہیں، یا جو حضرات ایک مٹھی کے بعد بھی ڈاڑھی کاٹنے بلکہ رخسار کے کسی بھی حصہ سے بال کاٹنے کو ناجائز بلکہ حرام قرار دیتے ہیں، یہ سب سنت اور صحابۂ کرام، نیز جمہور فقہائے کرام کے اجماع اور راہِ اعتدال سے ہٹے ہوئے اور افراط وتفریط کا شکار ہیں، اور ان دونوں میں سے کسی بھی فریق کا طرزِ عمل حق نہیں، بلکہ ضلالت وگمراہی ہے، اور حق اور راہِ اعتدال ان دونوں افراط وتفریط کے درمیان ہے، جس کا ہم نے تفصیلی تذکرہ کردیا ہے۔ [1]

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

---

[1] فارتفع الخلاف السابق بهذاالاجماع ، ولايجوز لمن بعدهم خرقه كما تقدم.
واما من لايعتد بالاجماع، ويجوز اجتماع الامة على الضلالة، اولايعرف حقيقة الاجماع ويستحيل وقوعه، فعداده فى اهل الظاهر اجدر واحرى من ادخاله فى اهل المعانى واصحاب التحقيق من العلماء ، فافهم والله يتولىٰ هداك (اعلاء السنن ج۱۰ ص۴۱۸تا ۴۱۹)
صرح جمهور الفقهاء بالتحريم، ونص البعض على الكراهة ، وهى حكم قد يطلق على المحظور لان المتقدمين يعبرون بالكراهة عن التحريم كما نقل ابن عبدالبر ذلک فى "جامع بيان العلم وفضله" عن الامام مالک وغيره.
اما ان اريد به كراهة التنزيه فيكون هذا قولا ضعيفا كما يدل عليه تصريح جمهور الفقهاء بالتحريم، والمعتبر من الاقوال فى حكاية الخلاف واقوال المذاهب هو القول الصحيح الراجح فى المذهب ، اما القول الضعيف فلا يعتبر فى الخلاف، ولايصح ان يحكى الا مقرونا ببيان ضعفه، ولهذا لما تعرض العلماء الذين كتبوا الفقه على المذاهب الاربعة لمسألة حلق اللحية، لم يحكوا عن المذاهب الا تحريمه، ولم يلتفتوا الى ماسواه لعدم صحة نسبته الى المذاهب (ادلة تحريم حلق اللحية، لمحمد بن احمد بن اسماعيل ،صفحة ۸۸، فصل اقوال العلماء المذاهب الاربعة رحمهم الله فى حكم حلق اللحية)
س

www.idaraghufran.org

فطری چیز کے لیے فطری پیمانہ

پیچھے تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے کہ ڈاڑھی بڑھانا فطری عمل ہے، اور اس کا ہر ایک مرد مکلّف ہے، اس کے بعد عرض ہے کہ ڈاڑھی کی مقدار شریعت کی طرف سے جو ایک مٹھی مقرر کی گئی ہے، اس میں ایک اہم حکمت یہ ہے کہ مٹھی کا پیمانہ بھی ڈاڑھی کی طرح فطری چیز ہے۔

کیونکہ یہ بھی ہر انسان کے ساتھ فطری طور پر ہوتا ہے، جس وقت اور جہاں بھی چاہیں، اس پیمانہ سے ڈاڑھی کی شرعی اور مطلوبہ مقدار کو ناپا جاسکتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کے تمام اعضاء کی بناوٹ اور معیار کو اس کے قد وقامت کے مناسب بنایا ہے، اسی لئے ہر انسان کی مٹھی کا پیمانہ بھی اس کی ڈاڑھی کے لیے اس کے قد وقامت کے مناسب ہوتا ہے۔

اور ایک مٹھی ہر شخص کی چار انگل کے برابر ہوتی ہے۔ [1]

اور اس طرح تمام فطری امور ایک دوسرے کے مناسب ہو کر ڈاڑھی کی زینت کامل ہو جاتی ہے۔

---

[1] أن القبضة أربع أصابع(ردالمحتار، ج ۱ ص ۱۹۷، كتاب الطهارة، باب المياه)

القبضة في اللغة :ما أخذت بجمع كفك كله، فإذا كان بأصابعك فهي القبصة، بالصاد المهملة والقبضة أربع أصابع.

وفي اصطلاح الفقهاء :القبضة أربع أصابع من أصابع يد الإنسان المعتدلة، وهي من أجزاء الذراع، ومن أضعاف الإصبع، قال ابن عابدين نقلا عن نوح أفندى :والمراد بالقبضة أربع أصابع مضمومة، قال ابن عابدين :وهو -أى الذراع -قريب من ذراع اليد لأنه ست قبضات وشيء، وذلك شبران (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۸ص ۳۲۱، القبضة،مادة" مقادير")

والقبضة أربع أصابع(المغرب،ص۷۸، باب الجيم مع الراء)

والقبضة أربع أصابع(المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، ج ۱ ص ۹۴، باب الجيم مع الراء)

فإذا ضم أصابعه وجعل إبهامه على السبابة وأدخل رؤوس الأصابع في جوف الكف كما يعقد حسابه على ثلاثة وأربعين، فهي القبضة فإذا ضم أطراف الأصابع فهي القبصة(فقه اللغة،ص ۱۳۴، الباب التاسع عشر)

www.idaraghufran.org

کیونکہ اس کا بارہا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ہر شخص کے قد وقامت کے اعتبار سے ہی اس کی مٹھی یا چار انگشت کے برابر ڈاڑھی کی مقدار اس کے چہرہ پر زیب وزینت اور خوبصورتی کا باعث شمار ہوتی ہے، اور کسی دوسرے کی مٹھی کے اعتبار سے اس کے اعتدال اور جمال میں خلل آجاتا ہے، جس کا ہر شخص خود بھی مشاہدہ وتجربہ کرسکتا ہے، اور ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو بغیر کسی دوسرے انسان کی مدد کے ہر وقت بلکہ تنہائی میں کاٹنا بھی ممکن وسہل ہے، اور وہ اس طرح کہ ڈاڑھی کے بال ہر طرف سے ایک ہاتھ کی مٹھی سے پکڑے جائیں، اور فاضل بالوں کو دوسرے ہاتھ سے کاٹ دیا جائے۔

اس طرح سے ڈاڑھی بڑھانے اور لٹکانے کے حکم پر بھی عمل ہوجائے گا، اور فطری چیز کے لئے فطری پیمانے کے ذریعہ سے اعتدال کا بھی لحاظ ہوجائے گا۔ [1]

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ڈاڑھی کی شرعی حیثیت، از حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ، صفحہ نمبر ۶۰۔

Idara Ghufran

ڈاڑھی اور اس کی مقدار اطباء وحکماء کی نظر میں

اب تک ڈاڑھی کے شرعی پہلو کے اعتبار سے بحث کی گئی ہے، اور اگر طبی پہلو سے غور کیا جائے، تو طبی اعتبار سے بھی ڈاڑھی کی افادیت اور اس کے منڈانے کا ضرر اور نقصان طے شدہ ہے۔

چنانچہ قدیم طب میں تو یہ بات پہلے ہی طے شدہ تھی کہ ڈاڑھی مرد کے لیے زینت اور گردن وسینہ کے لیے بڑی محافظ ہے، مگر بعد کے تحقیق دانوں کی تحقیق سے بھی معلوم ہوا کہ ڈاڑھی صحت کے لیے انتہائی مفید چیز ہے، اور اس کو منڈانے سے صحت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔

چنانچہ ماہرین کی رائے ہے کہ:

ڈاڑھی کے موجود ہونے سے مضر جراثیم حلق اور سینے میں پہنچنے سے رُکے رہتے ہیں۔

اور اس کے برعکس متعدد ماہرین کی رائے کے مطابق ڈاڑھی منڈانے سے مردانہ قوت میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

اور اسی وجہ سے ان کا کہنا ہے کہ اگر سات نسلوں تک ڈاڑھی منڈانے کی عادت قائم رہے تو آٹھویں نسل بغیر ڈاڑھی کے پیدا ہوگی۔ [1]

---

[1] ڈاڑھی اور انثیین (یعنی خصیتین؛ جن میں مردانگی قوت جمع ہوتی ہے) میں اندرونی طور پر ایک مخصوص تعلق بھی ہے، مثلاً اگر کسی شخص کے پیدائشی خصیے نہ ہوں تو اس کی ڈاڑھی نہیں نکلتی، گویا کہ خصیوں کا طبعی انداز پر ہونا ڈاڑھی کے سبب پیدائش کے قائم مقام ہے۔

نیز اس کی شہادت اس سے حاصل ہوجاتی ہے کہ ''اگر سنِ بلوغ سے بیشتر خصیے نکال دیئے جائیں تو کیہ جات منی اور غدہ مذی میں ذبول پیدا ہوجاتا ہے، لیکن عضوِ تناسل میں کوئی خاص کمی واقع نہیں ہوتی، چہرہ پر بال اور آواز میں بھاری پن جیسی ثانوی صنفی خصوصیات نمایاں نہیں ہوتیں (منافع الاعضاء، جلد دوم، صفحہ ۷۸۹، مرتب: حکیم خواجہ رضوان احمد)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ڈاڑھی کی قدر و قیمت، صفحہ ۵۲ تا صفحہ ۵۷؛ مصنفہ: مولانا عاشق الٰہی میرٹھی صاحب۔

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی مونڈنے سے دماغ پر برا اثر پڑتا ہے، اور دماغ کمزور ہوجاتا ہے، اور دیگر کئی دماغی بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

ڈاڑھی منڈانے سے پھیپھڑوں کی متعدد بیماریاں (مثلاً نمونیہ، سِل وغیرہ) پیدا ہوتی ہیں۔

ڈاڑھی کو بار بار مونڈنے سے آنکھوں کی رگوں پر بُرا اثر پڑتا ہے، اور نظر کمزور ہوجاتی ہے (جس کی آج کل اکثر لوگوں کو شکایت ہے)

اور اگر ڈاڑھی کو ایک مٹھی ہونے کے بعد بھی نہ کاٹا جائے، اور اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے، تو ڈاڑھی کے بالوں کا اوپر والا حصہ پتلا ہوتا چلا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں سر میں اثر پیدا ہوتا ہے، اور اس کی وجہ سے عقل اور دماغ میں فتور اور کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ [1]

حکماء وعقلاء نے بھی ڈاڑھی کے متعلق شریعت کی معتدل تعلیم کو عقل ونظر میں انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے۔

حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''اخبار الحمقٰی والمغفلین'' میں غیر معتدل، طویل ڈاڑھی کو جو شرعی مقدار سے زائد ہو؛ حماقت کی علامات میں شمار فرمایا ہے، اور اس سلسلہ میں حکماء واہلِ بصیرت کے اقوال اور احوال پیش فرمائے ہیں۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

وَمِنَ الْعَلَامَاتِ الَّتِیْ لَا تُخْطِیءُ طُوْلُ اللِّحْیَةِ فَاِنَّ صَاحِبَهَا لَا یَخْلُوْ مِنَ الْحُمْقِ وَقَدْ رُوِیَ اَنَّهٗ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاةِ اَنَّ اللِّحْیَةَ مَخْرَجُهَا مِنَ

---

[1] چنانچہ ڈاڑھی کے بالوں کے سروں کے باریک ہونے سے جانبِ رأس میں تنگی پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے، اور فضلائے دخانی کے خروج میں تعویق بڑھ جاتی ہے۔

ملاحظہ ہو: ماھنامہ دارالعلوم دیوبند ماہ مئی وجون ۱۹۸۹، مضمون: ڈاڑھی طبی نقطۂ نظر سے، از: مولوی حکیم شمیم احمد لکھیم پوری، شعبۂ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند.

www.idaraghufran.org

الـدِّمَـاغِ فَمَنْ أَفْرَطَ عَلَيْهِ طُوْلَهَا قَلَّ دِمَاغُهُ وَمَنْ قَلَّ دِمَاغُهُ قَلَّ عَقْلُهُ وَمَنْ قَلَّ عَقْلُهُ كَانَ أَحْمَقَ .

قَـالَ بَـعْـضُ الْـحُكَمَاءِ اَلْحُمْقُ سَمَادُ اللِّحْيَةِ فَمَنْ طَالَتْ لِحْيَتُهُ كَثُرَ حُمْقُهُ (أخبار الحمقى والمغفلين لابن الجوزى ،ص ۱۳۱،الباب الخامس فى ذكر صفات الاحمق)

ترجمہ: اور حماقت کی ان علامات میں سے جو کبھی غلط ثابت نہیں ہوسکتیں، ایک علامت ڈاڑھی کا غیر ضروری لمبا ہونا ہے، اس لئے کہ غیر ضروری لمبی ڈاڑھی والا حماقت و بے وقوفی سے محفوظ نہیں ہوتا۔

اور مروی ہے کہ توراۃ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ڈاڑھی کا مخرج دماغ ہے، تو جو شخص اس کی لمبائی میں افراط وغلو کرے گا، تو اس کا دماغ کم ہو جائے گا، اور جس کا دماغ کم ہوگا، اس کی عقل کم ہو جائے گی، اور جس کی عقل کم ہوگی تو وہ احمق ہوگا۔

بعض حکماء کا قول ہے کہ ڈاڑھی کا لمبا ہونا حماقت ہے، پس جس کی ڈاڑھی جتنی لمبی ہوگی اس کی حماقت اتنی ہی زیادہ ہوگی (اخبار الحمقیٰ والمغفلین)

نیز فرماتے ہیں کہ:

وَقَـالَ أَصْحَابُ الْفِرَاسَةِ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ طَوِيْلَ الْقَامَةِ وَاللِّحْيَةِ فَاحْكُمْ عَـلَيْـهِ بِـالْـحُـمْـقِ وَإِذَا اِنْضَافَ اِلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَّكُوْنَ رَأْسُهُ صَغِيْرًا فَـلَا تَشُكَّ فِيْهِ.

وَقَـالَ بَـعْـضُ الْحُكَمَاءِ مَوْضِعُ الْعَقْلِ الدِّمَاغُ وَطَرِيْقُ الرُّوْحِ الْأَنْفُ وَمَوْضِعُ الرَّعُوْنَةِ طَوِيْلُ اللِّحْيَةِ.

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ اَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِإِبْنِ اِدْرِيْسَ أَرَأَيْتَ سَلَامَ بْنَ أَبِىْ حَفْصَةَ قَالَ نَعَمْ رَأَيْتُهُ طَوِيْلَ اللِّحْيَةِ وَكَانَ أَحْمَقَ.

www.idaraghufran.org

وَعَنْ اِبْنِ سِیْرِیْنَ اَنَّهٗ قَالَ إِذَا رَأَیْتَ الرَّجُلَ طَوِیْلَ اللِّحْیَةِ لم فَاعْلَمْ ذٰلِکَ فِیْ عَقْلِهٖ .

قَالَ زِیَادُ ابْنُ رَبِیَّةَ مَا زَادَتْ لِحْیَةُ رَجُلٍ عَلٰی قُبْضَتِهٖ إِلَّا کَانَ مَا زَادَ فِیْهَا نُقْصاً مِّنْ عَقْلِهٖ (أخبار الحمقی والمغفلین لابن الجوزی ،ص ۳۲،الباب الخامس فی ذکر صفات الاحمق)

ترجمہ: اور اصحابِ فراست کا قول ہے کہ جب آدمی کا قد لمبا ہو، اور اس کی ڈاڑھی بھی لمبی ہو تو اس پر احمق (وبے وقوف) ہونے کا حکم لگادو، اور اگر اس کے ساتھ اس کا سر بھی چھوٹا ہو، تو اس کی حماقت میں کوئی شبہ نہیں۔

اور بعض حکماء کا قول ہے کہ عقل کی جگہ دماغ ہے، اور روح کا راستہ ناک ہے، اور بے وقوفی کی جگہ لمبی ڈاڑھی ہے۔

اور سعد بن منصور سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابنِ ادریس کو کہا کہ کیا تم نے سلام بن ابی حفصہ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جی ہاں! میں نے اس کو لمبی ڈاڑھی والا دیکھا تھا، اور وہ احمق تھا۔

اور حضرت ابنِ سیرین سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تم کسی لمبی ڈاڑھی والے کو دیکھو تو آپ یہ بات جان لو کہ اس کی عقل میں کچھ کمی ہے۔

اور زیاد بن ربیہ نے فرمایا کہ جس آدمی کی بھی ڈاڑھی ایک مٹھی سے زیادہ ہو جائے وہ جتنی بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے، اتنا ہی اس کی عقل کو کم کرتی جاتی ہے (اخبار الحمقیٰ و المغفلین)

اس بحث کا خلاصہ

مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ شریعت نے ڈاڑھی رکھنے کا جو حکم دیا ہے، اور اس میں کم از

www.idaraghufran.org

کم ایک مٹھی کی مقدار کو مقرر کر دیا ہے، اور اس سے زیادہ مقدار کو ضروری بلکہ سنت قرار نہیں دیا۔

یہ شریعت کا معتدل حکم ہر قسم کی افراط تفریط سے پاک اور طب وحکمت کے اُصولوں کے بھی عین مطابق ہے۔

اور جس طرح ڈاڑھی منڈانا طب وحکمت کے اعتبار سے نقصان دہ اور مضر ہے، اسی طرح اسے ایک مٹھی کے بعد لمبا چھوڑے رکھنا بھی عقلی وطبی اصولوں کے خلاف ہے۔

اور اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اعتدال ہر چیز میں مفید اور نفع بخش ہوتا ہے، اور افراط وتفریط مضر ونقصان دہ ہوتی ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ یہی اصول ڈاڑھی کے بارے میں بھی کارفرما ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

Idara Ghufran

ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے میں پائے جانے والے گناہ

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ شرعاً ڈاڑھی کی مقدار ایک مٹھی متعین ہے جو کہ طب وحکمت کے اصولوں کے بھی مطابق ہے۔

تو اب ہم اختصار کے طور پر ڈاڑھی منڈانے اور کٹا کر چھوٹی (یعنی ایک مٹھی سے کم) کرانے میں پائے جانے والے گناہوں کا ذکر کرتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ اس عمل میں کئی گناہ پائے جاتے ہیں، جن کا ذیل میں اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱).....نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فطرت کی مخالفت

سب سے پہلا گناہ تو یہ ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے متفقہ ومشترکہ طریقہ کی مخالفت پائی جاتی ہے، کیونکہ ڈاڑھی بڑھانا فطرت اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ ہے، جس کی اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے، جس کی پیروی واجب ہے، اور اس سے متعلق احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ [۱]

(۲).....اس گناہ کا علانیہ ہونا

دوسرا گناہ یہ ہے کہ یہ گناہ علانیہ اور کھلے عام ہوتا ہے، جو لوگوں کی نظروں سے مخفی

---

[۱] والأمر بهذا يفيد وجوب المأمور به ، بحيث يثاب فاعله ، ويعاقب تاركه ، و ليست هناك قرينة تصرفه إلى الندب ، ومنه يعلم أن حلق اللحية مخالفة صريحة لأمر رسول اللّٰه -صلى الله عليه وسلم (ففروا إلى الله :لأبى ذر القلمونى،ص۳۲۷، الباب الثالث عشر :الدين النصيحة،القرآن واللحية، الناشر:مكتبة الصفا، القاهرة)

www.idaraghufran.org

نہیں رہتا، اور گناہ کو ظاہر کرنا بھی مستقل گناہ ہے۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَيَقُوْلَ: يَا فُلَانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ (بخاری) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میری سب امت کی معافی کردی جائے گی، مگر کھلم کھلا گناہ کرنے والوں کی نہیں، اور کھلم کھلا گناہ میں یہ بھی داخل ہے کہ آدمی رات میں کوئی (گناہ کا) عمل کرے، پھر صبح کرے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے عیب پر پردہ ڈالا ہوا ہے، پھر وہ یہ کہے کہ اے فلانے! میں نے رات اس طرح اور اس طرح (گناہ کا) عمل کیا ہے، اور کوئی شخص اس حال میں رات گزارے جس پر اس کے رب نے پردہ ڈالا ہوا ہے، اور وہ صبح کر کے اللہ کے

---

[1] وقال -صلى الله عليه وسلم " : -كل أمتي معافى إلا المجاهرين، وإن من المجاهرة أن يعمل الرجل بالليل عملاً، ثم يصبح وقد ستره الله عليه فيقول :يا فلان ، عملت البارحة كذا وكذا ، وقد بات يستره ربه ، ويصبح يكشف ستر الله عنه "صحيح الجامع .ومن المجاهرة حلق اللحية والخروج بدونها والإستخفاف بأوامر الله بدون خجل من معصيته أمام الناس.قال ابن بطال رحمه الله :(فى الجهر بالمعصية استخفاف بحق الله ورسوله وبصالحى المؤمنين ، وفيه ضرب من العناد لهم ، وفى التستر بها السلامة من الإستخفاف ، لأن المعاصى تذل فاعلها ، ومن إقامة الحد عليه إن كان فيه حد ، ومن التعزير إن لم توجب حداً ، وإذا تمحض حق الله ، فهو أكرم الأكرمين ورحمته سبقت غضبه ، فلذلك إذا ستره فى الدنيا لم يفضحه فى الآخرة ، والذى يجاهر يفوته جميع ذلك (انظر :فتح البارى ۱۰/۴۸)(اعفاء اللحية على ضوء الكتاب والسنة واقوال اهل العلم ،لابى عبدالرحمن، ج ۱ ص۳)

[2] رقم الحديث ۶۰۶۹، كتاب الادب، باب ستر المؤمن على نفسه، مسلم، رقم الحديث ۲۹۹۰"۵۲".

www.idaraghufran.org

پردہ کو اپنے اوپر سے اٹھادے (بخاری، مسلم)

پس جب رات کو گناہ کر کے اس کا اظہار کرنا بھی کھلم کھلا گناہ میں داخل ہے، تو جو گناہ ہر وقت لوگوں کے سامنے ہو، وہ کیسے کھلم کھلا گناہ میں داخل نہ ہوگا۔

(۳)..... تغییرِ خلق اللہ اور مثلہ بنانے کا گناہ

تیسرا گناہ یہ ہے کہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مردانی چہرہ کے حسن و جمال اور زینت کو تبدیل کر کے حلیہ خراب کرنا (یعنی مثلہ بنانا) اور اپنی فطری شکل کو بگاڑنا اور تغییر خلق اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی فطرت وخلقت کو بدلنا) پایا جاتا ہے، اور احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ [۱]

حضرت عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبٰى وَالْمُثْلَةِ (بخاری، رقم الحدیث ۲۴۷۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ مار کرنے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے (بخاری)

مُثلہ کی ممانعت کی اور احادیث بھی ہیں۔ [۲]

---

[۱] حلق اللحية من باب المثلة؛ لأن الله تعالى زين الرجال باللحى (بدائع الصنائع، ج۲ ص ۱۴۱، كتاب الحج، فصل الحلق والتقصير)

فحلق اللحيه منهى عنه ومثلة كرهها الله ورسوله (الاستقامة لابنِ تيمية، ج۲ ص ۱۶، فصل ومن اسباب ذلک ما وقع من الاشراک فی لفظ الغيرة فی كلام المشايخ)

حلق جميع اللحية مثلة لا تجوز (ادلة تحريم حلق اللحية، لمحمد بن احمد بن اسماعيل، صفحة ۱۱۴)

[۲] عن قتادة، عن الحسن، عن الهياج بن عمران، أن عمران أبق له غلام، فجعل لله عليه لئن قدر عليه ليقطعن يده، فأرسلنى لأسأل له فأتيت سمرة بن جندب فسألته، فقال: كان نبى الله صلى الله عليه وسلم يحثنا على الصدقة، وينهانا عن المثلة. فأتيت عمران

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور تغییر خلق اللہ کے گناہ کا شیطان نے وعدہ کیا تھا، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے باعثِ لعنت عمل قرار دیا ہے۔

اور اس مسئلہ کی تفصیل ہم نے آگے اعتراضات کے جوابات کے ضمن میں بیان کر دی ہے۔

(۴).....غیر مسلموں کے ساتھ تشبہ

چوتھا گناہ یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانے میں کافروں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے، اور اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرماتے وقت کافروں کی مخالفت کا بھی ذکر فرمایا ہے، اور احادیث میں کافروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے پر بڑی سخت وعید آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا، لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى (ترمذی) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے، اور تم نہ یہود کے ساتھ مشابہت اختیار کرو، اور نہ نصاریٰ (یعنی عیسائیوں) کے ساتھ (ترمذی)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بن حصين فسألته فقال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحثنا على الصدقة وينهانا عن المثلة (سنن أبي داود، رقم الحديث ۲۶۶۷)

عن أنس قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحث في خطبته على الصدقة، وينهى عن المثلة (سنن نسائي، رقم الحديث ۴۰۴۷)

عن المغيرة بن شعبة قال: " نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المثلة (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۸۱۵۲)

في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

[۱] رقم الحديث ۲۶۹۵، ابواب الاستئذان والآداب، باب ما جاء في كراهية إشارة اليد بالسلام.

www.idaraghufran.org

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، تو وہ انہی میں سے ہوگا (ابوداؤد)

اور ڈاڑھی منڈانے میں کافروں کے ساتھ مشابہت ہونے کی احادیث پہلے ذکر کی جا چکی ہیں۔

(۵).....خواتین کے ساتھ تشبُّہ

پانچواں گناہ یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانے میں خواتین کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا پایا جاتا ہے، کیونکہ ڈاڑھی کو اللہ تعالیٰ نے مَردوں اور عورتوں کے درمیان امتیازی شرف کی چیز بنایا ہے۔ [2]

اور جس عمل میں عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا پایا جاتا ہو، ایسے عمل کو اختیار کرنا احادیث کی رُو سے گناہ، بلکہ باعثِ لعنت عمل ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۴۰۳۱، كتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة.

[2] قوله عز وجل (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِی آدَمَ) روی عن ابن عباس أنه قال :هو أنهم يأكلون بالأيدی وغير الآدمی يأكل بفيه من الأرض وروی عنه أنه قال :بالعقل.
وقال الضحاک :بالنطق وقال عطاء :بتعديل القامة وامتدادها والدواب منكبة علی وجوهها وقيل: بحسن الصورة وقيل :الرجال باللحی والنساء بالذوائب وقيل :بأن سخر لهم سائر الأشياء وقيل : بأن منهم خير أمة أخرجت للناس (تفسير البغوی، ج۳ص۱۴۵، تحت آيت ۷۰من سورة الاسراء)
وقيل أكرم الرجال باللحی والنساء بالذوائب(تفسير القرطبی، ج۱۰ ص۲۹۴، تحت آيت ۷۰من سورة الاسراء)
السؤال. هل حلق اللحية يكون من التشبه؟
الجواب. حلق اللحية من الرجال تشبه بالنساء ؛ لأن النساء لا شعر لهن، والرجال إذا فعلوا ذلک فإنهم يكونون بذلک متشبهين بالنساء (شرح سنن أبی داود،لعبد المحسن العباد ،حلق اللحية تشبه بالنساء)

www.idaraghufran.org

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے مَردوں اور مَردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ (مسند احمد، رقم الحديث ٦٨٧٥) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ وہ عورت ہم سے نہیں کہ جو مَردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے، اور نہ وہ مرد ہم میں سے ہے کہ جو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ (سنن ابی داود) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر لعنت فرمائی، جو عورت جیسا

---

[1] رقم الحديث ٥٨٨٥، كتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء والمتشبهات بالرجال.

[2] فی حاشية مسند احمد: مرفوعه صحيح.

[3] رقم الحديث ٤٠٩٨، كتاب اللباس، باب فی لباس النساء، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ٨٣٠٩، السنن الكبرى للنسائی، رقم الحديث ٩٢٠٩، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٥٧٥٢، مستدرک حاكم، رقم الحديث ٧٤١٥.
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير سهيل بن أبی صالح، فمن رجال مسلم.

www.idaraghufran.org

لباس پہنے، اور ایسی عورت پر لعنت فرمائی جو مرد جیسا لباس پہنے (ترجمہ ختم)
جب لباس وغیرہ میں بھی عورت کو مرد کی اور مرد کو عورت کی مشابہت اختیار کرنا سخت گناہ اور باعثِ لعنت عمل ہے، جبکہ لباس جسم سے ایک الگ اور زائد چیز ہے، تو مرد کے حق میں ڈاڑھی جو کہ جسم کا حصہ اور فطرت وخلق اللہ میں داخل ہے، تو مرد کا اس کو زائل کر کے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا بدرجہ اولیٰ اس میں داخل ہو کر گناہ ہوگا۔ [1]

(۶).....مُخنّثین اور زنخوں کے ساتھ تشبُّہ

چھٹا گناہ یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانے میں ہیجڑوں کے ساتھ بھی مشابہت پائی جاتی ہے، اور یہ بھی مستقل گناہ ہے۔ [2]

---

[1] (لعن الله الرجل يلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل) فيه كما قال النووى حرمة تشبه الرجال بالنساء وعكسه لأنه إذا حرم فى اللباس ففى الحركات والسكنات والتصنع بالأعضاء والأصوات أولى بالذم والقبح فيحرم على الرجال التشبه بالنساء وعكسه فى لباس اختص به المشبه بل يفسق فاعله للوعيد عليه باللعن.

قال جمع :ليس المراد هنا حقيقة اللعن بل التنفير فقط ليرتدع من سمعه عن مثل فعله ويحتمل كونه دعاء بالإبعاد وقد قيل إن لعن المصطفى صلى الله عليه وسلم لأهل المعاصى كان تحذيرا لهم عنها قبل وقوعها فإذا فعلوها استغفر لهم ودعا لهم بالتوبة وأما من أغلظ له ولعنه تأديبا على فعل فعله فقد دخل فى عموم شرطه حيث قال :سألت ربى أن يجعل لعنى له كفارة ورحمة.

(د ك) فى اللباس (عن أبى هريرة) قال الحاكم :على شرط مسلم ، وأقره الذهبى فى التلخيص وقال فى الكبائر :إسناده)

صحيح وقال فى الرياض :إسناده صحيح (فيض القدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير، تحت رقم الحديث ۷۲۵۷)

[2] مطلب فى الأخذ من اللحية (قوله :وأما الأخذ منها إلخ) بهذا وفق فى الفتح بين ما مر وبين ما فى الصحيحين عن ابن عمر عنه -صلى الله عليه وسلم -أحفوا الشوارب واعفوا اللحية قال :لأنه صح عن ابن عمر راوى هذا الحديث أنه كان يأخذ الفاضل عن القبضة، فإن لم يحمل على النسخ كما هو أصلنا فى عمل الراوى على خلاف مرويه مع أنه روى عن غير الراوى وعن النبى -صلى الله عليه وسلم -يحمل الإعفاء على إعفائها عن أن يأخذ غالبها أو كلها كما هو فعل مجوس الأعاجم من حلق لحاهم، ويؤيده ما فى مسلم عن أبى هريرة عنه -صلى الله عليه وسلم -جزوا الشوارب واعفوا اللحى خالفوا المجوس فهذه الجملة واقعة موقع التعليل، وأما الأخذ منها وهى دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة، ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ(بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث (یعنی ہیجڑہ وزنخہ) بننے والے مَردوں پراور مرد بننے والی عورتوں پرلعنت فرمائی ہے(بخاری)

اورحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَلْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، قَالَ:فَقُلْتُ:مَا الْمُتَرَجِّلَاتُ مِنَ النِّسَاءِ ؟ قَالَ:اَلْمُتَشَبِّھَاتُ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (مسند احمد ، رقم الحدیث ۲۲۹۱) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث (یعنی ہیجڑہ وزنخہ) بننے والے مَردوں پراور مرد بننے والی عورتوں پرلعنت فرمائی ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ مرد بننے والی عورتیں کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں(مسند احمد) [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد اهـ ملخصا(ردالمحتار، ج۲ص۴۱۸، کتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد(فتح القدير ج۲ص۳۴۸، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة)

[1] رقم الحديث ۵۸۸۶، كتاب اللباس، باب إخراج المتشبهين بالنساء من البيوت.

[2] فی حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

[3] مما سبق من النصوص يمكن للمسلم الذى لم تفسد فطرته أن يأخذ منها أدلة كثيرة قاطعة على وجوب إعفاء اللحية وحرمة حلقها :أولا :أمر الشارع بإعفائها والأصل فى الأمر الوجوب فثبت المدعى

ثانيا :حرم تشبه الرجال بالنساء وحلق الرجل لحيته فيه تشبه بالنساء فيما هو من أظهر مظاهر أنوثتهن فثبت حرمة حلقها ولزم وجوب إعفائها . ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۷).....گناہ کا تسلسل واستمرار

ساتواں گناہ یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈا کر یا ایک مٹھی سے کم کرا کر جب تک انسان اس عمل کا مرتکب رہتا ہے، اس وقت تک اس کا گناہ برابر جاری رہتا ہے (احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۷۴) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ثالثا :لعن النامصة -وهى التى تنتف شعر حاجبيها أو غير بقصد التجميل -وعلل ذلک بأنه تغيير لخلق الله تعالى والذى يحلق لحيته إنما يفعل ذلک للحسن -زعم -وهو فى ذلک يغير خلقة الله تعالى فهو فى حكم النامصة تماما ولا فرق إلا فى اللفظ ولا أعتقد أنه يوجد اليوم على وجه الأرض ظاهرى يجمد على ظاهر اللفظ ولا يمعن النظر فى المعنى المقصود منه ولاسيما إذا كان مقرونا بعلة يقتضى عدم الجمود عليه كقوله عليه السلام ههنا . . " :للحسن المغيرات خلق الله "

وثمة دليل رابع وهو أنه صلى الله عليه وسلم جعل إعفاء اللحية من الفطرة كما جعل منها قص الأظفار وحلق العانة وغير ذلک مما رواه مسلم فى "صحيحه "ففيه رد صريح على الكاتب ومن ذهب مذهبه أن اللحية من أمور العادات التى يختلف الحكم فيها باختلاف الأزمان والعصور ذلک لأن الفطرة من الأمور التى لا تقبل شرعا التبدل مهما تبدلت الأعراف والعادات :(فطرة الله التى فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلک الدين القيم ولكن أكثر الناس لا يعلمون)

فإن خولفنا فى هذا أيضا فإنى لا أستبعد أن يأتى يوم يوجد فيه من الشيوخ والكتاب المتأثرين بالجو الفاسد الذى يعيشون فيه وقد سرت فيه عادة إعفاء شعر العانة مكان حلقه وإعفاء اللحية وإطالة الأظافر كالوحوش لا أستبعد أن يأتى يوم يقول فيه بعض أولئک بجواز هذه الأمور المخالفة للفطرة بدعوى أن العصر الذى هم فيه يستذوقها ويستحسنها وأنها من المظاهر الشكلية التى لا يهتم بها الإسلام بل يتركها لأذواقهم يقولون هذا ولو كان من وراء ذلک ضياع الشخصية الإسلامية التى هى من مظاهر قوة الأمة فاللهم هداک(تمام المنة فى التعليق على فقه السنة للالبانى، ص ۸۲ تا ۸۳، القاعدة الخامسة عشرة)

[1] أحدهما:أن تحريم حلق اللحية دلت عليه السنة بخصوصه.....

الثانى :أن حالق اللحية مجاهر بمعصيته,وأثارها بادية عليه باستمرار فى حالة نومه,ويقظته,وعبادته,وفراغه.....

الوجه الثالث:أن حلق اللحية تغيير للمظهر الإسلامى فى الفرد والجماعة,وعدول به عن مظهر الأنبياء والمرسلين,والذين اتبعوهم بإحسان,وهذا أمر زائد على كونه مجرد معصية.

الوجه الرابع :أن حلق اللحية تشبه بأعداء الله تعالى من المجوس,والمشركين,وتحويل للمظهر الإسلامى إلى مظهر شرک ومجوسية ,فهو معصية لرسول الله صلى الله عليه وسلم ,وتشبه بأعداء الله عز وجل,وهاتان مفسدتان:المعصية,و التشبه. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۸).....اسلامی یا دینی شعار کی خلاف ورزی

آٹھواں گناہ یہ ہے کہ ڈاڑھی رکھنا اسلام یا کم از کم نیک اور دیندار لوگوں کا شعار ہے، جس کی حفاظت واجب ہے، اور اس کی خلاف ورزی کرنا گناہ ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرماتے وقت کافروں کی مخالفت کا ذکر فرمایا ہے (کذا فی کفایت المفتی ج۹ ص۱۷۱، واغلاط العوام بتبویب جدید ص۹۰) [۱]

ملحوظ رہے کہ اگر ڈاڑھی پوری طرح منڈائی نہ جائے بلکہ کاٹ کر ایک مٹھی سے کم کردی جائے تو بھی گناہ ہے، کیونکہ اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور کافروں کی مشابہت پائی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الوجه الخامس: أن فى حلق اللحية تغييرا لخلق الله تعالى وهو من أوامر الشيطان كما قال تعالى عنه)ومن يتخذ الشيطان وليا من دون الله فقد خسر خسرانا مبينا يعدهم ويمنيهم وما يعدهم الشيطان إلا غرورا أولئك مأواهم جهنم ولا يجدون عنها محيصا(مجموع فتاوىٰ ورسائل العثيمين، ج۱۵ ص ۱۳۱، ۱۳۲)

[۱] (ومن تشبه بقوم فهو منهم) أى حكمه حكمهم وذلك لأن كل معصية من المعاصى ميراث أمة من الأمم التى أهلكها الله ، فاللوطية ميراث عن قوم لوط وأخذ الحق بالزائد ودفعه بالناقص ميراث قوم شعيب والعلو فى الأرض ميراث قوم فرعون والتكبر والتجبر ميراث قوم هود فكل من لابس من هؤلاء شيئا فهو منهم وهكذا(فيض القدير، تحت رقم الحديث ۳۱۵۲)

(من تشبه بقوم) : أى من شبه نفسه بالكفار مثلا فى اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار .(فهو منهم) : أى فى الإثم والخير(مرقاة المفاتيح ،ج۷ص ۲۷۸۲، كتاب اللباس)

(باب وجوب) السعى بين (الصفا والمروة وجعل) بضم الجيم مبنيا للمفعول وجوب السعى بينهما (من شعائر الله) من أعلام مناسكه جمع شعيرة وهى العلامة(إرشاد الساری للقسطلانی، ج۳، ص ۱۸۶ ، باب وجوب الصفا والمروة وجعل من شعائر الله)

إعفاء اللحية التى تميز المسلم من الكافر كما قال صلى الله عليه وسلم :خالفوا المشركين احفوا وفى رواية قصوا الشوارب وأوفوا اللحى " رواه الشيخان وغيرهما عن ابن عمر وغيره(سلسلة الاحاديث الضعيفة، ج ۱ ص ۲۵۴، تحت رقم الحديث ۱۲۹)

www.idaraghufran.org

جاتی ہے۔ [1]

البتہ اس میں عورتوں اور ہیجڑوں کے ساتھ پوری طرح مشابہت کا گناہ نہیں پایا جاتا، اس لئے باجودیکہ ڈاڑھی کا ایک مٹھی سے کم کرنا بھی گناہ اور حرام ہے، مگر اس کا گناہ پوری طرح ڈاڑھی منڈوانے کے گناہ سے کسی قدر کم ضرور ہے۔ [2]

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

---

[1] قال الحافظ فی (الفتح ۱۰/۲۹۶)وهو المراد فی حدیث ابن عمر، فإنهم کانوا یقصون لحاهم، ومنهم من کان یحلقها ."

قلت :وفیه إشارة قویة إلی أن قص اللحیة -کما تفعل بعض الجماعات -هو کحلقها من حیث التشبه، وأن ذلک لا یجوز .والسنة التی جری علیها السلف من الصحابة وغیرهم إعفاؤها إلا ما زاد علی القبضة؛ فتقص الزیادة .وقد فصلت هذا فی غیر ما موضع تفصیلا(سلسلة الاحادیث الضعیفة، ج۵ص۱۲۵، تحت رقم الحدیث ۲۱۰۷)

[2] چنانچہ کفایت المفتی میں ہے کہ:

منڈانے اور ایک مشت سے کم رکھنے میں حکم متفاوت ہوگا، یعنی منڈانے والا زیادہ مؤاخذہ دار ہے، اور کتروانے والا اس سے کم (کفایت المفتی مدلل ومکمل ج۹ص۱۷۸)

مندرجہ بالا تفصیل سے بعض حضرات کے اس شبہ کا بھی جواب ہوگیا کہ ڈاڑھی کا مقصد تو مرد اور عورت میں امتیاز ہے، لہٰذا یہ امتیاز جتنی مقدار ڈاڑھی کے رکھنے سے پورا ہوجائے، وہ کافی ہے، اور ایک مٹھی کی مقدار ضروری نہیں۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اس صورت میں مذکورہ گناہ سے تو کسی درجہ میں بچت ہوجاتی ہے، مگر دوسرے گناہ پھر بھی موجود رہتے ہیں، اور ڈاڑھی کے حکم کا دارومدار صرف مذکورہ مقصد کی تکمیل پر نہیں۔

السؤال :هناک رجلان أحدهما یحلق لحیته والآخر یقصر منها ما دون القبضة، فهل هما شیء واحد من حیث مخالفتهما للشرع المطهر، أم بینهما فرق؟ الجواب :لیسوا سواء ؛ لأن بعض الشر أهون من بعض، ومعلوم أن الذی یحلقها فعل أمراً محرماً أکثر مما فعله من قصر منها، فهم مخطئون جمیعاً وهم متفاوتون فی الخطأ، إذ لا شک أن الحلق أسوأ من التقصیر(شرح سنن أبی داود۔ لعبد المحسن العباد، ج۱۹، ص۳۴،حکم حلق اللحیة وتقصیرها)

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی کے متعلق چند شبہات واعتراضات کا جائزہ

آج کل شرعی ڈاڑھی پر مختلف قسم کے اعتراضات وشبہات کئے جاتے ہیں، اور اگرچہ بعض اعتراضات وشبہات کے جوابات ہمارے گزشتہ مضمون کے ضمن میں مختلف مقامات پر گزر چکے ہیں، لیکن کیونکہ یہ اعتراضات وشبہات خاص عنوان کے ساتھ معاشرہ میں ایک سازش کے تحت پھیلائے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ بہت سے عوام کے ذہنوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، اور ان کی بناء پر بہت سے عوام شرعی ڈاڑھی کے حکم پر عمل پیرا ہونے سے محروم رہتے ہیں۔

اس لئے اس قسم کے چند مشہور ومعروف اعتراضات وشبہات اور ان کے جوابات مستقل عنوانات کے تحت ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱)

کیا اسلام میں ڈاڑھی منڈانے کی سخت ممانعت ہے؟

اعتراض:..... کیا اسلام میں ڈاڑھی منڈانے کی سخت ممانعت ہے کہ جس کی وجہ سے ڈاڑھی پر زور دیا جاتا ہے؟

جواب:..... جی ہاں! شریعت میں ڈاڑھی منڈانے کی سخت ممانعت ہے، کیونکہ احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امر کے الفاظ سے ڈاڑھی کا حکم فرمایا ہے اور یہ بات شریعت میں اپنے موقع پر ثابت ہو چکی ہے کہ امر کے الفاظ سے اصل واجب حکم ثابت ہوتا ہے اور واجب حکم کی خلاف ورزی حرام ہے اور کسی چیز کا حرام ہونا یہی سخت ممانعت ہے۔

علاوہ ازیں اس میں اور بھی کئی گناہ شامل ہیں، مثلاً غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت، عورتوں اور ہیجڑوں کے ساتھ مشابہت اور تغییر خلق اللہ وغیرہ اور یہ تمام کام گناہ ہیں (جیسا کہ آگے

آتا ہے اور پیچھے بھی گزر چکا) (کذا فی امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۵۰) [1]

(۲)

اکثر مسلمان ڈاڑھی کیوں منڈاتے ہیں؟

اعتراض:..... عرب وعجم میں بہت سے مسلمان ڈاڑھی منڈاتے ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:..... جو لوگ ایسا کرتے ہیں اس کی دلیل اور وجہ انہی کے ذمہ ہے، ان کے عمل کی دلیل اور وجہ ہمارے ذمہ نہیں، ہم نے تو اس عمل کے خلاف، مسئلہ دلیل سے واضح کر دیا، دوسرے یہ ضروری نہیں کہ اگر کوئی مسلمان کوئی گناہ کرے تو وہ اس کو گناہ بھی نہ سمجھتا ہو۔

کتنے گناہ معاشرے میں ایسے پھیلے ہوئے ہیں کہ جن کو لوگ گناہ سمجھ کر کرتے ہیں، پھر شریعت کا قاعدہ ہے کہ کسی یقینی گناہ کے عام ہو جانے سے وہ کام حلال اور جائز نہیں ہو جایا کرتا۔

اور اگر بالفرض مان لیا جائے کہ لوگ اس کو گناہ نہیں سمجھتے تو یاد رکھیے کہ کسی کے گناہ نہ سمجھنے سے ناجائز کام جائز اور حرام کام حلال نہیں ہو جایا کرتا، جس طرح کہ اس کے برعکس کسی جائز اور حلال کام کے ناجائز اور حرام سمجھنے سے وہ کام ناجائز یا حرام نہیں ہو جایا کرتا، جیسا کہ بہت سے لوگ غیبت کو حلال کام کی طرح اور بیوہ کے دوسرا نکاح کرنے کو حرام کام کی طرح سمجھتے ہیں حالانکہ اس کے باوجود غیبت حرام اور بیوہ کا دوسری جگہ نکاح کرنا حلال کام ہے۔ [2]

(کذا فی امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۵۰)

---

[1] ذهب الجمهور الى ان صيغة الامر حقيقة فى الوجوب لغة وشرعا ومن حيث العقل والنقل، فاذا ورد الامر متجردا عن القرائن اقتضى الوجوب (ادلة تحريم حلق اللحية، صفحة ۹، المبحث الاول، فصل الامر حقيقة فى الوجوب، لمحمد بن احمد بن اسماعيل، الناشر: مكتبة دار الارقم، الكويت، الطبعة الرابعة، ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵م)

[2] فلا قيمة للعرف ما دام أنه يعارض الشرع، ومثل العلماء لذلك فقالوا: لو جرى العرف بحلق اللحية لم يكن عرفاً معتبراً؛ لأنه يُصادم الشرع (شرح زاد المستقنع للشنقيطي، ج ۳۳ ص ۱۹، حكم كشف الفخذ فى غير الصلاة)

www.idaraghufran.org

(۳)

ڈاڑھی منڈانا صغیرہ گناہ ہے یا کبیرہ؟

اعتراض:.....ڈاڑھی منڈانا کس درجہ کا گناہ ہے صغیرہ گناہ ہے یا کبیرہ؟

جواب:.....اول تو یہ سوال کرنا اس لئے بے کار ہے کہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک سے بچنے کا حکم ہے، اگر صغیرہ گناہ کے کرنے کی اجازت ہوتی، تو پھر یہ سوال کسی درجہ میں کار آمد ہوسکتا تھا، دوسری بات یہ ہے کہ بہت سے علماء کی تحقیق کے مطابق یہ کبیرہ گناہ ہے، خاص طور پر جبکہ ڈاڑھی منڈانے یا چھوٹی کرانے کا عمل بار بار کیا جائے، جیسا کہ عوام اس گناہ کو بار بار ہر دوسرے تیسرے دن، جبکہ بعض اس سے کم وبیش عرصہ میں کرتے رہتے ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ کی علامت ونشانی یہ طے ہوچکی ہے کہ اس پر شریعت کی طرف سے کوئی وعید آئی ہو اور اس گناہ پر وعید آئی ہے (جیسا کہ ابھی ذکر آتا ہے) اس کے علاوہ گناہ کو ہلکی چیز سمجھنے اور عام گناہ پر قائم دائم رہنے اور اس پر جمے رہنے یا بار بار کرتے رہنے سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ گناہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور ڈاڑھی منڈانے کے عمل کو تو جاہل عوام کی طرف سے آجکل اس سے بڑھ کر (نعوذ باللہ تعالیٰ) استحلال یعنی حلال سمجھنے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر استحسان یعنی اچھا سمجھنے اور اس کے مقابلہ میں ڈاڑھی رکھنے کو معیوب اور برا سمجھنے کا درجہ دے دیا گیا ہے، جس میں کفر کا اندیشہ ہے (کذا فی امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۵۰) [۱]

(۴)

کیا قرآن مجید میں ڈاڑھی کا حکم موجود ہے؟

اعتراض:.....قرآن مجید میں اول سے آخر تک کہیں بھی ڈاڑھی کا حکم نہیں ہے، پھر یہ حکم

---

[۱] اور ڈاڑھی منڈانے کے باعث فسق ہونے کی بحث آگے مسائل کے ضمن میں آتی ہے۔

www.idaraghufran.org

کہاں سے نکالا گیا؟

جواب:.....اس کی کیا دلیل ہے کہ جو بات قرآن مجید میں صاف طور پر موجود نہ ہو، اس پر عمل کرنا واجب نہیں یا وہ شریعت کا حکم نہیں؟ کئی آیات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حدیث بھی شرعی حجت اور دلیل ہے اور حدیث شریف سے ضروری درجہ کا ثابت شدہ حکم بھی واجبُ العمل ہوتا ہے، اور ڈاڑھی کا حکم ایک حدیث کے بجائے کئی احادیث میں آیا ہے۔ نیز ڈاڑھی منڈانا اصلاً کافروں کا فعل ہے۔

جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، تو وہ انہی میں سے ہوگا (ابوداؤد)

احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

سن لو! اور آگاہ ہو جاؤ! کہ مجھے اللہ کی طرف سے (ہدایت کے لئے) قرآن مجید بھی عطا ہوا ہے، اور اس کے جیسا اور بھی (یعنی احادیثِ مبارکہ)

سن لو! قریب میں کچھ پیٹ بھرے لوگ پیدا ہوں گے جو اپنے شاندار تخت (اور عمدہ نشست گاہوں) پر (آرام سے) بیٹھے ہونے کی حالت میں لوگوں سے کہیں گے کہ بس قرآن ہی کو لے لو، اس میں جس چیز کا حلال ہونا آیا ہے اس کو حلال سمجھو اور جس کا حرام ہونا آیا ہے اس کو حرام سمجھو (اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کو حلال وحرام نہ سمجھو) حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو اللہ کے رسول نے حرام قرار دیا ہے وہ بھی ان ہی چیزوں کی طرح حرام ہیں جن کو اللہ تعالی نے حرام قرار

[1] رقم الحدیث ۴۰۳۱، کتاب اللباس، باب فی لبس الشھرۃ.

www.idaraghufran.org

دیا ہے (ابوداؤد، دارمی، ابنِ ماجہ، مسند احمد) [1]

ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کسی کو اس حال میں پاؤں (یعنی اس کا یہ حال ہو) کہ وہ اپنی شاندار نشست پر ٹیک لگا کر (تکبر کے انداز میں) بیٹھا ہو اور اس کو میری کوئی حدیث پہنچے، جس میں میں نے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا ہو تو وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے، ہم تو بس اسی حکم کو مانیں گے جو ہم کو قرآن میں ملے گا (ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مسند احمد) [2]

---

[1] عن المقدام بن معدی کرب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه قال :ألا إنی أوتیت الکتاب، ومثله معه ألا یوشک رجل شبعان علی أریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فأحلوه، وما وجدتم فیه من حرام فحرموه، ألا لا یحل لکم لحم الحمار الأهلی، ولا کل ذی ناب من السبع، ولا لقطة معاهد، إلا أن یستغنی عنها صاحبها، ومن نزل بقوم فعلیهم أن یقروه فإن لم یقروه فله أن یعقبهم بمثل قراه(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۶۰۴،کتاب السنة، باب فی لزوم السنة،واللفظ لهٗ،سنن ابنِ ماجه رقم الحدیث ۱۲ ،سنن الدارمی، رقم الحدیث ۶۰۶)

عن المقدام بن معدی کرب، قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :ألا هل عسی رجل یبلغه الحدیث عنی وهو متکء علی أریکته، فیقول :بیننا وبینکم کتاب الله، فما وجدنا فیه حلالا استحللناه .وما وجدنا فیه حراما حرمناه، وإن ما حرم رسول الله کما حرم الله (سنن الترمذی،رقم الحدیث ۲۶۶۴)

قال الترمذی:هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه.

حدثنی الحسن بن جابر، قال :سمعت المقدام بن معدی کرب، یقول :حرم رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم خیبر أشیاء ، ثم قال " :یوشک أحدکم أن یکذبنی وهو متکء علی أریکته یحدث بحدیثی، فیقول :بیننا وبینکم کتاب الله، فما وجدنا فیه من حلال استحللناه، وما وجدنا فیه من حرام حرمناه، ألا وإن ما حرم رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل ما حرم الله "(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۱۹۴)

فی حاشیة مسند احمد:حدیث صحیح.

[2] عن عبید الله بن أبی رافع، عن أبیه، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال :لا ألفین أحدکم متکئا علی أریکته یأتیه الأمر من أمری مما أمرت به أو نهیت عنه فیقول لا ندری ما وجدنا فی کتاب الله اتبعناه(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۶۰۵،کتاب السنة، باب فی لزوم السنة،واللفظ لهٗ،سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۶۶۳ ،سنن ابنِ ماجه، رقم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لہٰذا یہ اعتراض کہ جس بات کا حکم قرآن میں نہ ہو اس پر عمل واجب نہیں، ایک طرح سے حدیث کے انکار کی نشانی ہے۔

حضرت ابو ریحانہ بن زید ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوَشْرِ ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّتْفِ ، وَالْمُشَاغَرَةِ ، وَالْمُكَامَعَةِ ، وَالْوِصَالِ، وَالْمُلَامَسَةِ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۷۲۰۸) [1]

ترجمہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کو (خوبصورتی کے لئے) باریک کرنے اور جسم گودنے (یعنی جسم کی کھال میں رنگ بھروا کر لکھائی کرانے) اور بال اُکھاڑنے اور ادلا بدلی میں نکاح کرنے سے (جس میں ایک طرف کی لڑکی کا مہر، دوسری طرف کی لڑکی کے مہر کے بدلے میں رکھا جائے) اور ایک دوسرے کے ساتھ (بغیر حائل کے ننگے ہوکر) جسم ملانے اور بالوں کے ساتھ بال ملانے اور ملامسہ والی خرید وفروخت کرنے (یعنی کسی چیز پر پتھر وغیرہ لگ جانے اور نہ لگنے پر خرید وفروخت ہونے نہ ہونے کا حکم لگانے) سے منع فرمایا ہے (مسند احمد)

چہرے کے بال اُکھاڑنے میں عورتوں کے ساتھ مَرد بھی داخل ہیں، جیسا کہ آج کل بعض

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحديث ۱۳ ، مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۸۷۶)

قال الترمذی:هذا حديث حسن وروى بعضهم هذا الحديث عن سفيان، عن ابن المنكدر، عن النبى صلى الله عليه وسلم مرسلا .وعن سالم أبى النضر، عن عبيد الله بن أبى رافع، عن أبيه، عن النبى صلى الله عليه وسلم " .وكان ابن عيينة إذا روى هذا الحديث على الانفراد بين حديث محمد بن المنكدر من حديث سالم أبى النضر، وإذا جمعهما روى هكذا، وأبو رافع مولى النبى صلى الله عليه وسلم اسمه :أسلم "

فى حاشية مسند احمد:إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.

[1] فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

www.idaraghufran.org

لوگ تھریڈنگ Threading اور پلکنگ Plucking کا عمل کرتے ہیں، اور مَردوں کا ڈاڑھی کے بال اُکھاڑنا اور منڈانا بھی داخل ہے، خواہ سفید بال دُور کرنا مقصود ہو، یا عام ڈاڑھی کے بالوں کو ختم کرنا مقصود ہو۔ [1]

اور ایک روایت میں بالکل اسی طرح کا واقعہ آیا ہے جو یہاں اعتراض کرنے والے نے پیش کیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، لِلْحُسْنِ اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِکَ اِمْرَأَةً مِنْ بَنِیْ أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ، فَجَاءَتْ فَقَالَتْ: إِنَّهُ بَلَغَنِیْ عَنْکَ أَنَّکَ لَعَنْتَ کَيْتَ وَکَيْتَ، فَقَالَ: وَمَا لِیْ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ هُوَ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ، فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ، فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ، قَالَ: لَئِنْ کُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ، أَمَا قَرَأْتِ: وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا؟ قَالَتْ: بَلٰی، قَالَ: فَإِنَّهُ قَدْ نَهٰی عَنْهُ، قَالَتْ: فَإِنِّیْ أَرٰی أَهْلَکَ يَفْعَلُوْنَهُ، قَالَ: فَاذْهَبِیْ فَانْظُرِیْ، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ، فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَ: لَوْ کَانَتْ کَذٰلِکَ مَا جَامَعْتُهَا (بخاری) [2]

ترجمہ: اللہ ان عورتوں پر لعنت فرماتا ہے، جو بدن کو گودتی ہیں (یعنی جسم کی کھال

---

[1] (والنتف) : أی وعن نتف النساء الشعور من وجوههن، أو نتف اللحية أو الحاجب بأن ينتف البياض منهما، أو نتف الشعر عند المصيبة، والنهی عن الوشر والوشم لما فيهما من تغيير خلق الله، ذكره القاضی وغيره من الشراح (مرقاة المفاتيح، ج۷، ص۲۷۸۶، كتاب اللباس)

قال ابن العربی وإنما نهی عن النتف دون الخضب لأن فيه تغيير الخلقة من أصلها بخلاف الخضب فإنه لا يغير الخلقة عليالناظر إليه والله أعلم (فتح الباری لابن حجر، ج۱۰، ص۳۵۵، قوله باب الخضاب)

[2] رقم الحديث ۴۸۸۶، كتاب تفسير القرآن، باب وما آتاكم الرسول فخذوه.

www.idaraghufran.org

میں رنگ بھروا کر لکھائی کرتی ہیں) اور جو عورتیں جسم گودواتی ہیں اور چہرے کے بال اکھڑواتی ہیں حسن کے لئے دانتوں کو کشادہ کراتی ہیں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلنے والی ہیں، بنی اسد کی ایک عورت کو، جس کا نام ام یعقوب تھا، یہ خبر ملی تو وہ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس) آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس طرح لعنت کی ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جو کتابُ اللہ میں بھی ہے اس عورت نے کہا کہ میں نے قرآن کو پڑھ لیا ہے جو دو لوحوں کے درمیان ہے (یعنی پورا قرآن پڑھا ہے) لیکن جو تم کہتے ہو وہ میں نے اس میں نہیں پایا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو (صحیح معنیٰ میں قرآن کو) پڑھتی تو ضرور اس میں (اس لعنت کا ذکر) پاتی، کیا تو نے (سورہ حشر کی) یہ آیت نہیں پڑھی کہ رسول جو کچھ تمہیں دے اس کو لے لو اور جس سے روکے باز آجاؤ، اس نے کہا کہ جی ہاں! حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے منع فرمایا ہے، اس عورت نے کہا کہ تمہاری بیوی ایسا کرتی ہے انہوں نے کہا جا کر دیکھ آ، چنانچہ وہ گئی اور دیکھا تو کچھ نہ پایا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا کرتی تو میرے ساتھ نہ رہتی (بخاری)

اس حدیث میں ملعون ہونے کی علت یعنی اصل وجہ "تغییر خلق اللہ" یعنی اللہ کی فطرت وخلقت کو بدلنا بتلائی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق بالکل بعینہٖ اسی طرح ڈاڑھی کا حکم بھی قرآن کے احکام میں داخل ہے۔

بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی کا حکم مذکورہ طریقہ سے بھی زیادہ صاف طور پر

www.idaraghufran.org

قرآن مجید سے ثابت ہے اور وہ اس طرح کہ قرآن مجید میں یہ بات صاف طور پر موجود ہے کہ شیطان نے ملعون و مردود ہوتے وقت کہا تھا کہ:

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (سورۃ النساء رقم الآیۃ ۱۱۹)

ترجمہ: میں انسانوں کو ضرور حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں (سورہ نساء)

قرآن مجید کی یہ آیت صاف طور پر اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑنے کے شیطانی حکم اور اس کے قبیح اور برا ہونے کی وضاحت کر رہی ہے اور ڈاڑھی کا منڈانا اللہ تعالیٰ کی اس فطری صورت کو بگاڑنے میں داخل ہے (تفسیر بیان القرآن)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث میں جن چیزوں پر لعنت کی گئی ہے ان سب کی وجہ اللہ تعالیٰ کی فطری صورت کو بگاڑنا یعنی ''تغییر خلق اللہ'' بتلائی گئی ہے اور ڈاڑھی منڈانے میں ان چیزوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی صورت کو بگاڑنا پایا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ڈاڑھی منڈانا ''تغییر خلق اللّٰہ'' (یعنی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑنا) ہے، جس کا حرام ہونا قرآن مجید میں موجود ہے، پس اس طرح ڈاڑھی منڈانے کا حرام ہونا قرآن مجید سے ثابت ہوا۔

غرضیکہ ڈاڑھی منڈانے کا گناہ ہونا اصولی اور جزئی طور پر احادیث کے ساتھ ساتھ قرآن مجید سے بھی ثابت ہو گیا (کذا فی امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۵۱)

اس کے علاوہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کی ڈاڑھی پکڑنے کا واقعہ مذکور ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کی ڈاڑھی اتنی بڑی تھی کہ ایک مٹھی میں آجاتی تھی۔

اور احادیث میں ڈاڑھی بڑھانے کو فطرت یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی خصلت و عادت

www.idaraghufran.org

قرار دیا گیا ہے، اور انبیاء علیہم السلام کی اتباع کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی اور اس کا حکم قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ [1]

(۵)

کیا ڈاڑھی منڈانے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقبول امتی نہیں؟

اعتراض:.....کیا ایسی کوئی بات حدیث میں موجود ہے کہ جس نے ڈاڑھی منڈائی وہ نبی صلی

---

[1] قولہ تعالی :قال یا ابن أم لا تأخذ بلحیتی ولا برأسی إنی خشیت أن تقول فرقت بین بنی إسرائیل ولم ترقب قولی.
ذکر جل وعلا فی هذه الآیة الکریمة :أن هارون قاله لأخیه موسی یاابن أم لا تأخذ بلحیتی ولا برأسی وذلک یدل علی أنه لشدة غضبه أراد أن یمسک برأسه ولحیته .وقد بین تعالی فی الأعراف أنه أخذ برأسه یجره إلیه .وذلک فی قوله :وألقی الألواح وأخذ برأس أخیه یجره إلیه قال ابن ،وقوله :ولم ترقب قولی ، من بقیة کلام هارون .أی :خشیت أن تقول فرقت بین بنی إسرائیل، وأن تقول لی لم ترقب قولی أی :لم تعمل بوصیتی وتمتثل أمری.
تنبیه: هذه الآیة الکریمة بضمیمة آیة الأنعام إلیها تدل علی لزوم إعفاء اللحیة، فهی دلیل قرآنی علی إعفاء اللحیة وعدم حلقها .وآیة الأنعام المذکورة هی قوله تعالی :ومن ذریته داود وسلیمان وأیوب ویوسف وموسی وهارون الآیة . ثم إنه تعالی قال بعد أن عد الأنبیاء الکرام المذکورین أولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده ، فدل ذلک علی أن هارون من الأنبیاء الذین أمر نبینا - صلی الله علیه وسلم -بالاقتداء بهم، وأمره -صلی الله علیه وسلم -بذلک أمر لنا .لأن أمر القدوة أمر لأتباعه کما بینا إیضاحه بالأدلة القرآنیة فی هذا الکتاب المبارک فی سورة المائدة وقد قدمنا هناک :أنه ثبت فی صحیح البخاری :أن مجاهدا سأل ابن عباس :من أین أخذت السجدة فی ص قال :أو ما تقرأ ومن ذریته داود ، أولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده، فسجدها داود فسجدها رسول الله -صلی الله علیه وسلم -فإذا علمت بذلک أن هارون من الأنبیاء الذین أمر نبینا -صلی الله علیه وسلم -بالاقتداء بهم فی سورة الأنعام ، وعلمت أن أمره أمر لنا .لأن لنا فیه الأسوة الحسنة، وعلمت أن هارون کان موفرا شعر لحیته بدلیل قوله لأخیه :لا تأخذ بلحیتی لأنه لو کان حالقا لما أراد أخوه الأخذ بلحیته تبین لک من ذلک بإیضاح :أن إعفاء اللحیة من السمت الذی أمرنا به فی القرآن العظیم، وأنه کان سمت الرسل الکرام صلوات الله وسلامه علیهم .والعجب من الذین مضخت ضمائرهم، واضمحل ذوقهم، حتی صاروا یفرون من صفات الذکوریة، وشرف الرجولة، إلی خنوثة الأنوثة، ویمثلون بوجوههم بحلق أذقانهم، ویتشبهون بالنساء حیث یحاولون القضاء علی أعظم الفوارق الحسیة بین الذکر، والأنثی وهو اللحیة (تفسیر أضواء البیان، ج۴ص ۹۱، ۹۲،سورة طٰہٰ، للشیخ محمد الامین الشنقیطی)

www.idaraghufran.org

اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہیں۔

جواب:..... کئی احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں چیزوں کا حکم متماثل اور ایک دوسرے کے مثل ہے یعنی دونوں کا حکم یکساں طریقہ پر واجب ہے۔

اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں کٹانے اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرما کر ارشاد فرمایا کہ:

بے شک جس نے ہمارے غیروں کے طریقہ پر عمل کیا، وہ ہم میں سے نہیں (معجم کبیر واوسط للطبرانی) [1]

اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جس نے مونچھیں نہیں کٹائیں وہ ہم میں سے نہیں (ترمذی، نسائی وغیرہ) [2]

جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہیں اور ایک دوسرے کے مثل اور ایک دوسرے کی طرح چیزوں کا حکم ایک ہوتا ہے، پس جب مونچھیں کٹانے کے حکم کی مخالفت یعنی مونچھیں نہ کٹانے پر یہ وعید سنائی گئی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہیں تو یہی وعید ڈاڑھی منڈانے کے بارے میں یقیناً ہوگی، کیونکہ متماثل یعنی ایک دوسرے کے مثل چیزوں کا حکم یکساں ہوتا ہے جس کا پہلے ذکر ہوا۔

اس کے علاوہ احادیث میں چہرہ کے بال اکھاڑنے اور نوچنے کی ممانعت آئی ہے۔

---

[1] قال :قصوا الشوارب، واعفوا اللحى، ولا تمشوا فى الأسواق إلا وعليكم الأزر إنه ليس منا من عمل بسنة غيرنا (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۱۳۳۵، ج ۱۱ ص ۱۵۲، المعجم الاوسط للطبرانى رقم الحديث ۹۴۲۶، عن ابنِ عباس)

[2] عن زيد بن أرقم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :من لم يأخذ من شاربه فليس منا (ترمذى، رقم الحديث ۲۷۶۱، ابواب الادب، باب ماجاء فى قص الشارب، نسائى، رقم الحديث ۱۳، مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۲۶۳، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۴۷۷)

www.idaraghufran.org

اور احادیث میں چند چیزوں پر لعنت آئی ہے، اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ:

انہوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے جسم کو گودنے اور گودوانے والی عورتوں پر (گودنے کے معنیٰ ہیں جسم پر خاص طریقہ پر کچھ لکھائی یا کوئی نقش ونگار کرنا جو بعد میں مٹتا نہیں) اور حسن پیدا کرنے کے لئے منہ کے بال نچوانے والی عورتوں پر اور دانتوں کے درمیان خلا کرانے والی عورتوں پر جو کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطری صورت کو بدلنے والی ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر ایک عورت آپ کے پاس حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ایسی ایسی (جن کا پہلے ذکر ہوا) عورتوں پر لعنت کرتے ہو؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کیا ہے کہ میں ان پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور قرآن مجید میں بھی ان پر لعنت موجود ہے۔

یہ سن کر اس عورت نے کہا کہ میں نے تو شروع سے آخر تک پورا قرآن پڑھا ہے اس میں تو اس کا ذکر نہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو قرآن کو غور سے پڑھتی تو اس کا ذکر ضرور پالیتی، کیا تو نے (قرآن میں) یہ نہیں پڑھا کہ:

" مَآ اٰتَا كُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَا كُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا "

ترجمہ: جس چیز کا تم کو اللہ کا رسول حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ (سورہ حشر)

وہ عورت کہنے لگی کہ ہاں یہ تو میں نے پڑھا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

www.idaraghufran.org

چیزوں سے منع فرمایا ہے (اور قرآن کہتا ہے کہ جس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کریں اس سے رُک جاؤ، تو یہ قرآن کا بھی حکم ہوا) (بخاری ومسلم) [1]

مذکورہ اور اس جیسی دوسری حدیثوں میں جن چند کاموں پر لعنت آئی ہے ان کی اصل وجہ اور علت:

"تغییر خلق اللّٰہ"

"یعنی اللہ تعالیٰ کی (بنائی ہوئی) صورت کو بگاڑنا"

بتلائی گئی ہے۔ [2]

---

[1] عن عبد الله، قال :لعن الله الواشمات والموتشمات، والمتنمصات والمتفلجات، للحسن المغيرات خلق الله فبلغ ذلک امرأة من بنى أسد يقال لها أم يعقوب، فجاء ت فقالت :إنه بلغنى عنک أنک لعنت كيت وكيت، فقال :وما لى ألعن من لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومن هو فى كتاب الله، فقالت :لقد قرأت ما بين اللوحين، فما وجدت فيه ما تقول، قال :لئن كنت قرأتيه لقد وجدتيه، أما قرأت :(وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا)؟ قالت :بلى، قال :فإنه قد نهى عنه، قالت :فإنى أرى أهلک يفعلونه، قال :فاذهبى فانظرى، فذهبت فنظرت، فلم تر من حاجتها شيئا، فقال :لو كانت كذلک ما جامعتها(بخارى، رقم الحديث ۴۸۸۶)

عن عبد الله، قال :لعن الله الواشمات والمستوشمات، والنامصات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله قال :فبلغ ذلک امرأة من بنى أسد يقال لها : أم يعقوب وكانت تقرأ القرآن، فأتته فقالت :ما حديث بلغنى عنک أنک لعنت الواشمات والمستوشمات، والمتنمصات والمتفلجات، للحسن المغيرات خلق الله، فقال عبد الله :وما لى لا ألعن من لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ وهو فى كتاب الله فقالت المرأة :لقد قرأت ما بين لوحى المصحف فما وجدته فقال " :لئن كنت قرأتيه لقد وجدتيه، قال الله عز وجل :(وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا) "فقالت المرأة :فإنى أرى شيئا من هذا على امرأتک الآن، قال :اذهبى فانظرى، قال :فدخلت على امرأة عبد الله فلم تر شيئا، فجاء ت إليه فقالت :ما رأيت شيئا، فقال :أما لو كان ذلک لم نجامعها(مسلم، رقم الحديث ۲۱۲۵"۱۲۰")

[2] قوله المغيرات خلق الله هى صفة لازمة لمن يصنع الوشم والنمص والفلج وكذا الوصل على إحدى الروايات (فتح البارى لابن حجر، ج۱۰، ص۳۷۳، قوله باب المتفلجات للحسن)

قال الخطابى إنما ورد الوعيد الشديد فى هذه الأشياء لما فيها من الغش والخداع ولو رخص فى شىء منها لكان وسيلة إلى استجازة غيرها من أنواع الغش ولما فيها من تغيير الخلقة وإلى ذلک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور قاعدہ ہے کہ وہ علت کسی اور چیز میں بھی پائی جائے تو اس کا حکم بھی وہی ہوتا ہے اور ڈاڑھی منڈانے میں یہ علت یعنی "تغییر خلق اللّٰہ" یقینی طور پر پائی جاتی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الإشارة فی حدیث ابن مسعود بقوله المغیرات خلق الله والله أعلم (فتح الباری لابن حجر، ج۱۰، ص۳۸۰، قوله باب المستوشمة)

قوله :(المغیرات خلق الله) ، یشمل ما ذکر قبله ولذلک قال :المغیرات بدون الواو :لأن ذلک کله تغییر لخلق الله تعالی وتزویر وتدلیس، وقیل :هذا صفة لازمه للتفلج (عمدة القاری، ج۱۹، ص۲۲۵، باب: وما آتاکم الرسول فخذوه)

قوله :(المغیرات خلق الله تعالی) کالتعلیل لوجوب اللعن (عمدة القاری، ج۲۲، ص۶۳، باب المتفلجات للحسن)

(خلق الله تعالی) صفة لازمة لمن فعل الثلاثة المذکورة وهو کالتعلیل لوجوب اللعن المستدل به علی الحرمة وفی باب المتنمصات الآتی بعد باب إن شاء الله تعالی (ارشاد الساری للقسطلانی، ج۸، ص۴۷۴، باب المتفلجات للحسن)

[1] مما سبق من النصوص یمکن للمسلم الذی لم تفسد فطرته أن یأخذ منها أدلة کثیرة قاطعة علی وجوب إعفاء اللحیة وحرمة حلقها :

أولا :أمر الشارع بإعفائها والأصل فی الأمر الوجوب فثبت المدعی

ثانیا :حرم تشبه الرجال بالنساء وحلق الرجل لحیته فیه تشبه بالنساء فیما هو من أظهر مظاهر أنوثتهن فثبت حرمة حلقها ولزم وجوب إعفائها

ثالثا :لعن النامصة -وهی التی تنتف شعر حاجبیها أو غیر بقصد التجمیل -وعلل ذلک بأنه تغییر لخلق الله تعالی والذی یحلق لحیته إنما یفعل ذلک للحسن -زعم -وهو فی ذلک یغیر خلقة الله تعالی فهو فی حکم النامصة تماما ولا فرق إلا فی اللفظ ولا أعتقد أنه یوجد الیوم علی وجه الأرض ظاهری یجمد علی ظاهر اللفظ ولا یمعن النظر فی المعنی المقصود منه ولاسیما إذا کان مقرونا بعلة یقتضی عدم الجمود علیه کقوله علیه السلام ههنا . . " :للحسن المغیرات خلق الله "

وثمة دلیل رابع وهو أنه صلی الله علیه وسلم جعل إعفاء اللحیة من الفطرة کما جعل منها قص الأظفار وحلق العانة وغیر ذلک مما رواه مسلم فی "صحیحه "ففیه رد صریح علی الکاتب ومن ذهب مذهبه أن اللحیة من أمور العادات التی یختلف الحکم فیها باختلاف الأزمان والعصور ذلک لأن الفطرة من الأمور التی لا تقبل شرعا التبدل مهما تبدلت الأعراف والعادات :(فطرة الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله ذلک الدین القیم ولکن أکثر الناس لا یعلمون)(تمام المنة فی التعلیق علی فقه السنة،للألبانی، ج۱، ص۸۳)

(فائدة) : قال الحافظ فی "الفتح(۱۰/۳۷۲-۳۷۳) "قوله " :والمتفلجات للحسن "یفهم منه أن المذمومة من فعلت ذلک لأجل الحسن، فلو احتاجت إلی ذلک لمداواة مثلا جاز .قوله " :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس لئے ڈاڑھی منڈانا بھی لعنت کا باعث ہوا۔ اور لعنت کی حقیقت ہے:

''رحمت سے دور ہونا''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے رحمت کا ہونا لازم ہے لہٰذا رحمت سے دور ہونا امت سے خارج ہونے کی نشانی ہے (کیونکہ قاعدہ ہے کہ انتفاء لازم انتفاء ملزوم کو مستلزم ہوتا ہے) (کذا فی امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۵۰، ۱۵۱)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المغيرات خلق الله "هي صفة لازمة لمن يصنع الوشم والنمص والفلج، وكذا الوصل على إحدى الروايات ."وقال العيني في "عمدة القاري(٢٢/٦٣) "قوله " :المغيرات خلق الله تعالى " كالتعليل لوجوب اللعن ."فإذا عرفت ما سبق يتبين لك سقوط قول الشيخ الغماري في رسالته " تنوير البصيرة ببيان علامات الكبيرة (ص ٣٠) "قلت :تغيير خلق الله يكون فيما يبقى أثره كالوشم والفلج، أو يزول ببطء كالتنميص، أما حلق اللحية فلا يكون تغييرا لخلق الله لأن الشعر يبدو ثاني يوم من حلقه.

أقول :فهذا كلام باطل من وجوه :الأول:

أنه مجرد دعوى لا دليل عليها من كتاب أو سنة أو أثر، وقديما قالوا :والدعاوى ما لم تقيموا عليها بينات أبناؤها أدعياء .

الثاني :أنه خلاف ما يدل عليه زيادة "الواصلات "، فإن الوصل، ليس كالوشم وغيره مما لا يزول، أو يزول ببطء ولاسيما إذا كان من النوع الذي يعرف اليوم بـ (الباروكة) فإنه يمكن إزالتها بسرعة كالقلنسوة.

الثالث :أن ابن مسعود رضي الله عنه أنكر حلق الجبين واحتج بالحديث كما تقدم في رواية الهيثم، فدل على أنه لا فرق بين الحلق والنتف من حيث أن كلا منهما تغيير لخلق الله .وفيه دليل أيضا على أن النتف ليس خاصا بالحاجب كما زعم بعضهم .فتأمل.

الرابع :أنه مخالف لما فهمه العلماء المتقدمون، وقد مر بك قول الحافظ الصريح في إلحاق الوصل بالوشم وغيره .وأصرح من ذلك وأفيد، ما نقله(١٠/٣٧٧)عن الإمام الطبري قال" :لا يجوز للمرأة تغيير شيء من خلقتها التي خلقها الله عليها بزيادة أو نقص التماس الحسن، لا للزوج ولا لغيره، لمن تكون مقرونة الحاجبين فتزيل ما بينهما توهم البلج، أو عكسه، ومن تكون لها سن زائدة فتقلعها، أو طويلة فتقطع منها، أو لحية أو شارب أو عنفقة فتزيلها بالنتف، ومن يكون شعرها قصيرا أو حقيرا فتطوله، أو تغزره بشعر غيرها، فكل ذلك داخل في النهي، وهو من تغيير خلق الله تعالى .قال :ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة، أو طويلة تعيقها في الأكل " ..إلخ.قلت :فتأمل قول الإمام " :أو عكسه "، و "أو لحية" ..، وقوله " :فكل ذلك داخل في النهي، وهو من تغيير خلق الله ."فإنك ستتأكد من بطلان قول الغماري المذكور، والله تعالى هو الهادي(أحكام النساء للألباني، ج ۱، ص ۱۷۸، أحكام الشعر)

www.idaraghufran.org

نیز حدیث میں ڈاڑھی رکھنے کو فطرت اور انبیاء کا اور اس کے مقابلہ میں ڈاڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کو کافروں کا طریقہ بتلایا گیا ہے (کمامر)

علاوہ ازیں احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (بخاری) [۱]

ترجمہ: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا (بخاری)

اس طرح کی اور بھی احادیث ہیں۔

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے محبت رکھے گا، تو ان کے ساتھ ہوگا، اور اگر کافروں کے ساتھ محبت رکھے گا، تو ان کے ساتھ ہوگا۔ [۲]

اور جب انسان کسی کے ساتھ محبت رکھتا ہے، تو اس جیسا عمل بھی کرتا ہے، اسی لئے احادیث میں عمل کے اعتبار سے کافروں کے ساتھ تشبہ کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

اور کسی سے سچی محبت کی علامت بھی یہی ہے، کہ جب کسی سے انسان کو محبت ہوتی ہے، تو اس کی اتباع بھی ہوتی ہے۔

لہٰذا اس کا تقاضا بھی یہ ہوا کہ اگر ڈاڑھی سے محبت کرے گا، اور شریعت کا حکم سمجھ کر ڈاڑھی رکھے گا، تو وہ درحقیقت نبیوں کے ساتھ ہوگا، اور یہی مقبول امتی ہونے کی نشانی ہے۔ [۳]

---

[۱] رقم الحديث ۶۱۶۹، كتاب الادب، باب علامة حب الله عز وجل، عن ابى وائل.

[۲] (من أحب قوما حشره الله فى زمرتهم) فمن أحب أولياء الرحمن فهو معهم فى الجنان ومن أحب حزب الشيطان فهو معهم فى النيران قالوا :وذا مشروط بما إذا عمل مثل عملهم ولهذا يمثل لمحب المال ماله شجاعا أقرع يأخذ بلهزمتيه يقول أنا مالك أنا كنزك ويصفح له صفائح من نار فيكوى بها وعاشق الصدر إذا اجتمع هو ومعشوقه على غير طاعة تجمع بينهما فى النار ويعذب كل منها بصاحبه إذ (الأخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو إلا المتقين)فالمحب مع محبوبه دنيا وأخرى (فيض القدير تحت رقم الحديث ۸۳۱۷)

[۳] حديث :المرء مع من أحب، متفق عليه من حديث شعبة عن قتادة عن أنس، ومن حديث الأعمش عن شقيق عن أبى موسى وابن مسعود ثلاثتهم به مرفوعاً، زاد الترمذى من طريق أشعث عن الحسن عن أنس :وله ما اكتسب، وممن رواه عن أنس سالم بن أبى الجعد .وقال صفوان بن قدامة :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۶)

کیا ڈاڑھی منڈانا خلافِ سنت یا مکروہ عمل ہے؟

اعتراض:.....بعض لوگ ڈاڑھی کے بارے میں اعتراض کے طور پر کہا کرتے ہیں کہ ڈاڑھی رکھنا سنت ہے، اور اگر کوئی ڈاڑھی نہ رکھے تو وہ اگرچہ سنت کے ثواب سے تو محروم ہوتا ہے، مگر وہ گناہ گار نہیں ہوتا، بلکہ ایک مکروہ عمل کا مرتکب ہوتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هاجرت إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأتيته فقلت يا رسول الله ناولني يدك أبايعك فناولني يده فقلت يا رسول الله إني أحبك، فقال :المرء مع من أحب، وفي الباب عن ابن مسعود وأبي موسى وآخرين، منهم بمعناه أبو ذر وقد أفرد بعض الحفاظ طرقه في جزء وفي لفظ :قال رجل يا رسول الله متى قيام الساعة ؟ فقال :إنها قائمة فما أعددت لها، قال :ما أعددت لها من كبير إلا أني أحب الله ورسوله، قال :فأنت مع من أحببت ولك ما اكتسبت، قال فما فرح المسلمون بشيء بعد الإسلام ما فرحوا به، وفي لفظ آخر عن أبي أمامة :يا ابن آدم لك ما نويت وعليك ما اكتسبت ولك ما احتسبت وأنت مع من أحببت، وفي آخر عن أبي قرصافة :من أحب قوماً ووالاهم حشره الله فيهم، وفي آخر عن جابر :من أحب قوماً على أعمالهم حشر معهم يوم القيامة، وفي لفظ :حشر في زمرتهم، وفي سنده إسماعيل بن يحيى التيمي ضعيف، وهذا الحديث كما قال بعض العلماء معقود بشرط، وعنى عليه السلام أنه إذا أحبهم عمل أعمالهم ويدل لهذا ما رواه العسكري من جهة داود بن المحبر حدثنا الحسن بن واصل قال قال الحسن :لا تغتر يا ابن آدم بقول من يقول أنت مع من أحببت فإنه من أحب قوماً اتبع آثارهم واعلم أنك لن تلحق بالأخيار حتى تتبع آثارهم وحتى تأخذ بهديهم وتقتدى بسنتهم وتصبح وتمسى على منهاجهم حرصاً على أن تكون منهم قلت ومن ثم قال القائل:

تعصى الإله وأنت تظهر حبه ...هذا لعمرى في القياس بديع
لو كان حبك صادقاً لأطعته ...إن المحب لمن يحب مطيع

وسأل رجل من أهل بغداد أبا عثمان الواعظ متى يكون الرجل صادقاً في حب مولاه ؟ فقال :إذا خلا من خلافه كان صادقاً في حبه، قال :فوضع الرجل التراب على رأسه وصالح فقال كيف أدعي حبه ولم أخل طرفة عين من خلافه، قال فبكى أبو عثمان وأهل المجلس وصار أبو عثمان يقول في بكائه :صادق في حبه مقصر في حقه أورده البيهقي وقال عقبه :وما قاله أبو عثمان من صدق حبه وإن كان مقصراً في موجباته يشهد له قوله صلى الله عليه وسلم :المرء مع من أحب، لمن قال له المرء يحب القوم ولما يلحق بهم، ومن ثم لما قيل للفرزدق أما آن لك أن تقصر عن قذف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لہٰذا ڈاڑھی نہ رکھنے والے کو گناہ گار قرار دینا غلط ہے؟

جواب:..... صحیح احادیث اور فقہائے امت کی تصریحات سے یہ بات اپنے مقام پر طے ہوچکی ہے کہ ڈاڑھی رکھنا واجب عمل ہے، اور واجب عمل کو چھوڑنا گناہ ہے، کیونکہ واجب عمل کا درجہ فرض کے قریب ہوا کرتا ہے (جیسا کہ تفصیلاً پہلے گزرا)

اور اس کی خلاف ورزی عملاً حرام ہوتی ہے۔

اور اسی لئے اکثر و بیشتر فقہائے کرام نے ڈاڑھی منڈانے کو حرام فرمایا ہے (جس سے متعلق

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المحصنات فقال والله لله أحب إلى من عيني التي أبصر بها أفتراه يعذبني، رواه البيهقي أيضاً، ومنه قوله تعالى "وقالت اليهود والنصارى نحن أبناء الله وأحباؤه قل فلم يعذبكم بذنوبكم "(المقاصد الحسنة،تحت رقم الحديث ۱۰۱۱، ج ۱ ص ۵۹۸ تا ۶۰۰، حرف الميم)

المرء مع من أحب .متفق عليه عن أنس وأبى موسى وابن مسعود رفعوه ، ورواه الترمذى عن أنس ، وزاد وله ما اكتسب.وسببه لما قال صفوان بن قدامة هاجرت إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله إنى أحبک فقال المرء مع من أحب .وقد أفرد بعض الحفاظ طرقه فى جزء .وفى لفظ قال رجل يا رسول الله متى قيام الساعة فقال إنها قائمة فما أعددت لها قال ما أعددت لها من كثير إلا أنى أحب الله ورسوله قال فأنت مع من أحببت ولک ما اكتسبت قال فما فرح المسلمون بشيئ بعد الإسلام ما فرحوا به .وفى لفظ آخر عن أبى أمامة يا ابن آدم لک ما نويت وعليک ما اكتسبت ولک ما احتسبت وأنت مع من أحببت.وفى آخر عن أبى قرصافة من أحب قوما ووالاهم حشره الله فيهم.وفى آخر عن جابر من أحب قوما على أعمالهم حشر معهم يوم القيامة ، وفى لفظ حشر فى زمرتهم.وفى سنده أبو يحيى التيمى ضعيف ، وهذا الحديث كما قال بعض العلماء مشروط بشرط وعنى عليه الصلاة والسلام أنه إذا أحبهم عمل بمثل أعمالهم.ومن ثم قال الحسن البصرى كما رواه عنه العسكرى لا تغتر يا ابن آدم بقوله أنت مع من أحببت فإنه من أحب قوما تبع آثارهم وأعلم أنک لا تلحق بالأخيار حتى تتبع آثارهم وحتى تأخذ بهديهم وتقتدى بسننهم وتصبح وتمسى على منهاجهم حرصا على أن تكون منهم .وما أحسن ما قيل :تعصى الإله وأنت تظهر حبه *هذا لعمرى فى القياس بديع لو كان حبک صادقا لأطعته *إن المحب لمن يحب مطيع لكن قد يدل للعموم قوله صلى الله عليه وسلم المرء مع من أحب لمن قال له المرء يحب القوم ولما يلحق بهم ، وسأل رجل من أهل بغداد أبا عثمان الواعظ متى يكون الرجل صادقا فى حب مولاه فقال إذا خلا من خلافه كان صادقا فى حبه قال فوضع الرجل التراب على رأسه وصاح وقال كيف ادعى حبه ولم أخل طرفة عين من خلافه قال فبكى أبو عثمان أهل المجلس وصار أبو عثمان يقول فى بكائه صادق فى حبه مقصر فى حقه -أورده البيهقى (كشف الخفاء ومزيل الألباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس للعجلونى تحت رقم الحديث ۲۲۸۴، ج ۲ ص ۲۰۲ و ص ۲۰۳)

www.idaraghufran.org

عبارات پہلے گزر چکی ہیں) [1]

پھر ڈاڑھی منڈانے میں ایک گناہ نہیں بلکہ اور بھی کئی گناہ ہیں۔

لہٰذا ڈاڑھی کو سنت قرار دے کر یہ دعویٰ کرنا کہ اگر کوئی ڈاڑھی نہ رکھے تو گناہ گار نہیں، یہ سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے۔

ایک مٹھی ڈاڑھی کے سنت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا سنت طریقہ پر ثابت ہے، اور ڈاڑھی کی سنت سے ثابت شدہ مقدار اتنی ہے، اور اس سے زیادہ ڈاڑھی رکھنا سنت نہیں۔

یہ مطلب نہیں کہ ایک مٹھی سے کم ڈاڑھی رکھنا یا بالکل منڈا دینا خلافِ سنت ہے، کیونکہ ڈاڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے کم کرانا تو ناجائز اور گناہ کا کام ہے۔

(۷)

مولوی ڈاڑھی کے پیچھے اتنے کیوں پڑتے ہیں؟

اعتراض:..... بعض لوگ اعتراضاً کہا کرتے ہیں کہ مولوی اور علماء حضرات ڈاڑھی کے اتنے پیچھے کیوں پڑتے ہیں، کیا ڈاڑھی میں ہی اسلام رکھا ہے، آخر اور بھی تو چیزیں ہیں ان کے پیچھے کیوں نہیں پڑتے؟

جواب:..... یہ اعتراض بھی حقیقت پر مبنی نہیں، کیونکہ ڈاڑھی میں اگرچہ اسلام نہ ہو، مگر اسلام میں تو ڈاڑھی ہے، جیسا کہ دین کے دوسرے الگ الگ احکام کا بھی یہی حال ہے کہ ان میں اسلام نہیں لیکن وہ اسلام میں ہیں، اگر دین کے ہر ہر حکم کے بارے میں یہی کہا جائے کہ کیا اس میں ہی اسلام ہے تو اسلام پھر کن چیزوں کا نام ہوگا، پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ

---

[1] اور اگر کسی نے اس کو مکروہ عمل قرار دیا، تو اس سے مراد مکروہِ تحریمی ہے، جو کہ حرام کے قریب ہے، البتہ حرام اور مکروہِ تحریمی میں علمی اعتبار سے صرف دلیل کا فرق ہونے کی وجہ سے ایک کو حرام اور دوسرے کو مکروہِ تحریمی کہہ دیا جاتا ہے۔

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی منڈانے والے جتنے ڈاڑھی کے پیچھے پڑتے ہیں، کہ ہر روز صبح اٹھ کر سب سے پہلے نعوذ باللہ ڈاڑھی کا ناشتہ کرتے ہیں اور کسی تقریب میں جاتے ہیں تو پہلے ڈاڑھی منڈاتے اور شیو کرتے ہیں، جمعہ اور عیدین وغیرہ کے بابرکت دنوں میں ڈاڑھی منڈا کر جمعہ وعیدین کی نمازوں کے لئے جاتے ہیں، نائیوں کی دوکانوں پر ڈاڑھی منڈانے والوں کا ہجوم جمع رہتا ہے، وغیرہ وغیرہ، تو ڈاڑھی کے پیچھے جتنا کہ ڈاڑھی منڈانے والے پڑتے ہیں، اتنا اس کے پیچھے مولوی نہیں پڑتے، ورنہ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ اگر روزانہ لاکھوں کی تعداد میں یہ گناہ ہوتا ہے تو روزانہ لاکھوں کی تعداد میں اس بیماری کی خوراک بھی ملنی چاہئے تھی، مگر ایسا نہیں ہے، اور شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جو گناہ جتنی زیادہ مقدار میں ہو اس پر تنبیہ بھی اسی اعتبار سے ہونی چاہئے، خاص طور پر جو گناہ کہ کھلم کھلا ہو اور عمومی انداز میں ہو، کیونکہ اس طرح کے گناہوں کے نتیجہ میں آنے والا وبال اور عذاب دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

(۸)

کیا ڈاڑھی غیر فطری اور زائد چیز ہے؟

اعتراض:..... بعض لوگ اعتراض کے طور پر کہتے ہیں کہ ڈاڑھی ایک زائد، فضول اور غیر فطری چیز ہے، پیدائش کے وقت ڈاڑھی نہیں ہوتی، لہٰذا اسے منڈا دینا چاہئے، جیسا کہ زیرِ بغل اور زیرِ ناف بالوں کا بھی معاملہ ہے؟

جواب:..... اسی اعتراض کا جواب ایک بزرگ نے دیا تھا کہ پھر تو دانت بھی توڑ ڈالنا چاہئے، کیونکہ یہ بھی پیدائش کے وقت موجود نہیں ہوتے، جس کے جواب میں ایک صاحب نے کہا تھا کہ واہ صاحب آپ نے تو دندان شکن جواب دیا، مطلب یہ تھا کہ جواب بھی حقیقت میں دندان شکن ہے، اور اس جواب میں دانت توڑنے کا بھی ذکر ہے (الافاضات

الیومیہ ج۳ص۳۰۸، ملفوظ نمبر۵۴۶ بتغیر)

فطری ہونے کے یہ معنیٰ نہیں کہ پیدائش کے وقت جو چیز ہو، بلکہ یہ معنیٰ ہیں کہ وہ چیز قدرتی طور پر اور فطرتِ سلیمہ وصحیحہ کے عین مطابق ہو، اور ڈاڑھی اس اعتبار سے عین فطرت کے مطابق ہے، اگرچہ بگڑی ہوئی فطرت رکھنے والے حضرات اسے فطرت نہیں سمجھتے، اور زیرِ ناف وزیرِ بغل بالوں کا بڑھانا فطرت میں داخل نہیں، بلکہ انہیں کٹانا فطرت میں داخل ہے، جیسا کہ مشہور حدیث میں ڈاڑھی رکھنے، مونچھیں کاٹنے اور زیرِ ناف وزیرِ بغل بالوں کے کاٹنے کو فطرت بتلایا گیا ہے۔

اور جب احادیث میں ڈاڑھی بڑھانے کو فطرت بلکہ فطرتِ اسلام بتلایا گیا ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی منڈانے کو فطرت کے مطابق کہنے والے ان احادیث سے ناواقف یا ان کے منکر ہوئے، اور ان کا یہ کہنا ہی خود فطرت کے خلاف ہوا۔

(۹)

کیا اصل باطن کی درستگی ہے؟

اعتراض:.....بعض لوگ اعتراض کے طور پر کہتے ہیں کہ اصل چیز تو انسان کے باطن کی اصلاح ودرستگی ہے اور ڈاڑھی تو اصل مسلمان کے اندر ہونی چاہئے، اوپر اور چہرہ کی ڈاڑھی کا کیا فائدہ، جب تک اندر کا معاملہ درست نہ ہو؟

جواب:..... یہ اعتراض کم علمی، ناواقفیت، بلکہ جہالت پر مبنی ہے، اللہ اور اس کے رسول نے تو چہرہ کی ظاہری ڈاڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے نہ کہ اندر رکھنے کا، کیونکہ ڈاڑھی تو چہرہ پر آتی ہے، نہ کہ اندر، یہ اعتراض تو ایسا ہی ہوا کہ جیسا کہ کوئی نماز کا انکار کرتے ہوئے کہے کہ اصل نماز تو دل کی ہوتی ہے ظاہر کی نماز کا کیا فائدہ۔

اسی طرح کوئی زکاۃ کے بارے میں کہے، اور کوئی حج کے بارے میں کہے، اور کوئی دین کے

www.idaraghufran.org

کسی اور حکم کے بارے میں اس طرح کہے تو، پھر اسلام کن چیزوں کا نام ہوگا؟

اس کے علاوہ انسان کے ظاہری عمل کا اثر اُس کے باطن پر بھی پڑتا ہے، اور اس کا باطن بھی اس کے ظاہری اعمال سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، اور اسی وجہ سے احادیث میں کافروں کی ظاہری عمل میں مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت آئی ہے، خواہ لباس میں ہو، یا کسی اور ظاہری چیز میں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرماتے وقت بھی کافروں کی مخالفت کا حکم فرمایا ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ وہ ڈاڑھی منڈاتے یا پست کرتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ظاہری عمل اور خود ڈاڑھی کے بارے میں ہے، اور ڈاڑھی کا مقام انسان کا چہرہ ہے، جو ظاہر میں نظر آنے والا ہے، لہٰذا احادیث میں جب چہرہ پر ڈاڑھی رکھنے کا حکم دیا گیا تو اس حکم کی مخالفت کر کے باطن کی اصلاح و درستگی کا دعویٰ کرنا غلط ہوا۔ [1]

---

[1] (من تشبه بقوم) أی تزیا فی ظاهره بزیهم وفی تعرفه بفعلهم وفی تخلقه بخلقهم وسار بسیرتهم وهدیهم فی ملبسهم وبعض أفعالهم أی وکان التشبه بحق قد طابق فیه الظاهر الباطن (فهو منهم) وقیل المعنی من تشبه بالصالحین وهو من أتباعهم یکرم کما یکرمون ومن تشبه بالفساق یهان ویخذل کهم ، ومن وضع علیه علامة الشرف أکرم وإن لم یتحقق شرفه وفیه أن من تشبه من الجن بالحیات وظهر بصورتهم قتل وأنه لا یجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء کذا ذکره ابن رسلان ، وبأبلغ من ذلک صرح القرطبی فقال :لو خص أهل الفسوق والمجون بلباس منع لبسه لغیرهم فقد یظن به من لا یعرفه أنه منهم فیظن به ظن السوء فیأثم الظان والمظنون فیه بسبب العون علیه ، وقال بعضهم :قد یقع التشبه فی أمور قلبیة من الاعتقادات وإرادات وأمور خارجیة من أقوال وأفعال قد تکون عبادات وقد تکون عادات فی نحو طعام ولباس ومسکن ونکاح واجتماع وافتراق وسفر وإقامة ورکوب وغیرها وبین الظاهر والباطن ارتباط ومناسبة وقد بعث الله المصطفی صلی الله علیه وسلم بالحکمة التی هی سنة وهی الشرعة والمنهاج الذی شرعه له فکان مما شرعه له من الأقوال والأفعال ما یباین سبیل المغضوب علیهم والضالین فأمر بمخالفتهم فی الهدی الظاهر فی هذا الحدیث وإن لم یظهر فیه مفسدة لأمور منها أن المشارکة فی الهدی فی الظاهر تؤثر تناسبا وتشاکلا بین المتشابهین تعود إلی موافقة ما فی الأخلاق والأعمال وهذا أمر محسوس فإن لابس ثیاب العلماء مثلا یجد من نفسه نوع انضمام إلیهم ولابس ثیاب الجند المقاتلة مثلا یجد من نفسه نوع تخلق بأخلاقهم وتصیر طبیعته منقادة لذلک إلا أن یمنعه مانع ومنها أن المخالفة فی الهدی الظاهر توجب مباینة ومفارقة توجب الانقطاع عن موجبات الغضب وأسباب الضلال والانعطاف علی أهل الهدی والرضوان ومنها أن مشارکتهم فی الهدی للظاهر توجب الاختلاط الظاهر حتی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۱۰)

زیادہ عمر میں بالوں کے سفید نظر آنے کے ڈر سے ڈاڑھی نہ رکھنے کا حیلہ

اعتراض:..... بعض لوگ ڈاڑھی کی اہمیت و افادیت کو تو مانتے اور سمجھتے ہیں، لیکن جب ڈاڑھی رکھنے کا معاملہ آتا ہے تو اس وہم اور خیال سے ڈاڑھی رکھنے سے گریز کرتے ہیں کہ زیادہ عمر کی وجہ سے ڈاڑھی کے بال سفید برآمد ہوں گے اور لوگ دیکھ کر بوڑھا سمجھیں گے، جس کی وجہ سے لوگوں اور خاص طور سے خواتین کی نظروں میں عزت کم ہوگی، اس لئے یہ لوگ اسی طرح سے پوری زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

جواب:..... یہ ان لوگوں کے لئے شیطان کی بہت بڑی چال ہے، جس کی وجہ سے یہ حضرات حقیقت سے دھوکہ کھا گئے ہیں، کیونکہ اولاً تو عمر کی ایک مقدار مقرر ہے، جو کہ بالوں کی سفیدی کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے سے بڑھتی نہیں، اور بڑھاپا بھی اپنی عمر میں آتا ہے، اس سے بڑھاپا متأثر نہیں ہو جاتا، بلکہ طبی اعتبار سے ڈاڑھی منڈانے سے جلدی بڑھاپا آتا ہے۔

دوسرے لوگوں کی نظروں سے اپنی عمر کو چھپانا اور مصنوعی حالت بنا کر اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے جوان ظاہر کرنا الگ گناہ ہے، اور اسی وجہ سے سیاہ خضاب کا لگانا منع ہے، جس کا ذکر آگے مسائل کے بیان میں آتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ یرتفع التمییز ظاهرا بین المهدبین المرضیین وبین المغضوب علیهم والضالین الی غیر ذلک من الأسباب الحکیمة التی أشار إلیها هذا الحدیث وما أشبهه.

وقال ابن تیمیة :هذا الحدیث أقل أحواله أن یقتضی تحریم التشبه بأهل الکتاب وإن کان ظاهره یقتضی کفر المتشبه بهم فکما فی قوله تعالی *(ومن یتولهم منکم فإنه منهم)وهو نظیر قول ابن عمرو من بنی بأرض المشرکین وصنع نیروزهم ومهرجانهم وتشبه بهم حتی یموت حشر یوم القیامة معهم فقد حمل هذا علی التشبه المطلق فإنه یوجب الکفر ویقتضی تحریم أبعاض ذلک ، وقد یحمل منهم فی القدر المشترک الذی شابههم فیه فإن کان کفرا أو معصیة أو شعارا لها کان حکمه کذلک (فیض القدیر، تحت رقم الحدیث۸۵۹۳)

www.idaraghufran.org

تیسرے نامحرم عورتوں کو دکھلانے اور ان کو اپنی طرف مائل ومتوجہ کرنے اور ان کی نظروں میں صاحبِ کشش بننے کے لئے کوئی عمل کرنا بھی مستقل گناہ ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

چوتھے بالوں کی سفیدی اللہ تعالیٰ کا نور ہے، اور اس پر نیکیوں کا وعدہ ہے۔

اس طرح کی احادیث آگے مسائل کے ضمن میں ذکر کردی گئی ہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اور آخرت میں عزت کو حاصل کرنا، لوگوں کی نظروں میں اور دنیا کی عارضی زندگی کی فانی اور مصنوعی عزت سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔

دنیا اور لوگوں کی خاطر، اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کی عزت کو پامال اور ضائع کرنا بڑی حماقت وسفاہت ہے۔

اور آخری بات یہ ہے کہ سفید ڈاڑھی والے انسان کی دنیا میں بھی عزت ہوتی ہے اور لوگ ایسے شخص کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

لہٰذا یہ دعویٰ اور خیال بھی صحیح نہیں کہ سفید ڈاڑھی کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں عزت میں کمی آتی ہے۔

(۱۱)

ڈاڑھی رکھنے کو عرب کی عادت قرار دینے اور عبادت نہ ہونے کا اعتراض

اعتراض:.....بعض لوگوں کے سامنے جب ڈاڑھی کا ذکر آتا ہے تو وہ اعتراضاً کہتے ہیں کہ ڈاڑھی رکھنا تو عرب کی عادت اور رواج تھا، اور اسی عرب کی عادت اور رواج کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ڈاڑھی رکھی تھی، اور جب اس کی بنیاد عرب کے رواج پر ہوئی، تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ کوئی عبادت کی چیز نہیں اور نہ رکھنے میں کوئی گناہ نہیں۔

جواب:.....ان لوگوں کا یہ اعتراض غلط اور حقیقت کے خلاف ہے۔

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کسی علاقہ وقبیلہ اور عرب وعجم کی قید کے بغیر

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی رکھنے کا حکم فرمایا ہے، اور اس کو فطرت (یعنی تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام) کا طریقہ فرمایا ہے، اور اس کو فطرتِ اسلام سے تعبیر فرمایا ہے۔

اور یہ فرمایا ہے کہ:

ہمارے دین میں ڈاڑھی بڑھانا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ:

میرے رب نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔

اور ساتھ ہی ڈاڑھی منڈانے کو کافروں، مشرکوں، مجوسیوں وغیرہ کا طریقہ بتلایا ہے، اور اس کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ ڈاڑھی بڑھانا ہے اور جس نے ہمارے طریقہ کو اختیار نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔

(یہ احادیث ہم ڈاڑھی کی اہمیت وتاکید کے ضمن میں پہلے ذکر کر چکے ہیں)

اس قسم کی احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ ڈاڑھی رکھنا عرب کی عادت ورواج پر مبنی نہیں، بلکہ اللہ، اس کے رسول اور شریعت کا حکم ہے، اور کفر کے مقابلہ میں اسلام کے اہم احکام میں سے ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انبیائے کرام، اور اسلام کا طریقہ ہے اور دین وعبادت کا کام ہے۔

اور اس کے برخلاف یہ عمل صرف غیر عربیوں کا ہی نہیں بلکہ مشرکوں اور کافروں کا طریقہ ہے۔

اس کے علاوہ اگر کوئی عمل عرب کا رواج بھی ہو، اور شریعت نے بھی اس کو عبادت قرار دیا ہو، تو بھی کوئی ٹکراؤ نہیں، جس کی بے شمار مثالیں شریعت میں موجود ہیں۔

اس سے زیادہ واضح دلائل ڈاڑھی کے عبادت، نہ کہ صرف عرب کی عادت ہونے کے، اور کیا ہو سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ڈاڑھی شریعت کا ایک اہم حکم اور عبادت ہے، اور صرف عرب کا رواج نہیں۔ [1]

---

[1] وإعفاء اللحية وإن كان شأن العرب وخاصيتهم إلا أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بأمره به قد نقله من كونه عرفاً وعادةً إلى كونه عبادة مأموراً بها مثاباً على فعلها معاقباً على تركها.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۱۲)

ڈاڑھی کی آڑ میں شکار کرنے کا بہانہ

اعتراض:.....بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ڈاڑھی رکھنا تو اچھی بات ہے، لیکن آج کل لوگ ڈاڑھی رکھ کر اس کی آڑ میں شکار کرتے ہیں، لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں، اور اس وجہ سے ڈاڑھی بدنام ہو چکی ہے، اس لئے ہم ڈاڑھی نہیں رکھتے۔

جواب:.....ان لوگوں کا یہ اعتراض کوئی وقعت نہیں رکھتا، اور اس اعتراض کی وجہ سے وہ ڈاڑھی منڈانے کے گناہ سے نہیں بچ سکتے۔

کیونکہ اولاً تو دھوکہ دینے اور گناہ کرنے والے ہر قسم کے اور ہر طبقہ میں لوگ ہوتے ہیں، اور بُرے لوگوں کو دیکھ کر اچھے لوگوں پر طعنہ دینا صحیح نہیں ہوتا، اور اگر یہ اصول صحیح ہو تو پھر برے ڈاکٹروں کو دیکھ کر اچھے ڈاکٹروں کو بھی برا کہنا چاہئے۔

اور بدعمل مسلمانوں کو دیکھ کر اچھے مسلمانوں کو بھی برا کہنا چاہئے، اور اگر ایسا ہو تو پھر مسلمان کے نام سے بھی مسلمانوں کو نعوذ باللہ نفرت کرنی چاہئے۔

اور اگر بالفرض کچھ لوگ دھوکہ دینے کے لئے ڈاڑھی رکھتے ہیں، تو شریعت کی نظر میں اس نیت اور اس غرض سے ڈاڑھی رکھنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ نیت اور غرض گناہ کی چیز ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والصادق فی إیمانه یستجیب لأمر الله لأن مقتضی الإیمان التصدیق والطاعة والاستسلام والانقیاد لأمر الله تعالی(إعفاء اللحیة علی ضوء الکتاب والسنة وأقوال أهل العلم ،لأبی عبدالرحمن،ص۴)

أنه صلی الله علیه وسلم جعل إعفاء اللحیة من الفطرة کما جعل منها قص الأظفار وحلق العانة وغیر ذلک مما رواه مسلم فی "صحیحه "ففیه رد صریح علی الکاتب ومن ذهب مذهبه أن اللحیة من أمور العادات التی یختلف الحکم فیها باختلاف الأزمان والعصور ذلک لأن الفطرة من الأمور التی لا تقبل شرعا التبدل مهما تبدلت الأعراف والعادات :(فطرة الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله ذلک الدین القیم ولکن أکثر الناس لا یعلمون(تمام المنة فی التعلیق علی فقه السنة،للألبانی،ج ۱ ،ص ۸۳)

www.idaraghufran.org

لہٰذا ان لوگوں کو بھی چاہئے، اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی کہ وہ صحیح نیت کے ساتھ شریعت کا حکم سمجھ کر ڈاڑھی رکھیں۔

اور آخری درجہ میں عرض ہے کہ اگر کوئی ڈاڑھی رکھ کر گناہ یا دھوکہ دہی کا عمل کرتا ہے، تو اس کا گناہ کرنا اور دھوکہ دینا یہ گناہ کا کام ہے، مگر شریعت کے مطابق ڈاڑھی رکھنا ثواب کا کام ہے۔ اور جو شخص ڈاڑھی نہیں رکھتا یہ بھی گناہ کا کام ہے۔

لہٰذا ایک گناہ کی وجہ سے دوسرا نیکی کا کام گناہ نہیں بنتا، گناہ کا گناہ ہونا اپنی جگہ ہوتا ہے، اور نیک کام کا نیک ہونا اپنی جگہ ہوتا ہے۔

اس لئے بہرحال ڈاڑھی کو اہم نیکی کا کام سمجھ کر رکھنا چاہئے، پھر دوسرے لوگ خواہ اچھا سمجھیں یا برا، اس کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔

(۱۳)

ڈاڑھی رکھ کر گناہ سرزد ہونے کا بہانہ

اعتراض:..... بعض لوگوں کو جب ڈاڑھی رکھنے کا کہا جاتا ہے، تو وہ اعتراض کے طور پر کہتے ہیں کہ ہم ڈاڑھی رکھ کر گناہوں سے نہیں بچ سکتے، اور ایسی ڈاڑھی رکھنے کا کیا فائدہ کہ جس کے بعد انسان گناہ سے نہ بچے؟

جواب:..... یہ اعتراض سراسر غلط ہے، کیونکہ اوّلاً تو ڈاڑھی منڈانا بھی گناہ کا کام ہے، لہٰذا آج ہی ڈاڑھی رکھ کر اس گناہ سے بھی بچنا چاہئے، اور دوسرے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے، دوسرے گناہ کا جو کام ڈاڑھی رکھنے سے پہلے گناہ کا ہوتا ہے، وہ ڈاڑھی رکھنے کے بعد بھی گناہ کا کام رہتا ہے، اور کوئی کام ایسا نہیں کہ وہ ڈاڑھی رکھنے سے پہلے تو گناہ کا نہ ہو، اور ڈاڑھی رکھنے کے بعد گناہ کا کام بن جائے، لہٰذا جس طرح سے ڈاڑھی رکھنے سے پہلے گناہ سے بچنے کی ضرورت ہے، اسی طرح سے ڈاڑھی رکھنے کے بعد بھی ضرورت ہے، یہ نہیں کہ ڈاڑھی

www.idaraghufran.org

رکھنے سے پہلے دل کھول کر ہر قسم کے گناہ کرنے کی اجازت ہو، اور ڈاڑھی رکھتے ہی ممانعت ہو جائے۔

پھر اگر گناہوں کا اتنا ہی ڈر ہے تو خود ڈاڑھی نہ رکھنا بھی تو گناہ ہے، بلکہ شدید گناہ ہے، تو اس گناہ کا دل میں ڈر کیوں نہیں، تیسرے ڈاڑھی رکھنا دین کا ضروری حکم ہے، تو جس طرح دوسرے دین کے ضروری احکام پر عمل کرنا ضروری ہے، اسی طرح ڈاڑھی رکھنا بھی ضروری عمل ہے، اور اس پر عمل کرنا بہر حال ضروری ہے، خواہ دوسرا حکم پورا کیا جائے یا نہ کیا جائے، چنانچہ اگر کوئی زکاۃ نہیں دیتا، یا حج نہیں کرتا، تو اس کے لئے نماز پڑھنا پھر بھی ضروری رہتا ہے، شریعت میں ایک حکم پورا نہ کرنے سے دوسرا حکم معاف نہیں ہو جایا کرتا، جب آدمی ڈاڑھی رکھ لیتا ہے تو شریعت کا یہ حکم پورا کر لیتا ہے، اب شریعت کے دوسرے احکام بھی پورے کرے، تو بہت اچھی بات ہے، لیکن اگر دوسرے احکام یا دوسرا کوئی حکم پورا نہیں کیا، اور کسی دوسرے گناہ سے نہیں بچا، تو اس نے ڈاڑھی رکھ کر شریعت کا ایک حکم تو پورا کر دیا، اور ایک گناہ سے تو اپنے آپ کو بچا لیا، اب قیامت کے دن اس گناہ کے بارے میں اس سے باز پرس نہ ہوگی، غرضیکہ عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی سب گناہوں سے بچے، اور اگر سب گناہوں سے نہ بچ سکے، تو جس گناہ سے بھی بچ جائے، اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے، جس میں ڈاڑھی منڈانے کا گناہ بھی شامل ہے۔

(۱۴)

کیا ڈاڑھی منڈانا خوبصورتی میں داخل ہے؟

اعتراض:..... بعض لوگ اعتراض کے طور پر کہتے ہیں، کہ ہم ڈاڑھی اس لئے نہیں رکھتے کہ اس سے چہرہ خوبصورت نہیں لگتا، اور ڈاڑھی منڈانے سے (نعوذ باللہ) چہرہ خوبصورت لگتا ہے؟

جواب:..... یہ اعتراض سراسر شریعت اور عقل کے خلاف بلکہ بدفہمی کی دلیل ہے، کیونکہ

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی مرد حضرات کے لئے ایسی ہے، جیسا کہ عورتوں کے لئے سر کے بال، اور اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو سر کے بالوں سے اور مرد حضرات کو ڈاڑھی کے ذریعے زینت اور شرافت و کرامت بخشی ہے، اور جس طرح عورت کا سر منڈانا بدصورتی میں داخل ہے، اسی طرح مرد حضرات کا ڈاڑھی منڈانا بھی بدصورتی میں داخل ہے۔

لیکن غلط رواج اور فیشن نے ان لوگوں کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے، جس کی وجہ سے وہ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں، لہٰذا ڈاڑھی کو مرد کے حق میں بدصورتی سمجھنا غلط فہمی یا بدفہمی کی وجہ سے ہے، ورنہ واقعہ یہ ہے کہ مرد حضرات کے حق میں ڈاڑھی انتہائی جمال اور خوبصورتی اور زینت کی چیز ہے (ماخوذ از بتغیر واضافہ اصلاح الرسوم ص ۲۱، باب اول، فصل چہارم) [1]

(۱۵)

کیا شوہر کو ڈاڑھی رکھانا بیوی کی ذمہ داری ہے؟

اعتراض:.....اگر کسی عورت کا شوہر ڈاڑھی نہ رکھتا ہو تو کیا اسے ڈاڑھی رکھانا بیوی کی ذمہ داری ہے؟

---

[1] السؤال. بعض الناس يستدلون بقوله صلى الله عليه وسلم :(إن الله جميل يحب الجمال) على جواز حلق اللحية، ويقولون :إن حالق اللحية أجمل من الذى يعفيها؟

الجواب. الجمال النسوى للنساء ، فإذا كان بهذا الاعتبار فنعم !والرسول صلى الله عليه وسلم قال :(لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء ، والمتشبهات من النساء بالرجال) وأجمل وجه وجه نبينا محمد صلى الله عليه وسلم، وكان ذا لحية كثة، ذقن وعارضان صلوات الله وسلامه وبركاته عليه، وكان أصحابه يصلون وراء ه فيستدلون على قراء ته فى الصلاة السرية باضطراب لحيته، أى : بحركتها فى القراء ة من الجوانب، فهذا هو جمال الرجال، وأما عدم الشعر فهذا الجمال النسوى للنساء (شرح سنن أبى داود،لعبد المحسن العباد ،حكم حلق اللحية تجملاً لحديث إن الله جميل يحب الجمال)

ومن ذلک ما يفعله جهلة الناس اليوم من حلق اللحية تجدهم يحلقون اللحية ويصرون على ذلک ولا يرونها إلا زينا وجمالا والحقيقة أنه شين وأنها قبح لأن كل شيء ينتج عن المعصية فلا خير فيه بل هو قبح(شرح رياض الصالحين للعثيمين، ج ۲ ص ۱۴ ،باب المبادرة إلى الخيرات وحث من توجه لخير على الإقبال عليه بالجد من غير تردد)

www.idaraghufran.org

جواب:..... بلاشبہ شوہر کو ڈاڑھی رکھانا بیوی کی ذمہ داری تو نہیں، لیکن اس کی کوشش کرنا اور شوہر کو حکمت کے ساتھ اس کی ترغیب دینا اور اس عمل کی طرف متوجہ کرنا تو بیوی کی ذمہ داری ہے، اگر خواتین اخلاص کے ساتھ اس کی کوشش کریں تو جس طرح شوہروں سے اپنے دوسرے مطالبات منوالیتی ہیں، امید ہے کہ یہ مطالبہ بھی منوالیں گی، اور اگر ان کے شوہر پھر بھی قبول نہ کریں، تو وہ اپنی کوشش کرکے ذمہ داری سے سبکدوش ہوسکتی ہیں، لیکن اگر خدانخواستہ خواتین ہی کو ڈاڑھی پسند نہ ہو تو پھر یہ الزام خود خواتین پر عائد ہوتا ہے۔

اور یہ بات کثرت سے سننے میں آئی ہے کہ بہت سے مرد حضرات عورتوں کی خواہش بلکہ دباؤ کی وجہ سے ڈاڑھی رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ [1]

(۱۶)

بیوی یا والدین وغیرہ کے کہنے پر ڈاڑھی منڈانا

اعتراض:..... بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب کیا کریں، وہ خود تو ڈاڑھی رکھنا چاہتے ہیں، اور اپنی خوشی سے ڈاڑھی نہیں منڈاتے، لیکن ان کو دوسرے لوگ ڈاڑھی نہیں رکھنے دیتے، اور وہ بیوی کے کہنے پر یا والدین کے کہنے پر یا کسی اور فرد کی خواہش اور پسند پر ڈاڑھی منڈاتے ہیں، اس لئے وہ خود اس گناہ سے بری الذمہ ہیں۔

جواب:..... یہ بات اپنی جگہ طے ہوچکی ہے کہ ڈاڑھی منڈانا گناہ ہے، اور اس میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی لازم آتی ہے، اور گناہ کے کام میں کسی فردِ بشر کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔

---

[1] وإذا ابتلى الإنسان بأحد من أقاربه يحلق لحيته فالواجب عليه أن ينصحه ويبين له الحق أما هجره فهذا حسب المصلحة إذا كان هجره يفيد فى ترك المعصية فليهجره وإن كان لا يفيد أو لا يزيد الأمر إلا شدة فلا يهجره لأن الهجر دواء يستعمل حيث ينفع وإذا لم ينفع فإن الأصل تحريم هجر المؤمن لقول النبى صلى الله عليه وسلم :لا يحل للمؤمن أن يهجر أخاه فوق ثلاث، يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا، وخيرهما الذى يبدأ بالسلام(شرح رياض الصالحين للعثيمين، ج۵ ص ۲۳۳، ۲۳۴، باب فضل السواک وخصال الفطرة)

www.idaraghufran.org

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ (مسند احمد) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی بشر کی اطاعت نہیں ہے (مسند احمد، بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا طَاعَةَ، لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ (سنن ابن ماجه) [۲]

ترجمہ: اس شخص کی اطاعت نہیں ہے، جو اللہ کی نافرمانی کرے (یعنی اللہ کی نافرمانی کرنے کا حکم دے) (ابن ماجہ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۸۲۴) [۳]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے (مسند احمد)

لہٰذا بیوی یا والدین یا کسی اور کے کہنے اور چاہنے کی وجہ سے بھی ڈاڑھی منڈانا جائز نہیں۔ [۴]

---

[۱] رقم الحديث ۱۰۶۵، واللفظ لهٗ، بخاری، رقم الحديث ۲۵۷۷، مسلم، رقم الحديث ۱۸۴۰ "۳۹"

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[۲] رقم الحديث ۲۸۶۵، كتاب الجهاد، باب لا طاعة فی معصية الله.

[۳] فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

[۴] (وعن علی رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة) أی لأحد كما فی رواية الجامع الصغير أی من الإمام وغيره كالوالد والشيخ (فی معصية) وفی رواية الجامع: فی معصية الله (إنما الطاعة فی المعروف) أی ما لا ينكره الشرع (متفق عليه) (مرقاة المفاتيح، ج۶ ص۲۳۹۳، كتاب الامارة والقضاء)

www.idaraghufran.org

(۱۷)

کیا ایک مٹھی ڈاڑھی کی مقدار شریعت سے ثابت ہے؟

اعتراض:.....بعض لوگ ڈاڑھی کا خط بڑھا کر اور چھوٹی چھوٹی (یعنی خشخشی) یا فرنچ کٹ ڈاڑھی رکھ کر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے شریعت کا حکم پورا کر دیا، اور جب انہیں ڈاڑھی بڑی کرنے کا کہا جاتا ہے تو وہ فوراً جواب میں اعتراض کے طور پر کہتے ہیں کہ ایک مٹھی ڈاڑھی کا حکم کون سی قرآن مجید کی آیت یا حدیث سے ثابت ہے، ہمیں دکھاؤ؟

جواب:.....ان لوگوں کا یہ اعتراض اولاً تو اس لئے درست نہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول مبارک سے مختلف الفاظوں کے ساتھ ڈاڑھی کے بڑھانے، لٹکانے، چھوڑے رکھنے اور ڈاڑھی کو معاف رکھنے کے ساتھ ڈاڑھی رکھنے کا حکم فرمایا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل مبارک سے بھی اس حکم پر عمل کر کے دکھلایا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی بھی تھی، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کو سن کر اور عمل کو دیکھ کر اس حکم کو ڈاڑھی رکھ کر پورا فرمایا، لہٰذا اگر ایک مٹھی ڈاڑھی کی مقدار کو تسلیم نہ کیا جائے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ڈاڑھی کسی بھی مقدار پر کاٹی نہ جائے، بلکہ اس کو ہر حال میں بڑھایا، لٹکایا، چھوڑا اور معاف رکھا جائے، اور ایک مٹھی ہونے کے باوجود بھی نہ کٹوایا جائے۔

لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض روایات اور بعض جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے (جن میں ڈاڑھی رکھنے کے حکم والی احادیث کو روایت کرنے والے صحابۂ کرام بھی شامل ہیں) ایک مٹھی سے زائد مقدار کا کاٹنا ثابت ہو گیا، تو اس کے بعد ڈاڑھی کے کاٹنے کا جائز ہونا ثابت ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ ایک مٹھی کی مقدار کے صریح حدیث سے دلیل طلب کرنے اور صحابۂ کرام کے عمل کو تسلیم نہ کرنے والے لوگوں کے لئے چھوٹی چھوٹی ڈاڑھی کا جواز ثابت نہیں ہوتا، بلکہ

www.idaraghufran.org

اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے، یعنی ڈاڑھی کو کسی مرحلہ پر بھی نہ کاٹنا۔ [1]

اور کسی حکم کے قرآن سے ثابت نہ ہونے کے اعتراض کا جواب پہلے گزر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ فہم کی درستگی اور سلامتی عطا فرمائیں، اور شیطانی ونفسانی حیلوں وحملوں اور چالبازیوں اور مکاریوں سے محفوظ فرمائیں، آمین۔

اس بحث کا خلاصہ

ہماری گزشتہ گزارشات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ڈاڑھی نہ رکھنے اور ڈاڑھی کو منڈانے یا ایک مٹھی سے کم چھوٹی چھوٹی ڈاڑھی رکھنے کے بارے میں معاشرہ اور لوگوں کے ذہنوں میں پائے جانے والے شبہات واعتراضات کی کوئی حقیقت نہیں، اور یہ سب نفسانی وشیطانی چالبازیاں اور مکاریاں ہیں، جن کے ذریعہ سے نفس وشیطان انسان کو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی اور گناہ کے وبال میں مبتلا کر کے دنیا وآخرت کے عذاب کا مستحق بنانا چاہتے ہیں۔

اور عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اس قسم کے بے سروپا شکوک وشبہات واعتراضات کی وجہ سے ڈاڑھی کے شرعی حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے، اور جلد از جلد اپنی شکل وصورت کو شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق بنایا جائے۔

کہ نہ معلوم کب موت واقع ہوجائے، اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیشی کے وقت ذلت ورسوائی نہ اٹھانی پڑے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

---

[1] فحصل خمس روايات أعفوا وأوفوا وأرخوا وأرجوا ووفروا ومعناها كلها تركها على حالها هذا هو الظاهر من الحديث الذى تقتضيه ألفاظه وهو الذى قاله جماعة من أصحابنا وغيرهم من العلماء (شرح النووى على مسلم، ج۳ص ۱۵۱، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

www.idaraghufran.org

خاتمہ

قارئین کرام! ہم نے آپ کے سامنے تفصیلی طور پر قرآن وسنت، اجماع اور شرعی قیاس (چاروں شرعی اُصولوں) کی روشنی میں ڈاڑھی کی شرعی حیثیت کو واضح کر دیا۔

جس سے اس بات کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں رہی کہ کم از کم ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اور اس کو منڈا دینا یا کٹا دینا حرام اور کئی گناہوں کا مجموعہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت ونفرت کا باعث ہے، اور اس سلسلہ میں پیش کردہ حیلے بہانے نفسانی وشیطانی ہیں، اور ایک مٹھی کی مقدار پوری ہونے کے بعد زائد بالوں کو کٹا دینا بلاشبہ جائز بلکہ بہت سے حضرات کے نزدیک سنت ومستحب ہے۔ کیونکہ یہی ڈاڑھی کی شرعی مقدار ہے، جو نقل کے علاوہ فطرت اور عقل کے اصولوں پر مبنی ہے، لہٰذا مسلمانوں کو عقیدت ومحبت اور شوق وذوق کے ساتھ شرعی ڈاڑھی رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور یہ کہنے کی سعادت حاصل کر سکیں کہ: ؎

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اور اسی کے ساتھ نفسانی وشیطانی حیلوں وبہانوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، کیونکہ یہ حیلے، بہانے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور آخرت کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔

مگر افسوس کہ اس دور کے بیشتر مسلمان اس گناہ میں مبتلا ہیں اور اس شعر کا مصداق ہیں کہ: ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

جس کی وجہ سے ڈر لگتا ہے کہ کل قیامت کے دن اس حالت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟

اللہ تعالیٰ گناہ سے بچنے اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

محمد رضوان۔ ۲۴/ محرم الحرام/ ۱۴۳۴ھ 09/ دسمبر/ 2012ء بروز ہفتہ

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی اور مونچھوں سے متعلق اہم مسائل واحکام

آخر میں ڈاڑھی اور مونچھوں سے متعلق چند اہم مسائل اختصار کے ساتھ ذکر کیے جاتے ہیں۔

ڈاڑھی کے نام کی تحقیق اور چہرہ پر ڈاڑھی کی حدودِ اربعہ

ڈاڑھی کو عربی زبان میں ''لحیة'' اور انگریزی زبان میں Beard کہا جاتا ہے، جس کی جمع عربی زبان میں ''اَللُّحٰی'' اور انگریزی زبان میں Beards آتی ہے۔ [۱]

قرآن وسنت میں ڈاڑھی کے بارے میں ''اَللِّحْیَةُ'' اور جمع کے لئے ''اَللُّحٰی'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، یہ احادیث پہلے ذکر کی جاچکی ہیں۔ [۲]

اور عربی لغت میں ''لَحْیٌ'' اور ''لِحْیٌ'' (یعنی لام کے زبر اور زیر کے ساتھ) منہ کی اس ہڈی

---

[۱] ہماری آج کل کی اردو زبان میں عام طور پر دال کے ساتھ ''داڑھی'' کا لفظ مشہور ہے، لیکن اگر اسے ''ڈاڑھ'' سے ماخوذ قرار دیا جائے، تو صحیح نام ڈال کے ساتھ ''ڈاڑھی'' بنتا ہے، ہم نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

[۲] اور ''اللُّحٰی'' لام پر پیش اور زیر دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي (سورة طٰهٰ، رقم الآية ۹۴)

عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :عشر من الفطرة :قص الشارب، وإعفاء اللحية (مسلم، رقم الحديث ۲۶۱ "۵۶"باب خصال الفطرة)

عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه :أمر بإحفاء الشوارب، وإعفاء اللحية (مسلم، رقم الحديث ۲۵۹ "۵۳"،باب خصال الفطرة)

عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :خالفوا المشركين :وفروا اللحى، وأحفوا الشوارب "وكان ابن عمر :إذا حج أو اعتمر قبض على لحيته، فما فضل أخذه(بخاری، رقم الحديث ۵۸۹۲، باب تقليم الأظفار)

عن ابن عمر رضى الله عنهما قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :انهكوا الشوارب، وأعفوا اللحى(بخاری، رقم الحديث ۵۸۹۳، باب إعفاء اللحى)

قال ابن السكيت وغيره يقال فى جمع اللحية لحى ولحى بكسر اللام وبضمها لغتان الكسر أفصح(شرح النووى علىٰ مسلم، ج۳ص ۱۵۱، كتاب الطهارة،باب خصال الفطرة)

www.idaraghufran.org

یا جبڑے کو کہا جاتا ہے، جس پر دانت اُگتے ہیں۔ [1]

اور جس ہڈی پر دانت اُگتے ہیں، وہ انسانی چہرے میں دو قسم کی ہڈیاں ہیں، ایک اوپر کی ہڈی، جس کو اوپر کا جبڑا بھی کہا جاتا ہے،، اور ایک نیچے کی ہڈی، جس کو نیچے کا جبڑا بھی کہا جاتا ہے۔

نیچے کی ہڈی یا جبڑے کو عربی زبان میں ''الفکُّ الاسفل ''یا ''الفکُّ السفلیٰ ''اور انگریزی زبان میں Mandible کہا جاتا ہے، اور اس کے مقابلے میں اوپر کی ہڈی یا جبڑے کو عربی زبان میں ''الفکُّ الاعلیٰ ''یا ''الفکُّ العلوی ''اور انگریزی زبان میں Maxilla کہا جاتا ہے۔

کئی احادیث میں منہ کے دونوں جبڑوں یا دانت اُگنے والی دونوں ہڈیوں کے لئے ''لحیین'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری) [2]

ترجمہ: جو میرے لئے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (یعنی زبان) اور دونوں پیروں کے درمیان کی چیز (یعنی شرم گاہ کی حفاظت) کی ضمانت دے، تو میں اس

---

[1] اللَّحْيَانِ :العَظْمانِ فيهما مَنَابِتُ الأَسْنَانِ(المحيط فى اللغة، مادة "لحى"،حرف الحاء)
قال الليث :اللحيانِ العظمان اللذان فيهما الاسنان من كل ذى لَحْيٍ(تهذيب اللغة، مادة"لحى"،باب الحاء واللام)
اللَّحيان :العظمان اللذان فيهما منابت الأسنان من كلّ ذى لَحْيٍ، والجميع :ألْحٍ واللِّحا -مقصور- واللِّحاء -ممدود :ما على العصا من قشرها.
والتَحَيْتُ اللِّحاء ، ولَحَيْتُهُ الْتِحاءً ولَحْياً إذا أخذت قشره.
واللُّحَى -مقصور، جمعُ اللِّحية وفى لغة :اللِّحَى .وتلحّيتُ العمامةَ :جعلتُها تحت الحَنَكِ.
ورجلٌ لِحيانىّ :طويلُ اللِّحيةِ .وبنو لحيان :حىٌّ من هَذَيل.
واللِّحاء والمُلاحاةُ :الملامة، كالسِّباب بينهم .واللِّحاء :اللّعنُ والعَذل، واللَّواحى :العواذل(كتاب العين لخليل بن احمد، ج۳ص ۲۹۶، ۲۹۷، مادة"لحى"،باب الحاء واللام)

[2] رقم الحديث ۶۴۷۴، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

www.idaraghufran.org

کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (بخاری)

اس طرح کی اور بھی کئی احادیث ہیں۔ [۱]

اس طرح کی احادیث میں "لحیین" یا "لحییہ" کے الفاظ سے منہ میں اوپر نیچے کے دونوں جبڑے یا وہ دونوں ہڈیاں مراد ہیں، جن پر دانت اُگتے ہیں۔ [۲]

اور اوپر، نیچے کے ان دونوں جبڑوں یا دانت اُگنے والی دونوں ہڈیوں کو عربی میں "لحیین" کے علاوہ "فکّین" بھی کہا جاتا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ [۳]

---

[۱] عن أبی هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" :من وقى شر ما بين لحييه ورجليه دخل الجنة(صحيح ابنِ حبان،رقم الحديث ۵۷۰۳)

فی حاشية ابنِ حبان:إسناده حسن.

عن عدی بن حاتم قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" :أيمن امرء وأشأمه ما بين لحييه :قال وهب :يعنی لسانه(صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۵۷۱۷)

فی حاشية ابنِ حبان:إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[۲] (لحييه) : بفتح اللام منبت الأسنان، أی :من يكفل لی محافظة ما بينهما من اللسان والفم عن تقبيح الكلام وأكل الحرام(مرقاة المفاتيح، ج۷ص۳۰۲۵، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم)

وعند الطبرانی من حديث أبی رافع بسند جيد لكن قال فقميه بدل لحييه وهو بمعناه والفقم بفتح الفاء وسكون القاف قوله لحييه بفتح اللام وسكون المهملة والتثنية هما العظمان فی جانبی الفم(فتح الباری لابنِ حجر، ج۱۱ص۳۰۹، باب حفظ اللسان)

(لحييه) بفتح اللام وسكون الحاء المهملة تثنية لحی وهما العظمان فی جانبی الفم(عمدة القاری، ج۲۳ص۷۱، باب حفظ اللسان)

ولحييه بفتح اللام وهو منبت اللحية والأسنان ويجوز كسر اللام، وإنما ثنی لأن له أعلى وأسفل(عمدة القاری، ج۲۳ص۲۸۸،باب فضل من ترک الفواحش)

(لحييه) بفتح اللام وسكون الحاء الله والتثنية العظمان فی جانبی الفم النابت عليهما الأسنان علوا وسفلا(ارشاد الساری للقسطلانی، ج۹ص۲۷۳، باب حفظ اللسان)

[۳] (الْفَاء مَعَ الْكَافِ) (ف ک ک) : (الْفَكَّانِ) اللَّحْيَانِ (المغرب فی ترتيب المعرب ، ص۳۶۵، باب الفاء مع الكاف)

والفكان :اللحيان.وقيل :مجتمع اللحيين عند الصدغ من أعلى وأسفل، يكون من الإنسان والدابة (المحكم والمحيط الاعظم، ج۶ص۶۶۷،)

(الفک) اللحی ومغرس الأسنان وهما فكان أعلى وأسفل (ج) فكوک(المعجم الوسيط، ج۲،ص۶۹۸،باب الفاء)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور اسی مناسبت سے اس ہڈی پر اُگنے والے بالوں کو عربی زبان میں ''لحیۃ'' اور اردو زبان میں ''ڈاڑھی'' کہا جاتا ہے۔ [۱]

اور بعض اہلِ علم حضرات نے دانت اُگنے والے اوپر اور نیچے کے دونوں جبڑوں یا ہڈیوں پر آنے والے ہر قسم کے بالوں کو شرعاً ڈاڑھی قرار دیا ہے، اور رخسار کے بالوں کو بھی ڈاڑھی میں شمار کیا ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(ف ک ک) : اَلْفَکُّ بِالْفَتْحِ اللَّحْیُ وَهُمَا فَکَّانِ وَالْجَمْعُ فُکُوکٌ مِثْلُ فَلْسٍ وَفُلُوسٍ(المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، ج ۲، ص ۴۷۹، کتاب الفاء، باب الفاء مع الکاف)

والفَکُّ :اللَحْیُ(الصحاح فی اللغة، ج ۴، ص ۱۶۰۳، باب الکاف، فصل الفاء)

و (الفک)اللَّحی، وهو :عظم الحنک، وهو الذی علیه الأسنان، وهو من الإنسان حیث ینبُت الشعر (اللمحة فی شرح الملحة، ج ۱ ص ۱۸۶، باب التثنیة)

اعلم أن الاسنان اثنتان وثلاثون سنا :ست عشرة فی الفک الاعلی، ومثلها فی الفک الاسفل(شرح شافیه ابن الحاجب، لنجم الدین محمد بن الحسن الرضی الإستراباذی، ج ۳، ص ۲۵۲)

اللحیین، بفتح اللام، وقیل، بکسرها أیضا :تثنیة لحی وهو العظم الذی علیه الأسنان(عمدة القاری، ج ۱۹، ص ۲۵، باب قوله تعالی ولقد کرمنا بنی آدم)

[۱] واما اللحیة هو بکسر اللام وجمعه لحی او لحی بالفتح والضم، الشعر النابت علی اللحیتین واللحیٰ بالفتح العظم الذی علیه الاسنان وعلی الذقن وهو مجتمع اللحیین مبتدئا من الصدغین (حاشیة عمدة الرعایة علی شرح الوقایة، کتاب الطهارة، جلد ۱، صفحه ۵۹)

قوله :(واعفوا اللحی) واللحیة ما علی اللحیین، وکذلک فی الهندیة دار هی مشتق من داره لکونها نابتة علی الأضراس(فیض الباری شرح البخاری، ج ۷ ص ۱۴۵، کتاب اللباس)

واللحی بِفَتْح اللَّام وَکسرهَا الْعظم الَّذِی تنْبت عَلَیْهِ اللِّحْیَة من الْإِنْسَان وَهُوَ فِی سَائِر الْحَیَوَان وَاعْفُوا اللحی بِکَسْر اللَّام مَقْصُور جمع لحیة بِالْکَسْرِ فیهمَا لَا غیر(مشارق الأنوار علی صحاح الآثار، ج ۱، ص ۳۵۶، مادة "ل ح ی")

(اللحی) منبت اللحیة من الإنسان وغیره وهما لحیان والعظمان اللذان فیهما الأسنان من کل ذی لحی ولحیا الغدیر جانباه (ج) ألح ولحی ولحاء

(اللحیانی) رجل لحیانی طویل اللحیة أو عظیمها

(اللحیة) شعر الخدین والذقن (ج) لحی ولحی(المعجم الوسیط، ج ۲، ص ۸۲۰، باب اللام)

[۲] وظاهر کلامهم أن المراد باللحیة الشعر النابت علی الخدین من عذار وعارض والذقن وفی شرح الإرشاد اللحیة الشعر النابت بمجتمع اللحیین والعارض ما بینهما وبین العذار وهو القدر المحاذی للأذن یتصل من الأعلی بالصدغ ومن الأسفل بالعارض(البحر الرائق، ج ۱ ص ۱۶، کتاب الطهارة، ارکان الطهارة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن ہمیں دلائل کی رُو سے یہ بات راجح اور مضبوط معلوم نہیں ہوسکی اور غور کرنے سے راجح اور مضبوط یہ معلوم ہوا کہ چہرہ پر جس ڈاڑھی کے رکھنے کا احادیث میں حکم آیا ہے، اس کا اصل مقام نیچے کا جبڑا یا نیچے کی ہڈی یعنی فکِ اسفل یا Mandible ہے۔

کیونکہ احادیث میں ڈاڑھی بڑھانے اور اس کے مقابلے میں مونچھ کے کٹانے کا حکم آیا ہے، اور ان احادیث میں ڈاڑھی اور مونچھ کے الفاظ ایک دوسرے کے مقابلے میں استعمال

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وظاهر كلامهم أن المراد بها الشعر النابت على الخدين من عذار وعارض والذقن.وفي شرح الارشاد :اللحية الشعر النابت بمجتمع الخدين والعارض ما بينهما وبين العذار

وهو القدر المحاذى للاذن، يتصل من الاعلى بالصدغ ومن الاسفل بالعارض بحر (رد المحتار، ج ا ص ۱۰۰ ، كتاب الطهارة، اركان الوضوء)

(قوله :والعارض ما بينهما وبين العذار إلخ) قال الرملي أي فيسمى الشعر النابت على الخدين إلى العظم الناتىء بقرب الأذن عارضا والنابت على العظم الناتىء بقرب الأذن عذارا(منحة الخالق على هامش البحر الرائق، ج ا ص ۱۶ ، كتاب الطهارة، اركان الطهارة)

اللحية لغة :الشعر النابت على الخدين والذقن، والجمع اللحى واللحى .ورجل ألحى ولحيانى : طويل اللحية، واللحى واحد اللحيين وهما :العظمات اللذان فيهما الأسنان من الإنسان والحيوان، وعليهما تنبت اللحية . واللحية فى الاصطلاح، قال ابن عابدين :المراد باللحية كما هو ظاهر كلامهم الشعر النابت على الخدين من عذار، وعارض، والذقن .

الألفاظ ذات الصلة:

أ -العذار

العذاران كما فى لسان العرب :جانبا اللحية، وكان الفقهاء أكثر تحديدا للعذار من أهل اللغة، فقد فسره ابن حجر الهيتمى من الشافعية، وابن قدامة والبهوتى من الحنابلة بأنه الشعر النابت على العظم الناتىء المحاذى لصماخ الأذن (أى خرقها) يتصل من الأعلى بالصدغ، ومن الأسفل بالعارض، وقال القليوبى :الذى تصرح به عباراتهم أنه إذا جعل خيط مستقيم على أعلى الأذن وأعلى الجبهة فما تحت ذلك الخيط من الملاصق للأذن، المحاذى للعارض هو العذار، وما فوقه هو الصدغ، ويقول ابن عابدين :هو القدر المحاذى للأذن.

ويصرح ابن عابدين بأن العذار جزء من اللحية، وعليه فتنطبق عليه أحكامها.

وقال البهوتى :لا يدخل منتهى العذار (أى أعلاه الذى فوق العظم الناتىء) لأنه شعر متصل بشعر الرأس لم يخرج عن حده، أشبه الصدغ، والصدغ من الرأس (وليس من الوجه) لحديث الربيع أن النبى صلى الله عليه وسلم مسح برأسه وصدغيه مرة واحدة ولم ينقل أحد أنه غسله مع الوجه والصلة بينهما العموم والخصوص المطلق فكل عذار لحية ولا عكس.(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵، ص ۲۲۲ الى ۲۲۳، مادة: لحية)

www.idaraghufran.org

ہوئے ہیں، اور مونچھیں دانت اگنے کی اوپر والی ہڈی پر یا اوپر والے جبڑے پر آتی ہیں، جس سے ظاہر ہوا کہ احادیث میں ان دونوں قسم کے بالوں کے بارے میں ایک دوسرے کا مخالف حکم دیا گیا ہے، ایک کے بارے میں بڑھانے کا اور دوسرے کے بارے میں کٹانے کا، لہٰذا ان احادیث میں جس ڈاڑھی کے بڑھانے اور رکھنے کا حکم آیا ہے، اس سے اوپر کے جبڑے پر اُگنے والے بال مراد نہیں ہیں، بلکہ نیچے کے جبڑے پر اگنے والے بال مراد ہیں۔

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ڈاڑھی کے اصل بال اُگنے کا مقام نیچے والا جبڑا یعنی فکِ اسفل یا Mandible ہے، اور مونچھوں کے اصل بال اُگنے کا مقام اوپر والا جبڑا یعنی فک اعلیٰ یا Maxilla ہے۔

اور نیچے والے جبڑے (یعنی Mandible) میں ٹھوڑی بھی داخل ہے، جس کو عربی میں ذقن اور انگریزی زبان میں Chin کہا جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیل کے پیشِ نظر اب نیچے والے جبڑے کی حدود اربعہ ہی درحقیقت اصل ڈاڑھی کا مقام ہے۔

اور نیچے والے جبڑے کی حد اوپر سَر کی طرف سے آنکھوں کے ساتھ (دائیں بائیں) اُبھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے شروع ہو کر کانوں کے ساتھ ساتھ سے ہوتی ہوئی اوپر کے ہونٹ سے نیچے پوری ٹھوڑی کے نیچے تک پہنچی ہوئی ہے۔

جس کی چاروں طرف سے حدود کو پہچاننے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کھانا کھانے کے دوران منہ کو چلاتے اور کھانے کو چباتے وقت نیچے کا پورا جبڑا حرکت کرتا ہے، اس جبڑے کی حرکت جہاں تک ہو، وہ پورا حصہ نیچے کا جبڑا کہلاتا ہے، اس حصہ پر اُگنے والے بال ڈاڑھی کے بال کہلاتے ہیں، اور اس حصہ سے خارج رہ جانے والے بال اصل ڈاڑھی میں شامل نہیں ہوتے۔

سَر کی طرف آنکھوں اور کانوں کے درمیان اُبھری ہوئی ہڈی کے حصہ کو عربی زبان میں العظم

www.idaraghufran.org

الوجنی اور انگریزی زبان میں Zygomatic bone کہا جاتا ہے۔

اور آنکھوں کے نیچے ناک کے متصل حصہ کو Malar bone یا cheekbone کہا جاتا ہے، اور ماہرین کے مطابق یہ سب حصے نیچے والے جبڑے (یعنی Mandible) سے خارج اور اوپر والے جبڑے (یعنی Maxilla) کا حصہ ہیں۔

اور اوپر والے جبڑے کی یہ ہڈی اوپر کے ہونٹوں سے شروع ہو کر ناک کے ساتھ ساتھ اور آنکھوں کے اطراف سے گزرتی ہوئی سر کے ساتھ ملی اور جُڑی ہوئی ہے۔ [1]

لہٰذا نیچے والے جبڑے کو چھوڑ کر آنکھوں اور کانوں کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی اور اسی طرح آنکھوں کے نیچے اور ناک کے ساتھ دائیں بائیں حصہ پر اگنے والے بال ڈاڑھی میں داخل نہیں، اور ان کو کاٹنا جائز ہے (اس کا مکمل خاکہ اور ڈھانچہ آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے بھی ان کا کاٹنا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عثمان بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحْفِي عَارِضَيْهِ يَأْخُذُ مِنْهُمَا (الطبقات الكبرىٰ لابنِ سعد، ج۴ص ۲۴۹، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت)

---

[1] ونـاتـء الـوجـنتيـن شـاخصهما والوجنة رخساره وأسبل الخدين بسيطيهما (الفتاوىٰ الهنديه، ج٦، ص ٢٤٩، كتاب الشروط، الفصل الأول فى الحلى والشيات)

(وجن) الـوَجْنَةُ ما ارتفع من الخَدَّيْنِ للشِّدْق والمَحْجِرِ ابن سيده الوَجْنةُ والوِجْنَةُ والوُجْنةُ والوَجَنةُ والأُجْنة والأَجْنةُ الأَخيرة عن يعقوب حكاه فى المبدل ما انحدر من المَحْجِرِ ونتأ من الوجه وقيل ما نتأ من لحم الخدين بين الصُّدْغين وكَنَفَى الأنف وقيل هو فَرْقُ ما بين الخَدَّيْنِ والمَدْمَعِ من العظم الشاخص فى الوجه إذا وَضَعْتَ عليه يَدَك وجدت حَجْمَه وحكى اللحيانى إنه لَحَسَن الوَجَناتِ كأنه جعل كل جزء منها وَجْنةً ثم جمع على هذا (لسان العرب، ج١٣ ص ٤٤٣، مادة "وجن")

العظم الوجنى (بالإنجليزية: Zygomatic bone) هو أحد عظام الجمجمة (واحد فى كل جانب .(يتمفصل العظم الوجنى مع كل من الفك العلوى والعظم الجبهى والعظم الصدغى والعظم الوتدى .يشكل العظم الوجنى جزءاً من الحجاج ويشار له بعظم الخد .يتوضع العظم فى الجزء العلوى الوحشى من الوجه حيث يشكل بروز الخد، والجزء الوحشى وأرضية الحجاج، وأجزاء من الحفرتين الصدغية وتحت الصدغية (http://ar.wikipedia.org/wik)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے رخساروں (یعنی اوپر کے جبڑے کی طرف) سے بال کاٹ رہے تھے (ابن سعد)

حضرت سماک بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ كَانَ عَلِيٌّ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهٗ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چہرے کی طرف سے ڈاڑھی کے (اضافی) بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

حضرت منصور، حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

كَانُوْا يُطَيِّبُوْنَ لُحَاهُمْ وَيَأْخُذُوْنَ مِنْ عَوَارِضِهَا (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: صحابۂ کرام اور جلیل القدر تابعین اپنی ڈاڑھیوں کو خوشبو لگایا کرتے تھے، اور اپنی ڈاڑھیوں کے اطراف و جوانب کاٹ دیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

ان روایات سے اوپر والے جبڑے کے رخساروں کے بالوں کا کاٹنا ثابت ہوتا ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ۲۵۹۹۱، كتاب الادب، باب ماقالو فى الاخذ من اللحية .

[2] رقم الحديث ۲۶۰۰۱، كتاب الادب، باب ماقالو فى الاخذ من اللحية .

[3] عارضيه أى جانبى وجهه تثنية العارض وهو جانب الوجه (حاشية السندى على سنن ابن ماجه، ج ۱، ص ۱۶۶، باب ما جاء فى تخليل اللحية)

والعارِضُ الخَدُّ يقال أَخذ الشعر من عارِضَيْهِ قال اللحيانى عارِضا الوجه وعَرُوضَاه جانباه والعارِضانِ شِعاً الفَم وقيل جانبا اللِّحية (لسان العرب، ج۷، ص ۱۸۰، فصل العين المهملة)

والعارض الخد يقال أخذ من عارضيه من الشعر (البحر الرائق، ج۲ ص ۳۰۲، فصل فى عوارض الفطر فى رمضان)

العارِضُ " :النّاحِيَةُ . "يُقَال :إِنَّهُ لَشَدِيدُ العَارِضِ أَىْ شَدِيدُ النّاحِيَةِ ذُو جَلَدٍ وكَذلِكَ العَارِضَةُ (تاج العروس، ج۱۸، ص ۳۹۰، مادة" عرض "فصل العين مع الضاد)

(العارض) ما اعترض فى الأفق فسده من جراد أو نحل والسحاب المطل وفى التنزيل العزيز) قالوا هذا عارض ممطرنا (والجبل وجانب الوجه وصفحة الخد وهما عارضان يقال هو خفيف العارضين شعر العارضين وصفحة العنق والآفة تعرض فى الشيء والحائل و المانع يقال عرض له عارض والثنية من الأسنان وهى الثنايا (ج) عوارض ويقال امرأة نقية العوارض

(العارضة) صفحة الخد والثنية من الأسنان والخشبة العليا التى يدور فيها الباب ويقال هو قوى العارضة ذو جلد وصرامة وقدرة على الكلام وذو بديهة ورأى جيد (ج) عوارض والعوارض (المعجم الوسيط، ج۲، ۵۹۴، باب العين)

www.idaraghufran.org

اور امت کا تعامل بھی اسی کے مطابق ہے۔ [1]

جبڑے یا ٹھوڑی سے نیچے گلے یا حلق میں جو ابھری ہوئی ہڈی ہے، اس سے نیچے کا حصہ ڈاڑھی سے خارج ہے۔ [2]

---

[1] اوپر جو تفصیل ذکر کی گئی، اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ نیچے والے جبڑے کے پورے حصہ پر اُگنے والے بال تو ڈاڑھی میں داخل ہیں، جن کو ایک مٹھی کی مقدار سے پہلے کاٹنا جائز نہیں، اور اوپر والے جبڑے یا اس کی حدود میں اُگنے والے بال ڈاڑھی میں داخل نہیں، لہٰذا ان کو کاٹنا جائز ہے، اگرچہ ضروری نہ ہو، البتہ اوپر والے ہونٹ اور ناک کے درمیان والے مخصوص حصہ میں اُگنے والے بال مونچھوں میں داخل ہیں، ان کو کاٹنے کا حکم ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے، اور آنکھوں کے اوپر کے بال بھنوؤں میں داخل ہیں، جن کو نوچنے اور اکھاڑنے کی ممانعت ہے۔

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ:

رخسار کے بال کا مونڈنا، یعنی خط بنوانا شرعاً درست ہے (فتاویٰ محمودیہ ج۱۹ص۴۲۱، کتاب الحظر والاباحۃ، باب خصال الفطرۃ)

قیل والعارض من اللحیة ما نبت علی عرض اللحی فوق الذقن وقیل عارضا الإنسان صفحتا خده کذا فی الفائق قال ابن الکمال :وقول ابن المعتز: کأن خط عذار شق عارضه . . .عیدان آس علی ورد ونسرین ،یدل علی صحة الثانی وفساد الأول وکأنه قائله لم یفرق بین العذار والعارض(فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ٦٦٢٦)

عذار اللحیة جانباها استعیرا من عذاری الدابة وهما علی خدیها من اللجام(درر الحکام ،ج ۱ ، ص۸، فرائض الوضوء)

واللحیة التی علی اللحیتین، وأما الذی علی العذار والحلقوم فیجوز أخذه لکن فی الطب المنع عن نتف ما علی العذارین(العرف الشذی، ج۴، ص ۱۶۲ ،باب ما جاء فی تقلیم الأظفار)

قوله :(واعفوا اللحی) واللحیة ما علی اللحیین، وکذلک فی الهندیة دار هی مشتق من داره لکونها نابتة علی الأضراس .أما الأشعار التی علی الخدین فلیست من اللحیة لغةً؛ وإن کره الفقهاءُ أخذَها، لأنه إن کان بالحدید، فذلک یوجبُ الخشونة فی الخدین، وإن کان بالنتف، فإنَّه یُضعف البصرَ(فیض الباری شرح البخاری، ج۷ص۱۴۵ ، کتاب اللباس)

ولا یکره أخذ ما زاد علی القبضة ولا أخذ ما تحت حلقه وأخذ أحمد من حاجبیه وعارضیه ویسن حف الشارب أو قص طرفه وحفه أولی نصا(الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۲۰ ،فصل ویسن الإمتشاط والأدهان فی بدن وشعر غبا یوما ویوما)

[2] جب چہرہ کو بالکل سیدھا رکھا جائے، تو حلق کی یہ ابھری ہوئی ہڈی نیچے والے جبڑے کی آخری حد میں آجاتی ہے، اس سے نیچے کے بال ڈاڑھی سے خارج ہیں، لیکن اگر چہرہ کو آگے سے اوپر کی طرف اٹھایا جائے، یا پیچھے کی طرف کو کیا جائے، تو گلے کی کھال کھینچنے سے گلے کی ابھری ہوئی ہڈی کافی نیچے اور نیچے کے جبڑے سے جدا محسوس ہوتی ہے، حالانکہ اس کا اصل مقام نیچے کے جبڑے کے متصل ہے، جو چہرہ کا رخ اعتدال کی حالت میں رکھنے کی صورت میں معلوم ومحسوس ہوتا ہے۔

www.idaraghufran.org

یہی وجہ ہے کہ کھانا کھانے کے دوران منہ کو چلاتے اور کھانے کو چباتے وقت اس اُبھری ہوئی ہڈی تک تو نیچے والے جبڑے کی حرکت ہوتی ہے، مگر اس سے نیچے کے حصہ میں اس جبڑے کی اپنی حرکت نہیں ہوتی۔ [1]

عنفقہ یعنی ریش بچہ کا حکم

احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈاڑھی کے ساتھ عنفقہ یا ریش بچہ (یعنی جو بال نیچے والے ہونٹ کے نیچے ٹھوڑی کے تھوڑے سے حصہ پر ڈاڑھی کے بالوں کے ساتھ اُگتے ہیں) کا رکھنا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سوائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالْأَبْطَحِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَدَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَارَّةِ الطَّرِيْقِ وَرَأَيْتُ

---

[1] گلے کی طرف نیچے کے جبڑے کے درمیان یا ٹھوڑی کے نیچے گلے کی اُبھری ہوئی ہڈی تک والا کھال کا وہ حصہ جس پر ہڈی نہیں ہے، وہ نیچے والے جبڑے یا ٹھوڑی کے تابع ہے، کیونکہ سر کے سیدھا اور اعتدال کی حالت میں ہونے کے وقت اُبھری ہوئی ہڈی سے اوپر تک کی کھال نیچے کے جبڑے کی حدود میں ہوتی ہے، لہٰذا اس پورے حصہ پر اُگنے والے بال ڈاڑھی میں داخل ہیں۔

البتہ بعض حضرات نے حلق کے بال کاٹنے سے منع فرمایا ہے، مگر ہمارے نزدیک جواز راجح ہے، کیونکہ جو مقام ڈاڑھی کی شرعی حد سے خارج ہو، اس کی اباحت اپنی جگہ برقرار ہے، اس کے عدمِ جواز کی کوئی معقول دلیل نہیں، امام ابو یوسف اور حنابلہ کا قول بھی یہی ہے۔

والـلحية التى على اللحيتين، وأما الذى على العذار والحلقوم فيجوز أخذه لكن فى الطب المنع عن نتف ما على العذارين(العرف الشذى، ج۴، ص ۱۶۲ ،باب ما جاء فى تقليم الأظفار)

ولا يـحلق شعر حلقه وعن أبى يوسف -رحمه الله تعالى -لا بـأس بذلك ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم يتشبه بالمخنث كذا فى الينابيع(الفتاوىٰ الهندية، ج۵ ص ۳۵۸، كتاب الكراهية، الباب التاسع)

ويـحـرم حـلـقـهـا ولا يـكـره أخذ ما زاد على القبضة ولا أخذ ما تحت حلقه وأخذ أحمد من حاجبيه وعـارضـيـه ويسن حف الشارب أو قص طرفه وحفه أولى نصا(الاقناع فى فقه الامام احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۲۰ ،فصل ويسن الإمتشاط والأدهان فى بدن وشعر غبا يوما ويوما)

www.idaraghufran.org

الشَّيْبَ بِعَنْفَقَتِهِ أَسْفَلَ مِنْ شَفَتِهِ السُّفْلٰى (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۸۷۵۲) [۱]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے ابطح مقام پر عصر کی نماز دو رکعت (قصر) ادا فرمائیں، اور آپ نے اپنے سامنے نیزہ رکھ لیا، جو آپ کے اور سامنے سے گزرنے والوں کے درمیان (بطور سترہ اور آڑ کے) تھا، اور میں نے آپ کے نیچے کے ہونٹ مبارک کے نیچے عنفقہ (یعنی ریش بچہ) میں سفیدی دیکھی (یعنی آپ کے اس حصہ کے کچھ بال سفید تھے) (مسند احمد)

اور حضرت حریز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ وَنَحْنُ غِلْمَانٌ لَا نَعْقِلُ الْعِلْمَ: أَشَيْخًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ: كَانَ بِعَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ (مسند أحمد رقم الحديث ۱۷۶۸۲) [۲]

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن بسر سے عرض کیا جبکہ ہم بچے تھے، اور ہمیں علم نہیں تھا، کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزرگ صورت تھے (یعنی آپ پر بالوں کی سفیدی کی صورت میں بڑھاپے کے آثار تھے) تو حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنفقہ (یعنی ریش بچہ) میں کچھ سفید بال تھے (مسند احمد)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کے ساتھ ریش بچہ کے بال بھی تھے، اور آپ انہیں کاٹتے نہیں تھے۔

---

[۱] فی حاشیة مسند احمد: حديث صحيح، يونس: وهو ابن أبي إسحاق -وإن كان فی حديثه عن أبيه ضعف -قد توبع، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين غير إسماعيل بن عمر -وهو الواسطی- فمن رجال مسلم، وهو ثقة.

[۲] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

www.idaraghufran.org

عنفقہ یا ریش بچہ کیونکہ نیچے والے جبڑے کی حد میں واقع ہے، اس لئے وہ ڈاڑھی کا حصہ ہے، اور اسی لئے اس کو کاٹنا فقہائے کرام نے ممنوع و بدعت قرار دیا ہے، اور اس ریش بچہ کے ساتھ دائیں بائیں (یعنی نیچے والے ہونٹ کی سرخی کے نیچے والے) حصہ پر اُگنے والے بالوں کا کاٹنا بھی منع ہے، کیونکہ یہ بھی نیچے والے جبڑے میں داخل ہو کر ڈاڑھی کا حصہ ہیں۔ [1]

ڈاڑھی کے بالوں کی لمبائی میں شرعی مقدار

کئی صحیح اور صریح احادیث میں مرد حضرات کو ڈاڑھی بڑھانے، لٹکانے اور چھوڑنے کا حکم آیا ہے۔ [2]

---

[1] اور ہماری طرف سے پہلے ایک اردو کتاب سے دیکھ کر ان کے کاٹنے کو جائز لکھا گیا تھا، اب دلائل سے ان کے کاٹنے کا ناجائز اور ڈاڑھی کا حصہ ہونا ثابت ہوا، اس لئے اس پہلے موقف سے بندہ رجوع کرتا ہے۔ محمد رضوان۔

فإنَّ قطعَ الأشعار التی علی وسط الشَّفة السُّفلی، أی العَنْفقة، بدعة، ویقال لها :ریش بجه(فیض الباری شرح البخاری، ج۷ص ۱۴۶ ، کتاب اللباس، باب الخضاب)

ما بین الشفة السفلی والذقن قال ابن منظور :سمیت بذلک لخفة شعرها، والعنفق :قلة الشیء وخفته .وقیل :العنفقة ما نبت علی الشفة السفلی من الشعر . ویجاوز العنفقة یمینا وشمالا الفنیکان، وهما :الموضعان الخفیفا الشعر بین العنفقة والعارضین وقیل :هما جانبا العنفقة(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳۵، ص ۲۲۳، ماده لحیة، العنفقة)

وأما شعر العنفقة فیحرم إزالته کحرمة إزالة شعر اللحیة(الفواکه الدوانی علی رسالة ابی زید القیروانی، ج۲ص ۳۰۷، باب فی الفطرة والختان وحلق الشعر واللباس وستر العورة)

ویحرم إزالة شعر العنفقة کما یحرم إزالة شعر اللحیة(حاشیة العدوی علی کفایة الطالب الربانی، ج۲ص ۴۴۶، باب فی بیان الفطرة)

ونتف الفنیکین بدعة وهما جانبا العنفقة وهی شعر الشفة السفلی کذا فی الغرائب(الفتاویٰ الهندیة، ج۵ص ۳۵۸، کتاب الکراهیة، الباب التاسع)

وفی الفتاوی الهندیة عن الغرائب نتف الفنیکین بدعة وهما جانبا العنفقة اهـ قال فی الصحاح والقاموس الفنیک بالفاء والنون کامیر والمثنی فنیکان وهما مجمع اللحیین أوطرفاهما عند العنفقة (حاشیة الطحاوی علی المراقی، ص ۵۲۶، باب الجمعة)

ف ن ک الفَنَک الذی یُتَّخَذ منه الفَرْو .والفَنِیک طَرَف اللَّحْیَیْن عندَ العَنْفَقَة .وفی الحدیث (إذا تَوَضَّأت فلا تَنْسَ الفَنِیکَیْن) یعنی جَانِبَی العَنْفَقَة عن یَمِینٍ وشِمالٍ وهما المَغْفَلَةُ(مختار الصحاح، ج ۱، ص ۲۴۳، مادة "ف ن ک")

[2] إعفاء اللحیة :إعفاء اللحیة مطلوب شرعا اتفاقا، للأحادیث الواردة بذلک، منها حدیث ابن عمر رضی الله تعالی عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم :﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جن کے پیشِ نظر بعض اہلِ علم حضرات نے کسی بھی مقدار پر ڈاڑھی کاٹنے کو پسند نہیں کیا، لیکن اس سلسلہ میں راجح یہ ہے کہ ایک مٹھی کے بقدر ڈاڑھی ہوجانے کے بعد زائد مقدار کے بالوں کو کاٹنا صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام سے ثابت ہونے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ بہتر اور بعض کے نزدیک سنت ہے، اور زائد بالوں کو اپنے حال پر چھوڑے رکھ کر ڈاڑھی کا غیر معمولی لمبا کرلینا پسندیدہ نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خالفوا المشركين وفروا اللحى وأحفوا الشوارب ، ومثله حديث أبى هريرة رضى الله تعالى عنه بلفظ :جزوا الشوارب، وأرخوا اللحى، خالفوا المجوس ، ومنها حديث عائشة رضى الله عنها عنه صلى الله عليه وسلم :عشر من الفطرة ، فعد منها "إعفاء اللحية ."

قال ابن حجر :المراد بقوله صلى الله عليه وسلم :خالفوا المشركين مخالفة المجوس فإنهم كانوا يقصون لحاهم، ومنهم من كان يحلقها، وقال :ذهب الأكثرون إلى أن "أعفوا "بمعنى كثروا، أو وفروا، ونقل عن ابن دقيق العيد :تفسير الإعفاء بالتكثير من إقامة السبب مقام المسبب لأن حقيقة الإعفاء الترك، وترك التعرض للحية يستلزم تكثيرها.

وقال ابن عابدين من الحنفية :إعفاء اللحية تركها حتى تكث وتكثر(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص۲۲۴،مادة" لحية")

[1] الأخذ من اللحية:

ذهب بعض الفقهاء ، منهم النووى إلى أن لا يتعرض للحية، فلا يؤخذ من طولها أو عرضها لظاهر الخبر فى الأمر بتوفيرها، قال :المختار تركها على حالها، وأن لا يتعرض لها بتقصير ولا غيره.

وذهب آخرون منهم الحنفية والحنابلة إلى أنه إذا زاد طول اللحية عن القبضة يجوز أخذ الزائد، لما ثبت أن ابن عمر رضى الله عنهما كان إذا حلق رأسه فى حج أو عمرة أخذ من لحيته وشاربه ، وفى رواية "كان إذا حج أو اعتمر قبض على لحيته، فما فضل أخذه ."قال ابن حجر :الذى يظهر أن ابن عمر كان لا يخص هذا بالنسك بل كان يحمل الأمر بالإعفاء على غير الحالة التى تتشوه فيها الصورة بإفراط طول شعر اللحية أو عرضه .

قال الحنفية :إن أخذ ما زاد عن القبضة سنة، جاء فى الفتاوى الهندية :القص سنة فيها، وهو أن يقبض الرجل على لحيته، فإن زاد منها عن قبضته شيء قطعه، كذا ذكره محمد رحمه الله عن أبى حنيفة، قال :وبه نأخذ .

وفى قول للحنفية :يجب قطع ما زاد عن القبضة ومقتضاه كما نقله الحصكفى ، الإثم بتركه.

وقال الحنابلة :لا يكره أخذ ما زاد عن القبضة منها، ونص عليه أحمد، ونقلوا عنه أنه أخذ من عارضيه . وذهب آخرون من الفقهاء إلى أنه لا يأخذ من اللحية شيئا إلا إذا تشوهت بإفراط طولها أو عرضها، نقله الطبرى عن الحسن وعطاء ، واختاره ابن حجر وحمل عليه فعل ابن عمر، وقال :إن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پس اکثر فقہائے کرام کے نزدیک کم از کم ایک مٹھی کے برابر ڈاڑھی بڑھانا واجب ہے، اور ایک مٹھی سے کم کرادینا (مثلاً خشخشی یا فرینچ کٹ ڈاڑھی رکھنا) گناہ ہے۔

اور ایک مٹھی کی مقدار سے مراد ہاتھ کی چار انگلیوں کو ملا کر ان کی چوڑائی کی مقدار ہے، یعنی اس میں انگوٹھا شامل نہیں۔ [۱]

اور ایک مٹھی یا چار انگل کی اس مقدار کا اعتبار بالوں کی جڑ سے ہوگا، پس جو بال چہرہ کی جلد پر جہاں سے اُگ رہے ہوں گے، ان کو وہاں سے ہی ناپا جائے گا، ٹھوڑی کی طرف سے ٹھوڑی کے بالوں کو، اور دائیں بائیں طرف سے ادھر کے بالوں کو، تاکہ دائیں بائیں اور نیچے، ہر طرف سے بال اپنی اپنی اُگنے والی جگہ یا جڑ سے ایک ایک مٹھی (یا چار انگل) کے برابر ہوکر ڈاڑھی ہر طرف سے یکساں اور گول ہوجائے۔ [۲]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الرجل لو ترک لحیته لا یتعرض لها حتی أفحش طولها أو عرضها لعرض نفسه لمن یسخر به، وقال عیاض :الأخذ من طول اللحیة وعرضها إذا عظمت حسن، بل تکره الشهرة فی تعظیمها کما تکره فی تقصیرها ، ومن الحجة لهذا القول ما ورد أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یأخذ من لحیته من طولها وعرضها ، أما الأخذ من اللحیة وهی دون القبضة لغیر تشوه ففی حاشیة ابن عابدین :لم یبحه أحد(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳۵،ص ۲۲۵ ،مادة "لحیة")

[۱] أن القبضة أربع أصابع(ردالمحتار، ج ۱ ص ۱۹۷ ،کتاب الطهارة، باب المیاه)

القبضة فی اللغة :ما أخذت بجمع کفک کله، فإذا کان بأصابعک فهی القبصة، بالصاد المهملة والقبضة أربع أصابع.وفی اصطلاح الفقهاء :القبضة أربع أصابع من أصابع ید الإنسان المعتدلة، وهی من أجزاء الذراع، ومن أضعاف الإصبع، قال ابن عابدین نقلا عن نوح أفندی :والمراد بالقبضة أربع أصابع مضمومة، قال ابن عابدین :وهو -أی الذراع -قریب من ذراع الید لأنه ست قبضات وشیء ، وذلک شبران (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳۸ص ۳۲۱، القبضة،مادة" مقادیر")

والقبضة أربع أصابع(المغرب،ص۷۸، باب الجیم مع الراء)

والقبضة أربع أصابع(المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، ج ۱ ص ۹۴، باب الجیم مع الراء)

فإذا ضم أصابعه وجعل إبهامه علی السبابة وأدخل رؤوس الأصابع فی جوف الکف کما یعقد حسابه علی ثلاثة وأربعین، فهی القبضة فإذا ضم أطراف الأصابع فهی القبصة(فقه اللغة،ص ۱۳۴، الباب التاسع عشر)

[۲] وکذا یأخذ من عرضها ماطال وخرج عن السمت التقرب من التدویر من جمیع الجوانب(حاشیة الطحطاوی علی المراقی،ص ۵۲۶، باب الجمعة)

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی منڈانے کی حرمت

جمہور فقہائے کرام کے نزدیک ڈاڑھی منڈانا حرام اور کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔ [1]

ڈاڑھی کو اکھاڑنا یا بال صفا کریم، پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنا

جس طرح ڈاڑھی مونڈنا یا کاٹنا گناہ ہے، اسی طرح جب شروع میں ڈاڑھی آرہی ہو یا اس کے بعد کسی وقت پر اپنے آپ کو کم عمر یا خوبصورت ظاہر کرنے کے لئے ڈاڑھی کے بالوں کو اکھیڑنا یا کسی کریم، پاؤڈر وغیرہ سے بال دور کرنا بھی جائز نہیں، کیونکہ جس طرح ڈاڑھی کاٹنے

---

[1] اور شافعیہ کا ایک قول کراہت کا ہے، جس کو بعض حضرات نے اصح قرار دیا ہے، اور یہ بھی کہ کراہت سے ان کے نزدیک تنزیہی مراد ہوا کرتا ہے، مگر اس سلسلہ میں جمہور کا قول دلائل کے لحاظ سے راجح ہے، اور اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

ذهب جمهور الفقهاء :الحنفية والمالكية والحنابلة، وهو قول عند الشافعية، إلى أنه يحرم حلق اللحية لأنه مناقض للأمر النبوى بإعفائها وتوفيرها، وتقدم قول ابن عابدين فى الأخذ منها وهى دون القبضة :لم يبحه أحد، فالحلق أشد من ذلك.

وفى حاشية الدسوقى المالكى :يحرم على الرجل حلق لحيته، ويؤدب فاعل ذلك، وقال أبو شامة من الشافعية :قد حدث قوم يحلقون لحاهم، وهو أشد مما نقل عن المجوس أنهم كانوا يقصونها.

ثم قد جاء فى الفتاوى الهندية :ولا يحلق شعر حلقه، ونص الحنابلة كما فى شرح المنتهى على أنه لا يكره أخذ الرجل ما تحت حلقه من الشعر أى لأنه ليس من اللحية

والأصح عند الشافعية :أن حلق اللحية مكروه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵، ص۲۲۵، مادة لحية، حلق اللحية)

حلق اللحية لا شك أنه من المعاصى؛ لأن النبى صلى الله عليه وسلم أمر بإعفاء اللحى وأمر بتوفيرها، ونهى عن تشبه الرجال بالنساء، وكل ذلك موجود فى حلق اللحى، والنبى صلى الله عليه وسلم كان كث اللحية، وكان لا يأخذ من لحيته، وكذلك أصحابه الكرام رضى الله عنهم وأرضاهم كانوا يعفون لحاهم، وقد اجتمع فى إعفاء اللحى أوجه ثبوت السنة الثلاثة التى هى: القول والفعل والتقرير، فإن النبى صلى الله عليه وسلم أمر الناس بإعفاء اللحى وهذا قول، وكان معفياً للحيته وهذا فعل، وكان يرى أصحابه وهم ذوو لحى موفرة ويقرهم على ذلك، وهذه أوجه ثبوت السنة عن النبى صلى الله عليه وسلم :القول والفعل والتقرير، وكلها مجتمعة فى مسألة اللحية وإعفائها، فلا يجوز حلقها، وحلقها لا شك أن فيه إثماً، وهو معصية لله عز وجل(شرح سنن أبى داود، لعبد المحسن العباد، حكم حلق اللحية وشرب الدخان)

www.idaraghufran.org

میں ڈاڑھی بڑھانے کے شریعت کے حکم کی مخالفت پائی جاتی ہے، اسی طرح اکھیڑنے اور کسی چیز سے بال اڑا کر دور کرنے میں بھی پائی جاتی ہے۔ [1]

ڈاڑھی چڑھانا یا چپکانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے اور لٹکانے کا حکم فرمایا ہے، اس لیے مرد حضرات کو ڈاڑھی چڑھانا یعنی اوپر کی طرف چپکا کر چھوٹی یا ایک مٹھی سے کم ظاہر کرنا بھی گناہ ہے، کیونکہ اس میں بھی ڈاڑھی لٹکانے کے حکم کی خلاف ورزی اور چھوٹی ڈاڑھی والوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔

اور بعض احادیث میں ڈاڑھی میں گرہ لگانے کی ممانعت بھی آئی ہے۔

چنانچہ حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ بَعْدِيْ فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا أَوْ اِسْتَنْجٰى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا بَرِيْءٌ مِنْهُ(سن النسائی) [2]

---

[1] وقد ذكر العلماء فى اللحية اثنى عشر خصلة مكروهة، بعضها أشد قبحاً من بعض...(الى قوله) .....الرابعة :نتفها أول طلوعها، إيثاراً للمروء ة وحسن الصورة(شرح ابى داود للعينى، ج ۱، ص ۱۶۳، باب :السواک من الفطرة)

[2] رقم الحديث ۵۰۶۷، كتاب الزينة، باب عقد اللحية،واللفظ لهٗ، ابوداوٗد، رقم الحديث ۳۶، كتاب الطهارة،باب ما ينهى عنه أن يستنجى به.

قال الالبانى:

(قلت :حديث صحيح، وقال النووى :إسناده جيد).

إسناده :ثنا يزيد بن خالد بن عبد الله بن موهَب الهمدانى :ثنا المفَضلُ -يعنى: ابن فَضَالة المصرى -عن عياش بن عباس القِتْبَانى أن شِيَيْم بن بَيْتان أخبره عن شيبان القتبانى.

وهذا سند رجاله كلهم ثقات؛ غير شيبان القتبانى؛ فهو مجهول، كما فى "التقريب ." لكن قد سمع الحديث شييم بن بيتان من رويفع بن ثابت مباشرة أيضا، كمايأتى؛ كما أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے) فرمایا کہ اے رویفع میرے بعد قریب ہے کہ تمہاری زندگی لمبی ہو؛ تو تم لوگوں کو بتلا دینا کہ جس شخص نے اپنی ڈاڑھی میں گرہ لگائی (یا اسے اوپر چڑھایا) یا تانت کا قلادہ ڈالا یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے بری ہیں (نسائی)

گرہ لگانے سے مراد اس کو کسی بھی طرح سے اوپر چڑھانا ہے، خواہ گرہ لگا کر چڑھائے، یا کوئی چیز چپکا کر، یا بالوں کو پیچ دار بنا کر (جیسا کہ آج کل سکھوں میں رواج پایا جاتا ہے)

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی کو بڑھانے اور لٹکانے کا حکم دیا ہے، اور ڈاڑھی میں گرہ باندھنے اور اس کو اوپر چڑھانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مذکورہ حکم کی مخالفت لازم آتی ہے، اور اس میں ڈاڑھی کو چھپانا اور غیر قوموں وغیر مسلموں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

له فيه إسناداً آخر .والحديث أخرجه البيهقي(۱/۱۱۰)من طريق المؤلف بهذا الإسناد، وكذلك أخرجه أحمد(۴/۱۰۹)قال :ثنا يحيى بن غيلان قال :ثنا المفضل ... به.وتابعه ابن لهيعة فقال :ثنا عياش بن عباس عن شييم بن بيتان قال :ثنا رويفع بن ثابت قال:كان أحدنا في زمان رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...الحديث.أخرجه أحمد (۴/۱۰۸)وابن لهيعة ثقة يخشى من سوء حفظه .لكن تابعه على روايته هكذا حيوة بن شريح؛ وهو ثقة حجة من رجال الشيخين :أخرجه النسائي (۲/۲۷۷)أخبرنا محمد بن سلمة قال :ثنا ابن وهب عن حيوة بن شريح -وذكر آخر قبله -عن عياش .فهذا إسناد صحيح متصل بسماع شِييم من رويفع، وليس عند النسائي إلا المرفوع من قوله عليه الصلاة والسلام ":يا رويفع! لعل الحياة " ...إلخ.والحديث سكت عليه الحافظ في "التلخيص(۱/۴۹۹-۵۰۰)وقال النووي (۲/۱۱۶) "رواه أبو داود والنسائي بإسناد جيد ."وقد رواه الطحاوي في "شرح المعاني(۱/۷۴) "من طريق أصبغ بن الفرج قال: ثنا ابن وهب ...به.وسكت عليه المنذري أيضا (صحيح ابي داوٗد الام، تحت رقم الحديث ۲۷، باب ما يُنهى عنه أن يُستنجى به)

[1] وفيه إظهار للمعجزة بإخبار عن الغيب من تغيير يحصل في الدين بعد القرن الأول، وإن هذه الأمور المذكورة مهتم بشأنها (أن من عقد لحيته) : قال الأكثرون :هو معالجتها حتى تنعقد وتتجعد، وهذا مخالف للسنة التي هي تسريح اللحية، وقيل :كانوا يعقدونها في الحرب زمن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی منڈانے والے کی گواہی کا حکم

جو شخص بلا عذر ڈاڑھی منڈائے، خاص کر جبکہ اس کی عادت بنالے، تو بہت سے اہلِ علم حضرات کے نزدیک عام حالات میں اس کی گواہی بھی معتبر نہیں، کیونکہ بلا عذر ڈاڑھی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الجاهلية، فأمرهم عليه الصلاة والسلام بإرسالها لما فى عقدها من التأنيث أى التشبه بالنساء وقيل: كان ذلك من دأب العجم أيضا فنهوا عنه لأنه تغيير خلق الله، وقيل :كان من عادة العرب أن من له زوجة واحدة عقد فى لحيته عقدة صغيرة، ومن كان له زوجتان عقد عقدتين، كذا ذكره الأبهرى (أو تقلد وترا) : بفتحتين أى :خيطا فيه تعويذ أو خرزات لدفع العين أو الحفظ عن الآفات كانوا يعلقون على رقاب الولد والفرس، وقيل :إنهم كانوا يعلقون عليها الأجراس، والمعنى أو تقلد الفرس وتر القوس، قيل النهى عن العقد والتقليد لما فيهما من التشبه بأهل الجاهلية لأن ذلك من صنيعهم، وقيل :كان عادة أهل الجاهلية أنهم يجعلون فى رقاب دوابهم الوتر ويزعمون دفع العين. قال أبو عبيدة :الأشبه أنه نهى عن تقليد الخيل أوتار القسى لئلا يصيبها العين مخافة اختناقها به لا سيما عند شدة الركض وروى أنه عليه الصلاة والسلام أمر بقطع الأوتار من أعناق الخيل تنبيها على أنها لا ترد شيئا من قدر الله تعالى .قال الطيبى :يعنى وأما الاختناق به فهو سبب عادى فيحترز عنه (أو استنجى برجيع دابة) : أى :روثها (أو عظم) : مطلقا (فإن محمدا منه برىء) وهذا من باب الوعيد والمبالغة فى الزجر الشديد قال ابن حجر :عدل إليه عن "فأنا "أو "فإنى "اهتماما بشأن تلك الأمور، وتأكيدا أو مبالغة فى النهى عنها اهـ .(مرقاة المفاتيح، ج ۱ ص ۳۸۲، كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء)

اصلاح الرسوم میں ہے کہ:

منجملہ ان رسوم کے ڈاڑھی چڑھانا ہے، یہ بھی حرام ہے، بخاری ومسلم کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''اعفوا اللحی'' وارد ہے، چونکہ امر حقیقۃً وجوب کے لئے آتا ہے، پس نیچے کو چھوڑنا ڈاڑھی کا واجب ہوا، اور اس واجب کا ترک کرنا حرام ہوا، ظاہر ہے کہ ڈاڑھی چڑھانے میں اس واجب کا ترک لازم آتا ہے، اس لئے وہ بھی حرام ہوا (پھر حضرت رویفع کی مندرجہ بالا حدیث ذکر کرنے کے بعد ہے کہ) گرہ لگانے میں ڈاڑھی اپنی اصل ھیئت سے بدلتی ہے، اور اس میں بل پڑتا ہے، جہاں یہ امر پایا جائے گا وعید مطلق ہوگی، ڈاڑھی چڑھانے میں ھیئت کا بدلنا اور اس میں بل پڑنا ظاہر ہے، عقلاً بھی غور کیا جائے تو وہ ھیئت تکبر کی ہے، تکبر اور اس کی ھیئتوں کا حرام ہونا قرآن وحدیث میں منصوص ہے، بہرحال عقلاً ونقلاً یہ عادت مذموم ہے، اس سے توبہ کرنا واجب ہے (اصلاح الرسوم ص ۲۵، باب اول، فصل ششم)

ومما يكره فى اللحية عقدها ففى سنن أبى داود وغيره عن رويفع رضى الله عنه بإسناد جيد قال قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

منڈانے کا عمل باعثِ فسق ہے (کذا فی امداد المفتین ص ۹۰۰، واحسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۰۴) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا رویفع لعل الحیاة ستطول بک فأخبر الناس أنه من عقد لحیته أو تقلد وترا أو استنجی برجیع دابة أو عظم فإن محمدا منه برء قال الخطابی فی عقدها تفسیران أحدها أنهم کانوا یعقدون لحاهم فی الحرب وذلک من زی العجم :والثانی معالجة الشعر لیتعقد ویتجعد وذلک من فعل أهل التأنیث والتوضیع (المجموع شرح المهذب، ج ۱ ص ۲۹۲، باب السواک)

[1] فقہائے کرام کے نزدیک شہادت کے اعتبار سے عدالت سے مراد کبائر سے اجتناب اور صغائر پر عدمِ اصرار، اور مروءۃ کا ہونا ہے، اور مروءت سے مراد ایسی خصلتوں سے بچنا ہے جو عرف میں سنجیدگی، وقار، حیاء وغیرت اور شرافت کے خلاف اور رذیل اور کمینی وچھچھورپن کی علامت سمجھی جاتی ہوں۔

جن حضرات کے نزدیک ڈاڑھی رکھنا واجب اور اس کی خلاف ورزی تغییر خلق الله، اور تشبہ بالنساء والمخنثین وغیرہ کی وجہ سے گناہ ہے، ان کے نزدیک تو ڈاڑھی منڈانا کبیرہ گناہ میں داخل ہے، اور جن حضرات کے نزدیک کبیرہ گناہ میں داخل نہیں، ان کے نزدیک اس پر اصرار کی وجہ سے کبیرہ میں داخل ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

البتہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے تنقیح میں ڈاڑھی منڈانے میں عرف کے مختلف ہونے کے اعتبار سے خلافِ مروءت ہونے نہ ہونے پر کلام کرتے ہوئے اس پر اصرار کو باعثِ فسق قرار دیا ہے۔

وحالق اللحیة ــ مثلاً ــ لیس بعدل إذا استمر علی ذلک (الشرح الممتع علی زاد المستقنع، ج ۱۵ ص ۱۰۷، کتاب الوقف، باب الهبة والعطیة)

المروءة فی اللغة :آداب نفسانیة تحمل مراعاتها الإنسان علی الوقوف عند محاسن الأخلاق وجمیل العادات .

یقال :مرؤ الرجل فهو مریء :أی ذو مروءة.

وفی الاصطلاح عرفها الفقهاء بتعاریف متقاربة ضابطها :الاستقامة، قال القلیوبی :إنها صفة تمنع صاحبها عن ارتکاب الخصال الرذیلة .

وقال الشربینی الخطیب :وأحسن ما قیل فی تفسیر المروءة أنها تخلق المرء بخلق أمثاله من أبناء عصره ممن یراعی مناهج الشرع وآدابه فی زمانه ومکانه .

الألفاظ ذات الصلة:

العدالة :العدالة فی اللغة :صفة توجب مراعاتها الاحتراز عما یخل بالمروءة عادة ظاهرا

وفی الاصطلاح :اجتناب الکبائر وعدم الإصرار علی صغیرة من نوع واحد أو أنواع الأحکام المتعلقة بالمروءة:

المروءة فی الشهادة:المروءة من لوازم قبول الشهادة، فیشترط فی الشاهد فوق اجتناب الکبائر وعدم الإصرار علی الصغائر :الترفع عن ارتکاب الأمور الدنیئة المزریة بالمرء وإن لم تکن حراما، وهی کل ما یذم فاعله عرفا من أمثاله فی زمانه ومکانه، لأن الأمور العرفیة قلما تنضبط، بل تختلف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ اگر قاضی وحاکم ایسے شخص کی گواہی پر فیصلہ کردے، تو وہ بہرحال معتبر ہوجاتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

باختلاف الأشخاص والأزمنة والبلدان (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷، ص۳۳، مادة: مروءة)
(و) من (مرتكب صغيرة) بلا إصرار (إن اجتنب الكبائر) كلها وغلب صوابه على صغائره درر وغيرها قال :وهو معنى العدالة .وفي الخلاصة :كل فعل يرفض المروءة والكرم كبيرة، وأقره ابن الكمال .قال :ومتى ارتكب كبيرة سقطت عدالته(در مختار مع رد المحتار، ج۵، ص۴۷۳،باب من يجب قبول شهادته على القاضي)
(قوله :خبر عدل) العدالة ملكة تحمل على ملازمة التقوى، والمروءة .الشرط أدناها وهو ترك الكبائر والإصرار على الصغائر وما يخل بالمروءة ويلزم أن يكون مسلما عاقلا بالغا(رد المحتار، ج۲، ص۳۸۵، سبب صوم رمضان)
ولا شك أن حلق اللحية كبيرة من كبائر الذنوب، ونقل الاتفاق على ذلك ابن حزم وغيره، على أنها من الكبائر، وعند من يقول :إنها من الصغائر بالإصرار تكون كبيرة، بالإصرار عليها والمجاهرة بها تكون كبيرة(شرح سنن الترمذى.لعبد الكريم بن عبد الله بن عبد الرحمن بن حمد الخضير، كتاب الصلاة)
(سئل) فى شهادة محلوق اللحية هل تقبل أم لا؟
(الجواب) : لم أجد نقلا صريحا فى المسألة مع ضيق الوقت وكثرة الأشغال فإن كان حلق اللحية يخل بالمروءة يمنع القبول وإلا فلا قال فى المنح ما يخل بالمروءة يمنع قبولها والمروءة أن لا يأتى الإنسان بما يعتذر منه مما يبخسه عن مرتبته عند أهل الفضل اهـ ومثله فى البحر قال فى غاية البيان قال محمد وعندى المروءة الدين والصلاح اهـ.
أقول ظاهر كلام المؤلف يفيد عدم جزمه بكون ذلك الفعل مخلا بالمروءة وفى البحر عن ابن وهبان فى مسألة الخروج إلى قدوم الأمير أنه ينبغى أن يكون ذلك على ما اعتاده أهل البلد فإن كان من عادة أهل البلد أنهم يفعلون ذلك ولا ينكرونه ولا يستخفونه فينبغى أن لا يقدح اهـ فعلى هذا فإن كان ممن يعتادون الحلق ولا يعدونه رذيلة بينهم لا يخل بمروءته فتقبل شهادته لكن قد يقال إن الإدمان على الصغيرة مفسق كما فى البحر وقد ذكر العلائى فى الدر المختار من الحظر والإباحة عن المجتبى والبزازية إذا قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت وإن بإذن الزوج؛ لأنه لا طاعة لمخلوق فى معصية الخالق ولذا يحرم للرجل قطع لحيته والمعنى المؤثر التشبه بالرجال اهـ وقال العلائى فى كتاب الصوم قبيل فصل العوارض إن الأخذ من اللحية وهى دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال لم يبحه أحد وأخذ كلها فعل يهود والهنود ومجوس الأعاجم اهـ فحيث أدمن على فعل هذا المحرم يفسق وإن لم يكن ممن يستخفونه ولا يعدونه قادحا للعدالة والمروءة فكلام المؤلف غير محرر فتدبر(العقود الدرية فى تنقيح الفتاوى الحامدية، ج۱، ص۳۲۹، كتاب الشهادة)

[1] اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کہ عدالت، صحتِ شہادت کے لیے شرط ہے، یا قبولیتِ شہادت کے لئے شرط ہے؟
حنفیہ کے نزدیک راجح قبولیتِ شہادت کے لیے شرط ہونا ہے۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی منڈانے والے کی امامت اور اذان واقامت

جو شخص ڈاڑھی منڈاتا ہو یا ایک مٹھی سے کم کراتا ہو، خاص کر جبکہ یہ عمل بار بار کرے، تو بہت سے اہلِ علم حضرات کے نزدیک ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بعض متاخرین نے فرمایا کہ جب عادل گواہوں کا ملنا دشوار ہو، اور فاسق کی گواہی رد کرنے سے دوسرے کی حق تلفی لازم آتی ہو، اور قاضی کو گواہ کے سچا ہونے کا غالب گمان ہو، تو پھر فاسق کی گواہی پر فیصلہ کرنے میں گناہ بھی نہیں۔

قلت :قدمنا آنفا عن البحر أن ظاهر النص أنه لا يحل قبول شهادة الفاسق قبل تعرف حاله فإذا ظهر للقاضي من حاله الصدق، وقبله يكون موافقا للنص إلا أن يريد بالنص قوله تعالى (وأشهدوا ذوى عدل منكم) لكن فيه أن دلالته على عدم قبول العدل .إنما هى بالمفهوم وهو غير معتبر عندنا ولا سيما هو مفهوم لقب مع أن الآية الأولى تدل على قبول قوله عند التبين عن حاله كما قلنا تأمل (رد المحتار، ج۵، ص۳۵۶، كتاب القضاء)

(قوله بشهادة فاسق نفذ) قال فى جامع الفتاوى :وأما شهادة الفاسق، فإن تحرى القاضى الصدق فى شهادته تقبل وإلا فلا اهـ فتال :وفى الفتاوى القاعدية :هذا إذا غلب على ظنه صدقه وهو مما يحفظ درر أول كتاب القضاء ، وظاهر قوله وهو مما يحفظ اعتماده اهـ .(رد المحتار، ج۵، ص۴۶۶، كتاب الشهادات)

(قوله :ولو قضى القاضى بها لا ينفذ) دفع به ما يتوهم أنها مثل شهادة الفاسق فإنه تقدم أنه يصح قبولها، وإن أثم القاضى فشهادة العدو ليست كذلك بل هى كما لو قبل شهادة العبد والصبى .(رد المحتار، ج۵، ص۳۵۷، كتاب القضاء)

وعلى ظاهر رواية أصحابنا العدالة شرط الأولوية، وهو اختيار عامة مشايخنا رحمهم الله، حتى أن الأولى أن لا يقلد الفاسق، ومع هذا لو قلد يصر قاضياً، اعتباراً للقضاء بالشهادة، فإن الأولى أن لا تقبل شهادة الفاسق، ومع هذا لو قبلت وقضى بها نفذ القضاء (المحيط البرهانى، ج۸، ص۵، كتاب القضاء،الفصل الأول)

(مسألة):

قال القرافى فى باب السياسة :نص بعض العلماء على أنا إذا لم نجد فى جهة إلا غير العدول أقمنا أصلحهم وأقلهم فجورا للشهادة عليهم، ويلزم ذلك فى القضاة وغيرهم لئلا تضيع المصالح.

قال :وما أظن أحدا يخالف فى هذا، فإن التكليف شرط فى الإمكان، وهذا كله للضرورة لئلا تهدر الأموال وتضيع الحقوق.

قال بعضهم :وإذا كان الناس فساقا إلا القليل النادر قبلت شهادة بعضهم على بعض، ويحكم بشهادة الأمثل فالأمثل من الفساق، هذا هو الصواب الذى عليه العمل وإن أنكره كثير من الفقهاء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ اگر کوئی اس کی اقتداء میں نماز پڑھ لے، تو نماز کا فریضہ ذمہ سے ادا ہو جاتا ہے۔

اگر اس سے بہتر امام میسر ہو تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنی چاہئے، اور اگر اس سے بہتر امام میسر نہیں، یا اگر اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے، تو تنہا نماز پڑھنی پڑتی ہو، تو پھر ایسی صورت میں اس کی اقتداء میں نماز پڑھ لینے کی گنجائش ہے۔

ایسی صورت میں نماز کے مکروہ ہونے کا وبال انہی لوگوں کو ہوگا، جنہوں نے ایسے شخص کو امامت کے لئے مقرر کیا ہے، اور وہ اس کو امامت سے ہٹانے پر کسی فتنہ کے لازم آئے بغیر قادر ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بألسنتهم، كما أن العمل على صحة ولاية الفاسق ونفوذ أحكامه وإن أنكروه بألسنتهم، وكذلك العمل على صحة كون الفاسق وليا في النكاح ووصيا في المال، وهذا يؤيد ما نقله القرافي، وإذا غلب على الظن صدق الفاسق قبلت شهادته وحكم بها، والله تعالى لم يأمر برد خبر الفاسق فلا يجوز رده مطلقا بل يتثبت فيه حتى يتبين صدقه من كذبه فيعمل على ما تبين وفسقه عليه.

واعلم أن لرد شهادة الفاسق مأخذين :أحدهما عدم الوثوق به وأنه يحمله قلة مبالاته بدينه ونقصان وقار الله تعالى في قلبه على تعمد الكذب.

الثاني هجره على إعلانه بفسقه ومجاهرته به، فقبول شهادته فيها إبطال لهذا الغرض المطلوب شرعا، فإذا علم صدق لهجته وأنه من أصدق الناس وأن فسقه بغير الكذب، فلا وجه لرد شهادته. وقد استأجر رسول الله صلى الله عليه وسلم هاديا يدله على طريق المدينة وهو مشرك على دين قومه، ولكن لما وثق بقوله أمنه ودفع إليه راحلته وقبل دلالته.

وقال أصبغ بن الفرج من أئمة المالكية :إذا شهد الفاسق عند الحاكم وجب عليه التوقف في القضية، وقد يحتج له بقوله تعالى (يا أيها الذين آمنوا إن جاء كم فاسق بنبإ)الآية.

وقال ابن قيم الجوزية الحنبلي :وسر المسألة أن مدار قبول الشهادة وردها على غلبة الصدق وعدمه قال :والصواب المقطوع به أن العدالة تتبعض، فيكون الرجل عدلا في شيء فاسقا في شيء، فإذا تبين للحاكم أنه عدل فيما شهد به قبلت شهادته ولم يضره فسقه في غيره، وأصل هذا ما وقع في المحيط والقنية :إذا كان الرجل يشرب سرا وهو ذو مروءة فللقاضي أن يقبل شهادته(معين الحكام، ج ۱، ص ۱۱۷، ۱۱۸، الباب الثاني و العشرون القضاء بشهادة غير العدول للضرورة)

[1] ملاحظہ ہو: امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۷۰، امداد المفتین ص ۳۲۱، عزیز الفتاویٰ ص ۲۰۲، کفایت المفتی ج ۳ ص ۷۹، وص ۹۷، وص ۹۹، وص ۱۲۸، واحسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۶۰ تا ۲۶۳، فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۴۳۸، وج ۶ ص ۱۲۵، فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۴۲۸۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ایسا شخص اگر اذان دے یا نماز کے لئے اقامت کہے تو اداء ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک ادا تو ہو جاتی ہے، لیکن ایسے شخص کا اذان دینا اور اقامت کہنا مکروہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كره إمامة "الفاسق "العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعا فلا يعظم بتقديمه للإمامة وإذا تعذر منعه ينتقل عنه إلى غير مسجده للجمعة وغيرها وإن لم يقم الجمعة إلا هو تصلى معه(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى ، ج ۱ ، ص ۳۰۲،كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة)

إمامة الفاسق مكروهة تحريما(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ج ۱ ، ص ۳۰۲،كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة)

الصلاة خلف المجاهر بالفسق:يرى الحنفية والشافعية أنه تصح الصلاة مع الكراهة خلف الفاسق بالجارحة، وقالوا :من صلى خلف فاسق يكون محرزا ثواب الجماعة، لكن لا ينال ثواب من يصلى خلف إمام تقى ، ولم يفرقوا بين ما إذا كان الفاسق مجاهرا بفسقه أو لم يكن كذلك(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۶، ص ۱۱۹ ، مادة: مجاهرة)

اختلف الفقهاء فى الصلاة خلف الفاسق:

فيرى الحنفية أنه يصلح للإمامة فى الجملة كل عاقل مسلم، حتى تجوز إمامة العبد والأعرابى والأعمى وولد الزنا والفاسق، وإن كانت مكروهة

وقال المالكية :تصح الصلاة -على المعتمد -مع الكراهة خلف الفاسق بجارحة، كزان وشارب خمر، فإن تعلق فسقه بالصلاة، كقصده الكبر بإمامته، فلا تصح.

ومقابل المعتمد أنها لا تصح خلف الفاسق بجارحة.

والمعتمد أنها تصح خلف المبتدع المختلف فى تكفيره ببدعته، كالحرورى والقدرى

وأما الشافعية فإنهم يجيزون الصلاة وراء الإمام الفاسق، وإنما يكره ذلك خلفه، ومحل كراهة إمامة الفاسق لغير الفاسق، أما لمثله فلا تكره ما لم يكن فسق الإمام أفحش.

وقال الحنابلة :لا تصح إمامة فاسق مطلقا، أى سواء كان فسقه بالاعتقاد أو بأفعال محرمة، وسواء أعلن فسقه أو أخفاه، لقوله تعالى :(أفمن كان مؤمنا كمن كان فاسقا لا يستوون) وقول النبى صلى الله عليه وسلم :لا تؤمن امرأة رجلا، ولا يؤم أعرابى مهاجرا، ولا يؤم فاجر مؤمنا، إلا أن يقهره بسلطان يخاف سيفه وسوطه ويعيد من صلى خلف فاسق مطلقا(الموسوعة الفقية الكويتية، ج۳۲، ص ۱۴۲ ،مادة: فسق، إمامة الفاسق فى الصلاة)

أما حالق اللحية لا يجوز لأنه معصية للرسول صلى الله عليه وسلم فيما صح عنه بقوله صلى الله عليه وسلم (خالفوا المشركين وفروا اللحى واحفوا الشوارب) . وإذا كان حلق اللحية معصية فإن المصر عليها يكون من الفاسقين ,والفاسق لا تصح صلاته عند كثير من أهل العلم ,و لكن الصواب صحة إمامته إلا لا ينبغى أن يكون إماماً راتباً,فإذا وجدت إماماًحالقاً لحيته يصلى بالناس فصل معهم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک ایسے شخص کی دی گئی اذان کا اعادہ مستحب ہے، بشرطیکہ کوئی فتنہ لازم نہ آئے۔ وفیه اقوال أُخر. [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والإثم عليه(مجموع فتاوىٰ ورسائل العثيمين، ج۱۵ ص۱۴۲، تحت رقم السؤال ۱۰۰۲)

س :رجل حالق لحيته خطيب فى الجامع هل ترون أن نصلى وراء ه؟ أبينوا تؤجروا.

ج :حلق اللحية حرام؛ لما رواه أحمد والبخارى ومسلم عن ابن عمر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :خالفوا المشركين وفروا اللحى وأحفوا الشوارب. ولما رواه أحمد ومسلم عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال جزوا الشوارب وأرخوا اللحى خالفوا المجوس. والإصرار على حلقها من الكبائر، فيجب نصح حالقها والإنكار عليه، ويتأكد ذلك إذا كان فى مركز قيادى دينى وعلى هذا إن كان إماما لمسجد ولم ينتصح وجب عزله إن تيسر ذلك ولم تحدث فتنة، وإلا وجب الصلاة وراء غيره من أهل الصلاح على من تيسر له ذلك، زجرا له وإنكارا عليه، إن لم يترتب على ذلك فتنة، وإن لم تتيسر الصلاة وراء غيره شرعت الصلاة وراء ه؛ تحقيقا لمصلحة الجماعة، وإن خيف من الصلاة وراء غيره حدوث فتنة صلى وراء ه؛ درء ا للفتنة، وارتكابا لأخف الضررين.

وبالله التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

(فتاوى اللجنة الدائمة -المجموعة الأولى، ج۷ ص۳۷۳، باب الامامة، إمامة الفاسق: الفتوى رقم ۱۶۴۰، الناشر :رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء -الإدارة العامة للطبع -الرياض)

[1] يكره أذان الفاسق؛ لأنه أمانة شرعية فلا يؤمن الفاسق عليه، ولا يعاد أذانه، لحصول المقصود به (المحيط البرهانى ج ۱، ص۳۴۵، الفصل السادس عشر فى التغنى والألحان)

و(يكره) "أذان "فاسق "لأن خبره لا يقبل فى الديانات(مراقى الفلاح، ص۲۰۰، كتاب الصلاة، باب الاذان)

وصرحوا بكراهة أذان الفاسق من غير تقييد بكونه عالما أو غيره (فتح القدير، ج ۱، ص۲۴۷، باب الاذان)

وصرح بكراهة أذانِ الفاسق ولا يعاد فالإعادة فيه ليقع على وجه السنة (فتح القدير ج ۱، ص۲۵۳، باب الاذان)

(وكره أذان الفاسق) لعدم الاعتماد ولكن لا يعاد(مجمع الانهر، ج ۱، ص۷۸، باب صفة الاذان)

(قوله :وينبغى أن لا يصح أذان الفاسق إلخ) كذا فى النهر أيضا وظاهره أنه يعاد، وقد صرح فى معراج الدراية عن المجتبى أنه يكره ولا يعاد وكذا نقله بعض الأفاضل عن الفتاوى الهندية عن الذخيرة لكن فى القهستانى اعلم أن إعادة أذان الجنب والمرأة والمجنون والسكران والصبى والفاجر والراكب والقاعد والماشى والمنحرف عن القبلة واجبة؛ لأنه غير معتد به وقيل مستحبة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی مونڈنے کا پیشہ اختیار کرنے کا حکم

جو نائی ڈاڑھی مونڈتا ہو یا کاٹ کر ایک مٹھی سے کم کرتا ہو، وہ بھی گناہ میں تعاون کرنے کی وجہ سے گنہگار ہے، اور اس کی امامت اور اذان واقامت کا بھی وہی حکم ہے، جو پہلے گزرا، اور ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت اور کمائی بھی ناجائز ہے (کذا فی فتاویٰ رحیمیہ، جلد ۱ صفحہ ۱۱۹) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فإنه معتد به إلا أنه ناقص وهو الأصح كما فى التمرتاشى .اهـ.

فقد صرح بإعادة أذان الفاجر أى الفاسق لكن فى كون أذانه معتدا به نظر لما ذكره الشارح من عدم قبول قوله فحينئذ لا يفيد العلم بدخول الأوقات ومثله المجنون والسكران والصبى فالمناسب أن لا يعتد بأذانهم أصلا ولا يصح تقريرهم فى وظيفة الأذان لعدم حصول فائدته، وقد يقال مراده بالاعتداد به من جهة قيام الشعائر وعدم وجوب المقاتلة بتركه وعدم الإثم به(منحة الخالق على البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۷۸، أذان الجنب وإقامته وأذان المرأة والفاسق والقاعد والسكران)

هـ -العدالة :فى إقامة الفاسق ثلاثة أقوال

الأول :لا يعتد بها، وهو رأى للحنفية، ورأى للحنابلة.

الثانى :الكراهة :وهو رأى للحنفية، والشافعية، والمالكية.

الثالث :يصح ويستحب إعادته .وهو رأى للحنفية والحنابلة.

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦، ص ۹، مادة: اقامة)

ولو أذن المعلن بفسقه كحالق اللحية ومن يشرب الدخان جهرا، فإنه لا يصح أذانه على كلام المؤلف.

والرواية الثانية عن الإمام أحمد صحة أذان الفاسق ؛ لأن الأذان ذكر؛ والذكر مقبول من الفاسق؛ لكن لا ينبغى أن يتولى الأذان والإقامة إلا من كان عدلا(الشرح الممتع على زاد المستقنع للعثيمين، ج۲ ص ۶۹، كتاب الصلاة، باب الاذان والاقامة)

[1] قال البهوتى :ومثله حلق اللحية؛ فلا يصح الاستئجار له(مطالب اولى النهىٰ، ج۳ص ۶۲۹، كتاب البيوع، باب الاجارة)

س :أنا مسلم ملتزم مطلق لحيتى أملك صالون حلاقة للرجال وهذه مهنتى منذ صغرى وليس لى أى مهنة أخرى أستطيع أن أعيش منها، ثم إننى فى هذه المهنة أحلق اللحية للزبائن، فهل أنا أرتكب وزرا، وما حكم الدين فى ذلك؟ وفى هذه المهنة أعمل بالاستشوار لكى أفرد شعر الزبائن فما حكم الدين فى ذلك؟

جـ :الحمد لله وحده والصلاة والسلام على رسوله وآله وصحبه . .وبعد:

أولا :يحرم على المسلم أن يحلق لحيته؛ للأدلة الصحيحة على تحريم حلقها، ويحرم على غيره أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی کی تکریم وتزئین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ (سنن أبی داؤد) [1]

ترجمہ: جس کے بال ہوں، تو اسے چاہئے کہ ان کا اکرام کرے (ابوداؤد)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اتَّخَذَ شَعْرًا فَلْيُكْرِمْهُ (الفوائد الشهير بالغيلانيات لابی بكر الشافعی) [2]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

يحلقها له؛ لما فی ذلک من التعاون علی الإثم، وقد نهی الله عن ذلک بقوله :(وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ)

ثانيا :يجوز لک أن تمشط شعر الرجل وتبسطه وتدهنه وتعطره، ولا يجوز لک ذلک بالنسبة للنساء غير محارمک.

وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

(فتاوى اللجنة الدائمة -المجموعة الأولى، ج۵ص۱۶۵، ۱۶۶، باب سنن الفطر، حكم حلق اللحية، الفتوى رقم : ۳۰۲۱، الناشر :رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء الإدارة العامة للطبع الرياض)

[1] رقم الحديث ۴۱۶۳، كتاب الترجل، باب فِي إصلاح الشعر، المكتبة العصرية، بيروت، واللفظ لهٗ، المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۸۴۸۵، شعب الإيمان للبيهقی، رقم الحديث ۶۰۳۶، مشكل الآثار للطحاوی، رقم الحديث ۳۳۶۵.

قال ابن حجر:

وقد أخرج أبو داود بسند حسن عن أبی هريرة رفعه من كان له شعر فليكرمه وله شاهد من حديث عائشة فی الغيلانيات وسنده حسن أيضا (فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۰ ص۳۶۸، باب الترجيل والتيمن فيه)

[2] ج۱ ص۵۹۱، دار ابن الجوزی -السعودية / الرياض، واللفظ لهٗ، الكامل فی ضعفاء الرجال، ج۳ص۴۱۴، الترغيب والترهيب لقوام السنة، رقم الحديث ۲۰۳، اخبارِ اصبهان، رقم الحديث ۱۷۳۹.

قال ابن حجر: وله شاهد من حديث عائشة فی الغيلانيات وسنده حسن أيضا (فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۰ ص۳۶۸، باب الترجيل والتيمن فيه)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بال رکھے، تو اسے چاہئے کہ اُن کا اکرام کرے (الفوائد الشہیر)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقُوْلُ: مَنْ رَبّٰی مِنْکُمْ شَعْرًا فَلْیُکْرِمْہُ ،قِیْلَ:یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ، وَمَا کَرَامَتُہٗ ؟ قَالَ: یُدَھِّنُہٗ ، وَیُمَشِّطُہٗ کُلَّ یَوْمٍ (أخبار أصبهان لابی نعیم الأصبهانی) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تم میں سے جو بال رکھے، تو اسے چاہئے کہ ان کا اکرام کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ بالوں کا اکرام کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان کو تیل لگائے، اور ہر دن ان میں کنگھا کرے (اخبارِ اصبہان)

ڈاڑھی کے بال رکھنے کا شریعت کی طرف سے حکم ہے، لہٰذا ان میں تیل لگا کر اور کنگھا کر کے اکرام کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ دُھْنَ رَأْسِہٖ وَتَسْرِیْحَ لِحْیَتِہٖ (شمائلِ ترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر کثرت سے تیل لگایا کرتے تھے، اور ڈاڑھی مبارک میں کثرت سے کنگھا کیا کرتے تھے (شمائلِ ترمذی)

حضرت منصور، حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

کَانُوْا یُطَیِّبُوْنَ لُحَاھُمْ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [3]

---

[1] ج ۱ ص ۲۶۲، دار الکتب العلمیة، بیروت.

[2] رقم الحدیث ۳۲، باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت.

[3] رقم الحدیث ۲۶۰۰۱، کتاب الادب، باب ماقالو فی الاخذ من اللحیة .

www.idaraghufran.org

ترجمہ: صحابۂ کرام اور جلیل القدر تابعین اپنی ڈاڑھیوں کو خوشبو لگایا کرتے تھے

(ابن ابی شیبہ)

ڈاڑھی کے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ اور فطرت ہونے کی وجہ سے شریعت کی نظر میں ڈاڑھی کا اکرام کرنا اور اس کو مزیّن کرنا پسندیدہ عمل ہے، اور اسی وجہ سے ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ کر ہر طرف سے ایک مٹھی برابر کر کے رکھنا، اور اوپر کے جبڑے کی طرف نکلے ہوئے فاضل بالوں کی حجامت بنوا کر چہرہ کے بھدے پن کو دور کرنا، اور ڈاڑھی کو دھو کر اور تیل لگا کر اور کنگھا کر کے رکھنا اور گاہے بہ گاہے اس کو خوشبو سے معطر کرنا بہتر ہے۔

اس سے امید ہے کہ ڈاڑھی کی کامل خوبصورتی اور زینت ظاہر ہوگی، اور دوسروں کے لیے بھی رغبت و ترغیب کا باعث ہوگی۔ [1]

---

[1] ڈاڑھی کے بالوں کو صفائی کے بغیر ویسے ہی چھوڑ دینا جس کی وجہ سے ان میں جوئیں پڑ جائیں اور میلے کچیلے ہو جائیں اور پراگندہ ہو کر آپس میں چپک جائیں جیسا کہ بعض ملنگوں کا طریقہ ہے یہ شرعاً ناپسندیدہ ہے۔

افسوس ہے کہ آج کل عام طور پر ڈاڑھی رکھنے میں ان درج بالا اُمور کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، جس کی وجہ سے ڈاڑھی کی حقیقی زینت ظاہر نہیں ہوتی، اور انگشت نمائی کا باعث ہوتی ہے۔

العناية باللحية بأخذ ما طال منها وتشوه أمر مشروع على ما تقدم تفصيله.

ويسن إكرامها لقول النبى صلى الله عليه وسلم :من كان له شعر فليكرمه ، قال الغزالى والنووى: ويكره للرجل ترك لحيته شعثة إيهاما للزهد . لما روى عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال :أتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم فرأى رجلا شعثا قد تفرق شعره، فقال :أما كان يجد هذا ما يسكن به شعره.

ويسن ترجيلها، قال ابن بطال :الترجيل تسريح شعر الرأس واللحية ودهنه، وهو من النظافة وقد ندب الشرع إليه ، وقال الله تعالى :(يا بنى آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد) ، وفى حديث عائشة رضى الله عنها كان لا يفارق النبى صلى الله عليه وسلم سواكه ومشطه، وكان ينظر فى المرآة إذا سرح لحيته

ويسن تطييبها لقول عائشة رضى الله عنها :كنت أطيب النبى صلى الله عليه وسلم بأطيب ما يجد، حتى أجد وبيص الطيب فى رأسه ولحيته

وفى الفتاوى الهندية :لا بأس بغالية الرأس واللحية ، والغالية :طيب يجمع طيوبا

وانظر (ترجيل ف وما بعدها، شعر ف)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص۲۲۷،ماده لحية، العناية باللحية)

www.idaraghufran.org

مونچھوں کا حکم

جو بال اوپر والے جبڑے پر ناک کے نیچے اور اوپر والے ہونٹ کے درمیان اُگتے ہیں، وہ مونچھوں کے بال کہلاتے ہیں۔ [۱]

جس طرح ڈاڑھی کا بڑھانا فطرت میں داخل اور شریعت کا حکم ہے، اسی طرح مونچھوں کا کاٹنا فطرت میں داخل اور شریعت کا حکم ہے۔

لہٰذا مونچھوں کو وقتاً فوقتاً کاٹنا چاہیے، اور ان کو بڑا نہیں کرنا چاہیے۔

البتہ فقہائے حنفیہ کے نزدیک غازیوں اور مجاہدوں کو کافروں سے جہاد کرنے کے موقعہ پر دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لیے مونچھیں بڑی رکھنا جائز ہے۔

پھر عام حالات میں چالیس دن میں ایک مرتبہ مونچھوں کو ضرور کاٹ لینا چاہئے، اور ہفتہ میں ایک مرتبہ جمعہ کے دن اور بطور خاص جمعہ پڑھنے والے شخص کے لیے مونچھیں کاٹنا مستحب ہے۔

اور اگر کوئی مونچھیں اہتمام کے ساتھ نہ کاٹے، اور نہ مونڈے، بلکہ ہلکی ہلکی مونچھیں کاٹ لیا کرے، تو اسے کم از کم اتنی مونچھیں ضرور کاٹ لینا چاہئے کہ اس کے ہونٹوں کی سرخی مونچھوں کے بالوں سے خالی ہو جائے، اور مونچھوں کے بال اس کے ہونٹوں کی سرخی پر نہ آئیں۔ [۲]

---

[۱] الشارب :اسم فاعل شرب، يقال :شرب الماء أو غيره شربا فهو شارب، ومنه قول الله تعالى : (فشاربون عليه من الحميم فشاربون شرب الهيم)

ورجل شارب وشروب وشراب وشريب :مولع بالشراب، كخمير، والشرب والشروب :القوم يشربون ويجتمعون على الشراب، قال ابن سيده :الشرب اسم جمع لشارب، كركب ورجل، وقيل :هو جمع، والشروب جمع شارب، كشاهد وشهود.

والشارب -أيضا -اسم للشعر الذى يسيل على الفم، قال أبو حاتم :ولا يكاد يثنى، وقال أبو عبيدة: قال الكلابيون :شاربان، باعتبار الطرفين، والجمع شوارب ولا يخرج المعنى الاصطلاحى عن المعنى اللغوى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵، ص۳۱۶، مادة شارب)

[۲] اتفق الفقهاء على أن الأخذ من الشارب من الفطرة؛ لما ورد عن أبى هريرة -رضى الله عنه - عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :الفطرة خمس -أو :خمس من الفطرة -الختان والاستحداد وتقليم الأظفار ونتف الإبط وقص الشارب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

خلاصہ یہ کہ مونچھیں چالیس دن کے اندر اندر ایک مرتبہ ضرور کاٹ لینی چاہئیں، اور لمبی لمبی مونچھیں نہیں رکھنی چاہئیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال النووی :وتفسیر الفطرة بالسنة هنا هو الصواب؛ لما ورد فی صحیح البخاری عن عبد الله بن عمر -رضی الله تعالی عنهما -عن النبی صلی الله علیه وسلم قال :من السنة قص الشوارب ونتف الإبط وتقلیم الأظفار

واتفق الفقهاء علی أن الأخذ من الشارب من السنة ، للحدیثین السابقین، ولما ورد عن زید بن أرقم -رضی الله عنه

قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :من لم یأخذ من شاربه فلیس منا .

لکن الفقهاء اختلفوا فی ضابط الأخذ من الشارب، هل یکون بالقص أم بالحلق أم بالإحفاء ؟

فأما الحنفیة فقد اختلفوا فیما یسن فی الشارب، ونقل ابن عابدین الخلاف فقال :المذهب عند بعض المتأخرین من مشایخنا أنه القص، قال فی البدائع :وهو الصحیح، وقال الطحاوی :القص حسن والحلق أحسن، وهو قول علمائنا الثلاثة.

وأما طرفا الشارب، وهما السبالان، فقیل :هما منه، وقیل :من اللحیة، وعلیه فلا بأس بترکهما، وقیل :یکره لما فیه من التشبه بالأعاجم وأهل الکتاب، وهذا أولی بالصواب .ونص الحنفیة علی أن توفیر الشارب فی دار الحرب للغازی مندوب؛ لیکون أهیب فی عین العدو .

ویستحب عندهم قص الشارب کل أسبوع، والأفضل یوم الجمعة، ویکره ترکه وراء الأربعین لما رواه أنس بن مالک -رضی الله عنه -قال :وقت لنا فی قص الشارب وتقلیم الأظفار ونتف الإبط وحلق العانة أن لا نترک أکثر من أربعین لیلة . وهو من المقدرات التی لیس للرأی فیها مدخل فیکون کالمرفوع .

وقال المالکیة :قص الشارب من الفطرة لقول النبی صلی الله علیه وسلم :قصوا الشوارب وهو سنة خفیفة، فلیس الأمر فی الحدیث للوجوب، والسنة :القص لا الإحفاء ، والشارب لا یحلق بل یقص، قال یحیی :سمعت مالکا یقول :یؤخذ من الشارب حتی یبدو طرف الشفة وهو الإطار، ولا یجزه فیمثل بنفسه

وفی قص السبالتین عندهم قولان.

والمعتمد عند المالکیة أنه یجب علی المرأة حلق ما خلق لها من شارب .

وقال الشافعیة :قص الشارب سنة للأحادیث الواردة فی ذلک، ویستحب فی قص الشارب أن یبدأ بالجانب الأیمن، لأن النبی صلی الله علیه وسلم کان یحب التیامن فی کل شیء . وهو مخیر بین أن یقص شاربه بنفسه أو یقصه له غیره لأن المقصود یحصل من غیر هتک مروء ة.

وأما حد ما یقصه :فالمختار أن یقص حتی یبدو طرف الشفة، ولا یحفه من أصله، قالوا :وحدیث: أحفوا الشوارب) محمول علی ما طال علی الشفتین، وعلی الحف من طرف الشفة لا من أصل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ہفتے میں ایک مرتبہ کاٹ لینا بہتر ہے، جس میں جمعہ کے دن کی رعایت مستحب ہے۔
مونچھوں کا مقام چہرے پر ایسی جگہ ہے کہ اُس کے اوپر ناک واقع ہے، اور نیچے منہ۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الشعر، وقد روى الترمذى عن عبد الله بن عباس -رضى الله تعالى عنهما -قال :كان النبى صلى الله عليه وسلم يقص أو يأخذ من شاربه ، وكان إبراهيم خليل الرحمن يفعله، وروى البيهقى فى سننه عن شرحبيل بن مسلم الخولانى قال :رأيت خمسة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقصون شواربهم ويعفون لحاهم ويصغرونها :أبو أمامة الباهلى، وعبد الله بن بسر، وعتبة بن عبد السلمى، والحجاج بن عامر الثمالى، والمقدام بن معدى كرب الكندى، كانوا يقصون شواربهم مع طرف الشفة .

وقال المحاطى وغيره :يكره حلق الشارب.

وقال الباجورى :إحفاء الشارب بالحلق أو القص مكروه، والسنة أن يحلق منه شيئا حتى تظهر الشفة، وأن يقص منه شيئا ويبقى منه شيئا.

ونقل الزركشى عن أبى حامد والصيمرى؛ استحباب الإحفاء ، ثم قال :ولم نجد عن الشافعى فيه نصا، وأصحابه الذين رأيناهم كالمزنى والربيع كانا يحفيان شواربهما، فدل ذلك على أنهما أخذا ذلك عنه، وقال الزركشى :وزعم الغزالى فى الإحياء أنه بدعة، وليس كذلك فقد رواه النسائى فى سننه.

ولا بأس عند الشافعية بترك السبالتين، وهما طرفا الشارب، لفعل عمر -رضى الله عنه -وغيره؛ ولأنهما لا يستران الفم، ولا يبقى فيهما غمر الطعام إذ لا يصل إليهما.

ويكره عند الشافعية تأخير قص الشارب عن وقت الحاجة، والتأخير إلى ما بعد الأربعين أشد كراهة لخبر مسلم المتقدم .قال فى المجموع :ومعنى الخبر أنهم لا يؤخرون هذه الأشياء فإن أخروها فلا يؤخرونها أكثر من أربعين، لا أن المعنى أنهم يؤخرونها إلى الأربعين، وقد نص الشافعى والأصحاب على أنه يستحب تقليم الأظفار والأخذ من هذه الشعور يوم الجمعة

وقال الحنابلة :يسن قص الشارب -أى قص الشعر المستدير على الشفة -أو قص طرفه، وحفه أولى نصا، قال فى النهاية :إحفاء الشوارب أن تبالغ فى قصها، ومن الشارب السبالان وهما طرفاه، لحديث أحمد :قصوا سبالكم ووفروا عثانينكم وخالفوا أهل الكتاب

وقالوا :يسن الأخذ من الشارب كل جمعة لما روى :أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يأخذ أظفاره وشاربه كل جمعة فإن تركه فوق أربعين يوما كره لحديث أنس السابق :وقت لنا فى قص الشارب . . .إلخ؛ وعللوا الأخذ من الشارب كل جمعة بأنه إذا ترك يصير وحشا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵،ص ۳۱۹،الى ص ۳۲۱،مادة شارب، الأخذ من الشارب)

(قوله فيستحب توفير شاربه وأظفاره) الأنسب فى التعبير :فيوفر أظفاره، وكذا شاربه .وفى المنح ذكر أن عمر بن الخطاب -رضى الله عنه -كتب إلينا :وفروا الأظافير فى أرض العدو فإنها سلاح

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ناک سے آنے والی رطوبت اور سانس سے اور منہ کے ذریعے کھانے پینے والی چیزوں سے مونچھوں کے بال ملوّث ہونے کا امکان ہوتا ہے، اور جب ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ یا کم از کم چالیس دن میں ایک مرتبہ مونچھوں کو صاف کرلیا جائے گا، تو صفائی ستھرائی کا عمدہ طریقہ پر لحاظ ہوجاتا ہے، اور زینت بھی حاصل ہوجاتی ہے۔

مونچھیں تراشنے یا مونڈنے کا حکم

مرد حضرات کو مونچھیں اہتمام کے ساتھ قینچی وغیرہ سے تراشنا بہتر ہے، اور استرے وغیرہ سے مونڈنے میں اختلاف ہے، بعض اہلِ علم حضرات نے جائز جبکہ بعض نے مستحب قرار دیا ہے، اس لئے مونڈنے میں بھی حرج نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لأنه إذا سقط السلاح من يده وقرب العدو منه ربما يتمكن من دفعه بأظافيره وهو نظير قص الشارب، فإنه سنة وتوفيره في دار الحرب للغازي مندوب، ليكون أهيب في عين العدو اهـ ملخصا (رد المحتار، ج٦، ص٤٠٥، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)

ذهب الفقهاء إلى أنه يستحب لمن يريد حضور الجمعة تحسين هيئته بقص الشارب وغير ذلك من الأمور المندوبة في ذلك اليوم،لحديث عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله تعالى عنهما- الذي رواه البغوي، وقد سبق؛ ولأن الجمعة من أعظم شعائر الإسلام فاستحب أن يكون المقيم لها على أحسن وصف، وإظهارا لفضيلة يوم الجمعة فإنه كما جاء في الحديث سيد الأيام وذهب جمهور الفقهاء إلى أن الأخذ من الشارب يكون قبل حضور صلاة الجمعة، ولكن الحنفية قالوا :إن حلق الشعر يوم الجمعة بعد الصلاة أفضل لتناله بركة الصلاة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٥، ص٣٢٣، مادة شارب، الأخذ من الشارب يوم الجمعة)

[1] اکثر فقہائے کرام کے نزدیک مونچھوں کے بالوں کو خوب مبالغہ کرکے قینچی وغیرہ سے تراشنا بہتر ہے، اور بعض حنفیہ کا بھی یہی قول ہے، کیونکہ بہت سی احادیث میں مونچھوں کے بارے میں نیچا کرنے اور اہتمام ومبالغہ سے کاٹنے کے الفاظ آئے ہیں، اور جن الفاظ سے مونڈنا ظاہر ہوتا ہے، ان سے تراشنے میں مبالغہ کرنا مراد ہے، جس سے دونوں قسم کی احادیث میں جمع ہوجاتا ہے، جبکہ بعض حنفیہ نے مونڈنے کو افضل واحسن قرار دیا ہے۔

ذهب الحنفية إلى أن حلق الشارب سنة وقصه أحسن، وقال الطحاوي :حلقه أحسن من القص، لقوله صلى الله عليه وسلم :أحفوا الشوارب، وأعفوا اللحى . والإحفاء :الاستئصال، وهو قول لدى الشافعية.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

احادیث میں مونچھوں کو کاٹنے، تراشنے اور نیچا کرنے کا حکم آیا ہے، اس لئے خوب مبالغہ کرکے کاٹ لینا مناسب ہے، اور اگر کوئی استرے وغیرہ سے منڈائے، تو اگرچہ بعض حضرات نے اس کو ناپسند کیا ہے، جبکہ بعض نے پسندیدہ قرار دیا ہے، بہرحال اس کی بھی گنجائش موجود ہے، اس لئے وہ بھی قابلِ ملامت نہیں، کیونکہ دونوں صورتوں میں شریعت کا مقصود یعنی مونچھوں کو پست کرنا اور لمبا نہ کرنا حاصل ہوجاتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ویری الغزالی من الشافعیة أنه بدعة .وهو روایة عند الحنفیة أیضا
ویری المالکیة أن الشارب لا یحلق، بل یقص.
وذهب الشافعیة إلی کراهة حلق الشارب واستحباب قصه عند الحاجة حتی یبین طرف الشفة بیانا ظاهرا.
وعند الحنابلة یسن حف الشارب أو قص طرفه، والحف أولی نصا، (وفسروا الحف بالاستقصاء أی المبالغة فی القص(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۱۸ ،ص۹۷ ،ماده حلق، حلق الشارب)
وقد ظن صاحب الهدایة من تعبیر محمد فی الجامع الصغیر هنا بالأخذ أن السنة قص الشارب لا حلقه ردا علی الطحاوی القائل بسنیة الحلق، ولیس کما ظن؛ لأن محمدا لم یقصد هنا بیان السنة، وإنما قصد بیان حکم هذه الجنایة بإزالة الشعر بأی طریق کان؛ ولهذا ذکر الحلق فی الإبط واختار فی الهدایة سنیة النتف لا الحلق؛ ولأن الأخذ أعم من الحلق؛ لأن الحلق أخذ، ولیس القص متبادرا من الأخذ والوارد فی الصحیحین أحفوا الشوارب وأعفوا اللحی ، وهو المبالغة فی القطع فبأی شیء حصل حصل المقصود غیر أنه بالحلق بالموسی أیسر منه بالقص فلذا قال الطحاوی :الحلق أحسن من القص، وقد یکون مثله بسبب بعض الآلات الخاصة بقص الشارب، وأما ذکر القص فی بعض الأحادیث فالمراد منه المبالغة فی الاستئصال(البحر الرائق، ج۳، ص۱۲ ، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج)

[1] وأما القص فهو الذی فی أکثر الأحادیث کما هنا وفی حدیث عائشة وحدیث أنس کذلک کلاهما عند مسلم وکذا حدیث حنظلة عن ابن عمر فی أول الباب وورد الخبر بلفظ الحلق وهی روایة النسائی عن محمد بن عبد الله بن یزید عن سفیان بن عیینة بسند هذا الباب ورواه جمهور أصحاب ابن عیینة بلفظ القص وکذا سائر الروایات عن شیخه الزهری ووقع عند النسائی من طریق سعید المقبری عن أبی هریرة بلفظ تقصیر الشارب نعم وقع الأمر بما یشعر بأن روایة الحلق محفوظه کحدیث العلاء بن عبد الرحمن عن أبیه عن أبی هریرة عند مسلم بلفظ جزوا الشوارب وحدیث ابن عمر المذکور فی الباب الذی یلیه بلفظ أحفوا الشوارب وفی الباب الذی یلیه بلفظ انهکوا الشوارب فکل هذه الألفاظ تدل علی أن المطلوب المبالغة فی الإزالة لأن الجز وهو بالجیم والزای الثقیلة قص الشعر والصوف إلی أن یبلغ الجلد والإحفاء بالمهملة والفاء الاستقصاء ومنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مونچھیں کاٹتے وقت دائیں طرف سے ابتداء

مونچھوں کو کاٹتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کرنا مستحب ہے کہ پہلے دائیں طرف کے حصہ سے کاٹی جائیں، اور اس کے بعد بائیں طرف سے، اور اگر کوئی بائیں طرف سے پہلے کاٹے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حتى أحفوه بالمسألة قال أبو عبيد الهروى معناه الزقوا الجز بالبشرة وقال الخطابى هو بمعنى الاستقصاء والنهك بالنون والكاف المبالغة فى الإزالة ومنه ما تقدم فى الكلام على الختان قوله صلى الله عليه وسلم للخافضة أشمى ولا تنهكى أى لا تبالغى فى ختان المرأة وجرى على ذلك أهل اللغة وقال ابن بطال النهك التأثير فى الشيء وهو غير الاستئصال قال النووى المختار فى قص الشارب أنه يقصه حتى يبدو طرف الشفة ولا يحفه من أصله وأما رواية أحفوا فمعناها أزيلوا ما طال على الشفتين قال ابن دقيق العيد ما أدرى هل نقله عن المذهب أو قاله اختيارا منه لمذهب مالك قلت صرح فى شرح المهذب بأن هذا مذهبنا وقال الطحاوى لم أر عن الشافعى فى ذلك شيئا منصوصا وأصحابه الذين رأيناهم كالمزنى والربيع كانوا يحفون وما أظنهم أخذوا ذلك إلا عنه وكان أبو حنيفة وأصحابه يقولون الاحفاء أفضل من التقصير وقال ابن القاسم عن مالك إحفاء الشارب عندى مثلة والمراد بالحديث المبالغة فى أخذ الشارب حتى يبدو حرف الشفتين وقال أشهب سألت مالكا عمن يحفى شاربه فقال أرى أن يوجع ضربا وقال لمن يحلق شاربه هذه بدعة ظهرت فى الناس اهـ وأغرب ابن العربى فنقل عن الشافعى أنه يستحب حلق الشارب وليس ذلك معروفا عند أصحابه قال الطحاوى الحلق هو مذهب أبى حنيفة وأبى يوسف ومحمد اه وقال الأثرم كان أحمد يحفى شاربه إحفاء شديدا ونص على أنه أولى من القص وقال القرطبى وقص الشارب أن يأخذ ما طال على الشفة بحيث لا يؤذى الأكل ولا يجتمع فيه الوسخ قال والجز والإحفاء هو القص المذكور وليس بالاستئصال عند مالك قال وذهب الكوفيون إلى أنه الاستئصال وبعض العلماء إلى التخيير فى ذلك قلت هو الطبرى فإنه حكى قول مالك وقول الكوفيين ونقل عن أهل اللغة أن الإحفاء الاستئصال ثم قال دلت السنة على الأمرين ولا تعارض فإن القص يدل على أخذ البعض والإحفاء يدل على أخذ الكل وكلاهما ثابت فيتخير فيما شاء وقال ابن عبد البر الإحفاء محتمل لأخذ الكل والقص مفسر للمراد والمفسر مقدم على المجمل اهـ ويرجح قول الطبرى ثبوت الأمرين معا فى الأحاديث المرفوعة فأما الاقتصار على القص ففى حديث المغيرة بن شعبة ضفت النبى صلى الله عليه وسلم وكان شاربى وفى فقصه على سواك أخرجه أبو داود واختلف فى المراد بقوله على سواك فالراجح أنه وضع سواكا عند الشفة تحت الشعر وأخذ الشعر بالمقص وقيل المعنى قصه على أثر سواك أى بعد ما تسوك ويؤيد الأول ما أخرجه البيهقى فى هذا الحديث قال فيه فوضع السواك تحت الشارب وقص عليه وأخرج البزار من حديث عائشة أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اوراس کے بعد دائیں طرف سے کاٹے، تو بھی گناہ نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النبی صلی الله علیه وسلم أبصر رجلا وشاربه طویل فقال ائتونی بمقص وسواک فجعل السواک علی طرفه ثم أخذ ما جاوزه وأخرج الترمذی من حدیث ابن عباس وحسنه کان النبی صلی الله علیه وسلم یقص شاربه وأخرج البیهقی والطبرانی من طریق شرحبیل بن مسلم الخولانی قال رأیت خمسة من أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یقصون شواربهم أبو أمامة الباهلی والمقدام بن معدی کرب الکندی وعتبة بن عوف السلمی والحجاج بن عامر الثمالی وعبد الله بن بسر وأما الإحفاء ففی روایة میمون بن مهران عن عبد الله بن عمر قال ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم المجوس فقال إنهم یوفون سبالهم ویحلقون لحاهم فخالفوهم قال فکان ابن عمر یستقرض سبلته فیجزها کما یجز الشاة أو البعیر أخرجه الطبری والبیهقی وأخرجا من طریق عبد الله بن أبی رافع قال رأیت أبا سعید الخدری وجابر بن عبد الله وابن عمر ورافع بن خدیج وأبا أسید الأنصاری وسلمة بن الأکوع وأبا رافع ینهکون شواربهم کالحلق لفظ الطبری وفی روایة البیهقی یقصون شواربهم مع طرف الشفة وأخرج الطبری من طرق عن عروة وسالم والقاسم وأبی سلمة أنهم کانوا یحلقون شواربهم وقد تقدم فی أول الباب أثر ابن عمر أنه کان یحفی شاربه حتی ینظر إلی بیاض الجلد لکن کل ذلک محتمل لأن یراد استئصال جمیع الشعر النابت علی الشفة العلیا ومحتمل لأن یراد استئصال ما یلاقی حمرة الشفة من أعلاها ولا یستوعب بقیتها نظرا إلی المعنی فی مشروعیة ذلک وهو مخالفة المجوس والأمن من التشویش علی الأکل وبقاء زهومة المأکول فیه وکل ذلک یحصل بما ذکرنا وهو الذی یجمع مفترق الأخبار الواردة فی ذلک وبذلک جزم الداودی فی شرح أثر ابن عمر المذکور وهو مقتضی تصرف البخاری لأنه أورد أثر ابن عمر وأورد بعده حدیثه وحدیث أبی هریرة فی قص الشارب فکأنه أشار إلی أن ذلک هو المراد من الحدیث وعن الشعبی أنه کان یقص شاربه حتی یظهر حرف الشفة العلیاء وما قاربه من أعلاه ویأخذ ما یزید مما فوق ذلک وینزع ما قارب الشفة من جانبی الفم ولا یزید علی ذلک وهذا أعدل ما وقفت علیه من الآثار وقد أبدی ابن العربی لتخفیف شعر الشارب معنی لطیفا فقال إن الماء النازل من الأنف یتلبد به الشعر لما فیه من اللزوجة ویعسر تنقیته عند غسله وهو یزاء حاسة شریفة وهی الشم فشرع تخفیفه لیتم الجمال والمنفعة به قلت وذلک یحصل بتخفیفه ولا یستلزم إحفافه وإن کان أبلغ وقد رجح الطحاوی الحلق علی القص بتفضیله صلی الله علیه وسلم الحلق علی التقصیر فی النسک وهی ابن التین الحلق بقوله صلی الله علیه وسلم لیس منا من حلق وکلاهما احتجاج بالخبر فی غیر ما ورد فیه ولا سیما الثانی ویؤخذ مما أشار إلیه ابن العربی مشروعیة تنظیف داخل الأنف وأخذ شعره إذا طال والله أعلم (فتح الباری، ج ۱۰، ۳۴۷ الی ۳۴۸، باب قص الشارب)

[1] ویستحب الابتداء بقص الجهة الیمنی من الشارب (منحة الخالق علی البحر الرائق، ج۳، ص ۱۲، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج)

وأما قص الشارب فسنة أیضا ویستحب أن یبدأ بالجانب الأیمن وهو مخیر بین القص بنفسه وبین

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مونچھوں کے دائیں بائیں کناروں کا حکم

مونچھوں کے دائیں بائیں ڈاڑھی کے ساتھ متصل کناروں کے بالوں کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کہ یہ ڈاڑھی کا حصہ ہیں یا مونچھوں کا، اگر ڈاڑھی کا حصہ قرار دیا جائے، تو ان کا کاٹنا منع ہوگا، اور مونچھوں کا حصہ قرار دیا جائے، تو کاٹنے کا حکم ہوگا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أن يولى ذلک غيره لحصول المقصود من غير هتک مروءة ولا حرمة بخلاف الإبط والعانة وأما حد ما يقصه فالمختار أنه يقص حتى يبدو طرف الشفة ولا يحفه من أصله وأما روايات أحفوا الشوارب فمعناها أحفوا ما طال على الشفتين والله أعلم(شرح النووی علی مسلم ، ج۳ص ۱۴۹ ، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

[1] السبال لغة :جمع السبلة، وسبلة الرجل :الدائرة التی فی وسط شفته العليا، وقيل :السبلة ما على الشارب من الشعر، وقيل :طرفه، وقيل :هی مقدم اللحية، وقيل :هی اللحية ، وعلى كونه بمعنى ما على الشارب من الشعر ورد الحديث :قصوا سبالكم، ووفروا عثانينكم، وخالفوا أهل الكتاب ، وعلى كونه بمعنى اللحية ورد قول جابر " :كنا نعفی السبال إلا فی حج أو عمرة ."

أما الفقهاء فقد جعلوا السبال مفردا، وهو عندهم :طرف الشارب .قال ابن عابدين :السبالان طرفا الشارب، قال :قيل :وهما من الشارب،

وقيل من اللحية .وقال ابن حجر مثل ذلک(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص ۲۲۳ ،مادة لحية،السبال)

تقدم أن السبالين قد اختلف فيهما هل هما من الشاربين أم من اللحية، وعليه ينبنی الخلاف فيهما، قال ابن عابدين :أما طرفا الشارب وهما السبالان، فقيل :هما من الشارب وقيل :من اللحية، وعليه فقد قيل :لا بأس بتركهما، وقيل :يكره لما فيه من التشبه بالأعاجم وأهل الكتاب، قال :وهذا أولى بالصواب .

وقال ابن حجر :اختلف فی السبالين فقيل :هما من الشارب ويشرع قصهما معه، وقيل :هما من جملة شعر اللحية، وأما القص فهو الذی فی أكثر الأحاديث . وذهب الحنابلة إلى أن السبالين من الشارب فيشرع قصهما معه .

قال ابن عمر رضی الله تعالى عنهما :ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم المجوس فقال :إنهم يوفون سبالهم ويحلقون لحاهم فخالفوهم قال :فكان ابن عمر يستعرض سبلته فجزها(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص ۲۲۶ ،مادة لحية،قص السبالين)

وأما طرفا الشارب وهما السبالان، فقيل هما منه، وقيل من اللحية، وعليه فقيل لا بأس بتركهما، وقيل يكره لما فيه من التشبه بالأعاجم وأهل الكتاب، وهذا أولى بالصواب، وتمامه فی حاشية نوح (ردالمحتار، ج۲ص ۵۵۰، كتاب الحج، باب الجنايات فی الحج) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ منہ بند کرنے کے بعد جو بال اوپر والے ہونٹ کے کناروں (یعنی دونوں ہونٹوں کے جوڑوں) سے اوپر ناک کی طرف ہوں، ان کو کاٹ دینا چاہئے، کیونکہ ان کے مونچھوں میں داخل ہونے کا امکان غالب ہے، اور جو اس سے نیچے ٹھوڑی کی طرف ہوں، ان کو نہیں کاٹنا چاہئے، کیونکہ ان کے ڈاڑھی میں داخل ہونے کا امکان غالب ہے۔

اور جو بال ان کناروں کے بالکل سامنے اور محاذات میں ہوں، ان کو کاٹنے اور چھوڑنے کا اختیار ہے، کیونکہ ان کا ڈاڑھی یا مونچھوں دونوں بلکہ رخسار میں ہونے کا احتمال برابر ہے۔

ڈاڑھی میں خضاب لگانے کا حکم

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

قَوْمٌ يَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ آخِرَ الزَّمَانِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (نسائی) [1]

ترجمہ: آخری زمانہ میں کبوتروں کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب کرنے والی ایک قوم آئے گی، جو کہ جنت کی خوشبو نہیں پاسکے گی (نسائی)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(قوله :وهو المبالغة فى القطع) قال نوح أفندى والمراد بالإحفاء هنا قطع ما طال على الشفتين حتى تبدو الشفة العليا لا القص من أصله فالمعنى بالغوا فى قص ما طال من الشوارب حتى يبين طرف الشفة العليا بيانا ظاهرا ويستحب الابتداء بقص الجهة اليمنى من الشارب واختلفوا هل يقص طرفاه أيضا، وهما المسميان بالسبالين أم يتركهما كما يفعله كثير من الناس قيل لا بأس بترك سباليه فعل ذلك عمر وغيره، وقيل كره بقاء السبال لما فيه من التشبه بالأعاجم بل بالمجوس، وأهل الكتاب، وهذا أولى بالصواب لما رواه ابن حبان فى صحيحه من حديث ابن عمر قال ذكر لرسول الله -صلى الله عليه وسلم -المجوس فقال :إنهم يوفرون سبالهم ويحلقون لحاهم فخالفوهم فكان ابن عمر يجز كما تجز الشاة أو البعير(منحة الخالق علىٰ هامش البحر الرائق ج۳ص ۱۲، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج)

[1] رقم الحديث ۵۰۷۵، كتاب الزينة، باب النهى عن الخضاب بالسوادح

www.idaraghufran.org

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُسَوِّدُوْنَ أَشْعَارَهُمْ، لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۸۰۳) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم آئے گی، جو اپنے بالوں کو سیاہ کرے گی، جن کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت نہیں فرمائیں گے (طبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَيِّرُوْا الشَّيْبَ، وَلَا تُقَرِّبُوْهُ السَّوَادَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۵۸۸) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (بالوں کی) سفیدی کو (خضاب کے ذریعے سے) تبدیل کردو، مگر سیاہ (خضاب) کو اس کے قریب نہ کرو (مسند احمد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أُتِيَ بِأَبِيْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ، وَاجْتَنِبُوْا السَّوَادَ (مسلم) [۳]

ترجمہ: ابوقحافہ کو فتح مکہ کے دن (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) لایا گیا، اور ان کا سر اور ان کی ڈاڑھی ثغامہ (یعنی ایک مخصوص درخت جس کے پھل، پھول

---

[۱] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وإسناده جيد (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۷۹۳، باب ما جاء في الشيب والخضاب)

[۲] في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

[۳] رقم الحديث ۲۱۰۲ "۷۹" كتاب اللباس والزينة، باب في صبغ الشعر وتغيير الشيب.

www.idaraghufran.org

سفید ہوتے ہیں) کی طرح سفید تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سفیدی کو کسی چیز (مہندی وغیرہ کے خضاب) سے تبدیل کردو، اور سیاہ (خضاب) سے پرہیز کرو (مسلم)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۱]

جس کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے فرمایا کہ ڈاڑھی کے سفید بالوں میں مہندی کا سرخ خضاب سنت ہے۔ [۲]

اور عام حالات میں سفید بالوں میں خالص سیاہ خضاب لگانا منع ہے۔

---

[۱] سئل أنس بن مالک عن خضاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال :إن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن شاب إلا يسيرا، ولكن أبا بكر وعمر بعده خضبا بالحناء والكتم .قال :وجاء أبو بكر بأبيه أبي قحافة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم فتح مكة يحمله حتى وضعه بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبى بكر " :لو أقررت الشيخ فى بيته، لأتيناه تكرمة لأبى بكر . "فأسلم ولحيته ورأسه كالثغامة بياضا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :غيروهما، وجنبوه السواد "(مسند احمد ، رقم الحديث ۱۲۶۳۵)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[۲] اگر یہ شبہ کیا جائے کہ احادیث میں سفید بالوں کو مسلم کا نور قرار دیا گیا ہے، اور ان کو اکھاڑنے سے منع کیا گیا ہے، پھر سرخ خضاب یا مہندی کا خضاب سنت و مستحب کیسے ہوسکتا ہے؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ احادیث میں سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت آئی ہے، جس میں ان بالوں کا زائل کرنا اور ایک طرح سے "تغییرِ خلق اللہ" پایا جاتا ہے، اور سرخ خضاب و مہندی کے خضاب میں ان کو باقی رکھا جاتا ہے، اور سرخ و زرد خضاب سے اگرچہ سفید بالوں کا رنگ تو تبدیل ہوجاتا ہے، مگر اس میں "تغییرِ خلق اللہ" نہیں ہوتی، دوسرا رنگ ہونے کی وجہ سے ان کے سفید ہونے کی حیثیت ختم نہیں ہوتی، مخاطب بھی یہی سمجھتا ہے کہ اس کے بال درحقیقت سفید ہیں، جن پر خضاب کیا گیا ہے، برخلاف سیاہ خضاب کے کہ اس میں سفیدی کا زوال پایا جاتا ہے، اسی وجہ سے مخاطب کو بھی بالوں کے اصل سیاہ اور جوان ہونے کا دھوکہ ہوتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

يسن صبغ اللحية بغير السواد إذا ظهر فيها الشيب، أما بالسواد فذهب جمهور الفقهاء إلى أنه يكره صبغها بالسواد فى غير الحرب، وقال الشافعية :تحرم لغير المجاهدين (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵، ص۲۲۷، مادة لحية، صبغ اللحية)

قال ابن العربى :وإنما نهى عن النتف دون الخضب ;لأن فيه تغيير الخلقة من أصلها بخلاف الخضب، فإنه لا يغير الخلقة على الناظر إليه، والله الموفق (مرقاة المفاتيح، ج۷ ص ۲۸۳۰، كتاب اللباس، باب الترجل)

www.idaraghufran.org

البتہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک غازی ومجاہد کو عملاً جہاد کرنے کے موقع پر دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لیے سیاہ خضاب کرنا جائز ہے۔ [1]

---

[1] التسويد بالخضاب:

ذهب الحنفية والمالكية والحنابلة إلى أن خضاب الرجل بالسواد مكروه فى غير الجهاد فى الجملة.

وللحنفية والمالكية فى ذلك تفصيل: قال ابن عابدين :يكره الخضاب بالسواد أى لغير الحرب، قال فى الذخيرة :أما الخضاب بالسواد للغزو -ليكون أهيب فى عين العدو -فهو محمود بالاتفاق. وإن كان ليزين نفسه للنساء فمكروه، وعليه عامة المشايخ .وبعضهم جوزه بلا كراهة .روى عن أبى يوسف أنه قال :كما يعجبنى أن تتزين لى يعجبها أن أتزين لها.

وقال المالكية :الخضاب بالسواد إذا كان للتغرير فهو حرام .كمن أراد نكاح امرأة فصبغ شعر لحيته الأبيض، بالسواد .وإن كان للجهاد حتى يوهم العدو الشباب ندب .وإن كان للتشاب كره. وإن كان مطلقا فقولان :بالكراهة والجواز.

وقال الشافعية :إن الخضاب بالسواد حرام فى الجملة، ولهم فى ذلك تفصيل وخلاف .قال النووى فى المجموع :اتفقوا على ذم خضاب الرأس واللحية بالسواد، ثم قال :قال :الغزالى فى الإحياء ، والبغوى فى التهذيب، وآخرون من الأصحاب :هو مكروه .وظاهر عبارتهم أنه مكروه كراهة تنزيه، والصحيح -بل الصواب -أنه حرام .وممن صرح بتحريمه صاحب الحاوى فى باب الصلاة بالنجاسة، قال :إلا أن يكون فى الجهاد، وقال فى آخر كتاب الأحكام السلطانية يمنع المحتسب الناس من خضاب الشيب بالسواد إلا المجاهد، ودليل تحريمه حديث جابر رضى الله عنه قال :أتى بأبى قحافة والد أبى بكر الصديق رضى الله عنهما يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالثغامة بياضا. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :غيروا هذا، واجتنبوا السواد، وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :يكون قوم يخضبون فى آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام، لا يريحون رائحة الجنة، (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۱ ،ص ۲۵۵ ،ماده تزوير) ولا فرق فى المنع من الخضاب بالسواد بين الرجل والمرأة. .هذا مذهبنا، وحكى عن إسحاق بن راهويه أنه رخص فيه للمرأة تتزين به لزوجها.

وقال النووى فى روضة الطالبين :خضاب المرأة بالسواد إن كانت خلية من الزوج وفعلته فهو حرام، وإن كانت زوجة وفعلته بإذنه فجائز على المذهب، وقيل :وجهان كوصل الشعر.

وقال الرملى :يحرم على المرأة الخضاب بالسواد، فإن أذن لها زوجها فى ذلك جاز؛ لأن له غرضا فى تزينها له، كما فى الروضة وأصلها، وهو الأوجه.

هذا فى خضب الرجل والمرأة الشعر بالسواد، أما خضبهما الشعر بغير السواد، كالحمرة والصفرة مثلا، وخضبهما غير الشعر كاليدين والرجلين ففيه تفصيل يذكر فى موطنه.

وقال الحافظ فى الفتح :إن من العلماء من رخص فى الاختضاب بالسواد مطلقا، ومنهم من رخص فيه للرجال دون النساء .وتفصيل ذلك فى مصطلح :(اختضاب)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ۱۱ ،ص ۳۵۱ ،ماده تسويد)

www.idaraghufran.org

اور یہ حکم اس خضاب کے بارے میں ہے، جس میں دھوکہ دہی اور عمر کو چھپانا لازم آتا ہے، اور یہ بات خالص سیاہ خضاب میں پائی جاتی ہے، جس میں بالوں کی سفیدی چھپ کر حقیقی سیاہی کے مشابہ ہوجاتی ہے۔

اور کیونکہ سیاہ خضاب کے ممنوع ہونے کی اصل وجہ عمر کو چھپانا اور دوسرے کو دھوکہ میں مبتلا کرنا ہے، لہٰذا اگر کسی جوان آدمی کے بال قبل از وقت کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے سفید ہوجائیں، تو اسے سیاہ خضاب استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ [1]

جو خضاب خالص سیاہ نہ ہو، بلکہ کسی اور رنگ کا ہو، مثلاً مہندی کے رنگ کا، تو اس کی ممانعت نہیں، کیونکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ دہی لازم نہیں آتی، اور اگر کوئی خضاب خالص اور بالکل سیاہ تو نہ ہو، البتہ اُس میں کچھ سیاہی شامل ہو (جس سے بالوں کی سفیدی چھپ کر مکمل سیاہی میں تبدیل نہ ہو) تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ [2]

---

[1] کیونکہ اس صورت میں عمر کو چھپانا اور دوسرے کے سامنے اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کا گناہ نہیں پایا جاتا، بلکہ ایک طرح کا اظہارِ حقیقت ہے، کیونکہ سیاہ بال اس کی طبعی عمر کا تقاضا ہے، نیز قبل از وقت یعنی جوانی میں بالوں کا سفید ہونا ایک عیب ہے، اور ازالۂ عیب شرعاً جائز ہے (کذا فی امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۱۴، احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۱۸۳)

اب رہا یہ کہ بڑھاپا کس عمر سے شروع ہوتا ہے، تو اس سلسلہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سال پورے ہونے کے بعد انحطاط اور کمزوری شروع ہوجاتی ہے (ملاحظہ ہو: معارف القرآن ج ۶ ص ۲۲۲)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قمری یعنی چاند کے اعتبار سے چالیس سال سے پہلے بال سفید ہوجانے کی صورت میں سیاہ خضاب کی گنجائش ہے، لیکن اگر پرہیز کیا جائے اور کچھ سیاہی کی آمیزش والے خضاب (جیسے بھورے رنگ) سے تقاضا پورا کرنے پر اکتفاء کیا جائے تو زیادہ احتیاط معلوم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[2] وقال بعض علمائنا من الشراح: يعني خضاب الشيب بحيث يبلغ به إلى السواد فيتشبه بالشباب إخفاء لشيبه وتعمية على أعين الناظرين دون الخضاب بالحناء، فإنه تغيير لا يلتبس معه حقيقة الشيب اهـ (مرقاة المفاتيح، ج ۷ ص ۲۸۰۳، كتاب اللباس، باب الخاتم)

الخضاب في اللغة اللون ولا يجب أن يكون سواداً، وفي الحديث النهي الشديد عن الخضاب الأسود الذي لا يميز به بين الشيخ والشاب، وأما اختلاط الحناء والكتم فجائز، وزعم الناس أن الكتم الوسمة المتخذة من النيل، وهكذا قال المحشي، والحق أن الكتم تجلب من اليمن وتشدد الأحمرية، لا السواد والوسمة إذا لم تكن أسوداً شد السواد ويتميز بين الشيخ والشاب فجائزة، كما في موطأ محمد (العرف الشذي للكشميري، ج ۳ ص ۲۵۸، باب ما جاء في الخضاب)

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی کے سفید بالوں کو اکھاڑنا

عمر کے تقاضے کی وجہ سے ڈاڑھی کے جو بال سفید ہو جائیں، اُن کو اُکھاڑنا منع ہے۔ [۱]

حضرت عمرو بن عبداللہ بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ، وَقَالَ: إِنَّهُ نُوْرُ الْمُسْلِمِ (ترمذی) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بال اُکھاڑنے سے منع فرمایا، اور فرمایا کہ یہ مسلمان کا نور ہے (ترمذی)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ، فَإِنَّهُ نُوْرُ الْمُسْلِمِ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيْبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ، وَرُفِعَ بِهَا دَرَجَةٌ، أَوْ حُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ (مسند احمد) [۳]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سفید بالوں کو مت اکھاڑو، کیونکہ یہ مسلم کا نور ہے، جس مسلم کا بھی اسلام کی حالت میں کوئی بال سفید ہو، تو اس کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور اس کے ذریعہ سے ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے،

---

[۱] یکرہ نتف الشیب لحدیث عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تنتفوا الشیب فإنہ نور المسلم یوم القیامۃ حدیث حسن رواہ أبو داود والترمذی والنسائی وغیرھم بأسانید حسنۃ قال الترمذی حدیث حسن ھکذا :قال أصحابنا یکرہ صرح بہ الغزالی کما سبق والبغوی وآخرون :ولو قیل یحرم للنھی الصریح الصحیح لم یبعد :ولا فرق بین نتفہ من اللحیۃ والرأس (المجموع شرح المھذب، ج ۱ ص ۲۹۲، ۲۹۳، کتاب الطھارۃ، باب السواک)

[۲] رقم الحدیث ۲۸۲۱، کتاب الادب، باب ما جاء فی النھی عن نتف الشیب.

قال الترمذی: ھذا حدیث حسن "قد روی عن عبد الرحمن بن الحارث، وغیر واحد عن عمرو بن شعیب.

[۳] رقم الحدیث ۶۶۷۲، ابوداؤد، کتاب الترجل، باب فی نتف الشیب.

فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ.

www.idaraghufran.org

یا اس کی وجہ سے ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے (مسند احمد، ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُوْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كُتِبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ وَرُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ (صحيح ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سفید بالوں کو مت اکھاڑو، کیونکہ یہ قیامت کے دن نور کا باعث ہوں گے، اور اسلام کی حالت میں جو بال سفید ہو تو اس کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور اس کا ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے، اور اس کے ذریعہ سے ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے (ابن حبان)

یعنی ایک سفید بال ہونے پر ایک نیکی لکھی جاتی، اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے، اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے، اور اس طرح سے جتنے بال سفید ہوتے جاتے ہیں، اتنا ہی گناہ معاف ہونے اور نیکی حاصل ہونے اور درجہ بلند ہونے کا سلسلہ آگے بڑھتا جاتا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۹۸۵، كتاب الجنائز، ذكر كتبة الله جل وعلا الحسنات وحط السيئات ورفع الدرجات للمسلم بالشيب فى الدنيا.
فى حاشية ابن حبان: إسناده حسن.

[2] اور بالوں میں مسنون و مستحب خضاب لگانا اس کے خلاف نہیں، جیسا کہ پہلے گزرا۔

(وعن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :لا تنتفوا) : بكسر التاء الثانية (الشيب) : أى الشعر الأبيض (فإنه نور المسلم) : الإضافة للاختصاص، أى وقاره المانع من الغرور بسبب انكسار النفس عن الشهوات والفتور، وهو المؤدى إلى نور الأعمال الصالحة فيصير نورا فى قبره، ويسعى بين يديه فى ظلمات حشره، ولا ينافيه التغيير السابق لإرغام الأعداء وإظهار الجلادة لهم كيلا يظنوا بهم الضعف فى سنهم، والقدح فى شجاعتهم وطعنهم (من شاب شيبة) : أى شعرة واحدة بيضاء (فى الإسلام كتب الله له بها حسنة، وكفر عنه بها خطيئة، ورفعه بها درجة .رواه أبو داود).

وروى مالک عن سعيد بن المسيب :أن أول من شاب من بنى آدم إبراهيم -عليه الصلاة والسلام -فلما رأى الشيب فى لحيته قال :ما هذا يا رب؟ قال :هذا وقار .قال :رب زدنى وقارا .فإن قلت :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

يُكْرَهُ أَنْ يَّنْتِفَ الرَّجُلُ الشَّعْرَةَ الْبَيْضَاءَ مِنْ رَّأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ (مسلم) [1]

ترجمہ: آدمی کا اپنے سر اور ڈاڑھی کے سفید بالوں کو اُکھاڑنا مکروہ ہے (مسلم)

جوان آدمی کا سیاہ بالوں کو سفید کرنے کا حکم

کسی جوان مرد یا عورت کا اپنے آپ کو عمر رسیدہ ظاہر کرنے اور اپنے ہم عمر جوانوں پر برتری پیدا کرنے اور اُن کی طرف سے احترام حاصل کرنے کے لئے اپنے سیاہ بالوں میں سفید خضاب لگانا منع ہے۔

جیسا کہ آج کل بعض نوجوان مرد اور عورتیں فیشن کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لم قل هذا الوقار الصورى فى الشعر المصطفوى؟ قلت :لأنه كان مولعا بحب النساء ، وهن يكرهن الشيب بالصبغ، فحفظن بهذا عن الكراهة الطبيعية .والله أعلم بأسرار النبوة.

وأخرج الحاكم وابن سعد من حديث عائشة قالت :ما شانه الله ببيضاء ، وفيه إشكال ;لما سبق أنه شاب بعض الشيب، فيحمل على أن تلك الشعرات البيض لم تغير شيئا من حسنه، بل زادت جمالا وكمالا لحصول الوقار مع نور الأنوار، فصار نورا على نور، وسرورا على سرور .قال ميرک :نتف الشيب يكره عند أكثر العلماء ، لحديث عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده مرفوعا "لا تنتفوا الشيب ;فإنه نور المسلم "رواه الأربعة .وقال الترمذى :حسن .وروى مسلم من طريق قتادة عن أنس قال :كان يكره نتف الرجل الشعرة البيضاء من رأسه ولحيته .قال بعض العلماء :لا يكره نتف الشيب إلا على وجه التزين .وقال ابن العربى :وإنما نهى عن النتف دون الخضب ;لأن فيه تغيير الخلقة من أصلها بخلاف الخضب، فإنه لا يغير الخلقة على الناظر إليه، والله الموفق(مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۸۳۰، كتاب اللباس، باب الترجل)

[1] رقم الحديث ۲۳۴۱ "۱۰۴" كتاب الفضائل، باب شيبه صلى الله عليه وسلم.

[2] وقد ذكر العلماء فى اللحية اثنى عشر خصلة مكروهة، بعضها أشد قبحاً من بعض.....(الى قوله) .....الثالثة :تبييضها بالكبريت أو غيره، استعجالاً للشيخوخة، لأصل الرياسة والتعظيم(شرح ابى داود للعينى، ج ۱ ، ص ۱۶۳ ، باب :السواک من الفطرة)

يكره خضب اللحية السوداء بالبياض كالكبريت ونحوه إظهارا لكبر السن ترفعا على الشباب من أقرانه، وتوصلا إلى التوقير والاحترام من إخوانه، وأمثال ذلک من الأغراض الفاسدة ويفهم من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اگر عورت کے ڈاڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اس کا حکم

اگر کسی عورت کے مرد کی طرح ڈاڑھی یا مونچھ کے کچھ بال اُگ آئیں تو ان کو (قینچی، استرے یا کریم پاؤڈر وغیرہ سے) دور کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ [1]

ڈاڑھی کو برا سمجھنا یا اس کا استہزاء کرنا

ڈاڑھی شریعت کا واجب حکم اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ ہے، اور اس کا رکھنا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

هذا أنه إذا كان لغرض صحيح فهو جائز (الموسوعة الفقهية الكويتية، الاختضاب بالبياض)

قال ابن حجر :ذكر النووى مما يكره :تبييض اللحية استعجالا للشيخوخة لقصد التعاظم على الأقران، ونتفها إبقاء للمرودة وكذا تحذيفها ونتف الشيب، ورجح النووى تحريمه لثبوت الزجر عنه، وتصفيفها طاقة فوق طاقة تصنعا ومخيلة، وعقدها لحديث رويفع بن ثابت رضى الله عنه مرفوعا :من عقد لحيته فإن محمدا منه برىء ، قال الخطابى :قيل :المراد عقدها فى الحرب، وهو من زى الأعاجم، وقيل :المراد معالجة الشعر حتى ينعقد وذلک من فعل أهل التأنيث(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵، ص۲۲۷، ماده لحية،أمور تكره فى اللحية)

[1] البتہ ابن بطال نے مکروہ قرار دیا ہے۔

مگر دلائل کے لحاظ سے جواز بلکہ استحباب راجح ہے، اور اس کو نمص کی مخالفت کے مصداق میں داخل سمجھنا راجح معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ نمص تغییر خلق اللہ کی وجہ سے ممنوع ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ عورت کے خلقی طور پر ڈاڑھی و مونچھوں کا نہ اگنا ہے، لہٰذا اس کا ازالہ تغییر خلق اللہ میں داخل نہیں، بلکہ ازالۂ عیب ہے، البتہ جو رویں کی شکل میں بال اگتے ہیں ان کا اکھاڑنا بوجہ ممنوع نمص کے ممنوع ہے۔

وقال النووى :يستثنى من الأمر بإعفاء اللحى ما لو نبتت للمرأة لحية فإنه يستحب لها حلقها، وكذا لو نبت لها شارب أو عنفقة.(عمدة القارى، ج۲۲ ص۴۷، كتاب اللباس، باب تقليم الاظفار)

إذا نبتت اللحية للمرأة فيستحب لها حلقها(مرقاة المفاتيح، ج ۱، ص۳۹۶، باب السواک)

وقيدنا ذلک بالرجل لما مر من أن المرأة يجب عليها إزالة ما عدا شعر رأسها(الفواكه الدوانى على رسالة ابى زيد القيروانى، ج۲ ص۳۰۷، باب فى الفطرة والختان وحلق الشعر واللباس وستر العورة)

أما المرأة إذا نبتت لها لحية فيستحب حلقها صرح به القاضى حسين وغيره وكذا الشارب والعنفقة لها هذا مذهبنا وقال محمد بن جرير لا يجوز لها حلق شىء من ذلک :ولا تغيير شىء من خلقتها بزيادة ولا نقص(المجموع شرح المهذب، ج ۱ ص۲۹۰، باب السواک)

اللحية من تمام خلقة الرجل وهى فى المرأة عيب(الأم للشافعى، ج۶ ص۸۹، كتاب جراح العمد)

اللحية زين للرجل، وعيب فيها(المغنى لابنِ قدامة، ج۸ ص۴۸۴، باب ديات الجراح)

www.idaraghufran.org

واجب ہے، اور اس کی خلاف ورزی گناہ ہے، اگر کوئی ڈاڑھی کو نعوذ باللہ عقیدے کی وجہ سے برا سمجھے، یا ڈاڑھی منڈانے کو اپنے عقیدے کے ساتھ اچھا اور باعثِ فخر سمجھے، یا ڈاڑھی کا استہزاء کرے اور مذاق اڑائے، تو اس سے ایمان چلے جانے کا اندیشہ ہے۔

(کذا فی اصلاح الرسوم، صفحہ ۲۱، بابِ اول، فصلِ چہارم وکفایت المفتی مدلل ومکمل ج ۹ ص ۱۷۶ و ص ۱۷۹، فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۵۳۷، ۵۳۸، واحسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۲، وفتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۴۹، وخیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۳۹، ص ۲۱۰) [1]

نکاح کی خاطر یا بیوی یا والدین وغیرہ کے کہنے پر ڈاڑھی منڈانا

نکاح وشادی کی غرض سے یا بیوی کو خوش کرنے کے لئے یا والدین وغیرہ کے کہنے پر یا ملازمت وغیرہ حاصل کرنے کی خاطر ڈاڑھی منڈوانا یا ایک مٹھی سے کم کرنا جائز نہیں، کیونکہ گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے، اور دنیاوی مفادات کی خاطر آخرت کا

---

[1] حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہوگیا، تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں، اور ڈاڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں، بلکہ ڈاڑھی والوں پر ہنستے ہیں، اور ان کی ہجو کرتے ہیں، ان سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دُشوار ہے، ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں، اور ایمان ونکاح کی تجدید کریں، اور اپنی صورت موافق حکم اللہ ورسول بنائیں (اصلاح الرسوم، صفحہ ۲۱، بابِ اول، فصلِ چہارم)

(قوله :كما في الخانية) حيث قال بعد ذكره الخلاف في مسألة الصلاة بلا طهارة وأن الإكفار رواية النوادر .وفي ظاهر الرواية لا يكون كفرا، وإنما اختلفوا إذا صلى لا على وجه الاستخفاف بالدين، فإن كان وجه الاستخفاف ينبغي أن يكون كفرا عند الكل .اهـ.

أقول :وهذا مؤيد لما بحثه في الحلية لكن بعد اعتبار كونه مستخفا ومستهينا بالدين كما علمت من كلام الخانية، وهو بمعنى الاستهزاء والسخرية به، أما لو كان بمعنى عد ذلك الفعل خفيفا وهينا من غير استهزاء ولا سخرية، بل لمجرد الكسل أو الجهل فينبغي أن لا يكون كفرا عند الكل تأمل(ردالمحتار، ج ۱ ص ۸۱، كتاب الطهارة)

وسئل فضيلة الشيخ :عن حكم من سخر بصاحب اللحية ورافع ثوبه عن كعبيه؟

فأجاب قائلًا :من سخر بصاحب اللحية ورافع ثوبه عن كعبيه فإن قصد السخرية بعمله وهو يعلم أنه من شريعة الله -تعالى -، فقد سخر من شريعة الله -تعالى -، وإن قصد السخرية بالشخص نفسه لدوافع شخصية فإنه لا يكفر بذلك(مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ج ۲ ص ۱۵۹، باب الكفر والتكفير)

www.idaraghufran.org

نقصان کرنا عظیم خسارہ کی بات ہے، جیسا کہ تفصیلاً اعتراضات کے جوابات کے ذیل میں گزرا (کذا فی امداد الاحکام ج۴ص۳۴۶ وفتاویٰ رحیمیہ، جلد۱۰، صفحہ۱۰۵) [1]

ڈاڑھی نہ آنے کی صورت میں علاج معالجہ کرنا

اگر جوان ہونے کے باوجود کسی کی ڈاڑھی نہیں نکلی یا نکل تو چکی ہے، لیکن بڑی اور لمبی نہیں ہوتی، تو اسے بڑا اور لمبا کرنے کے لیے کوئی علاج ومعالجہ کرنا شرعاً ضروری نہیں ہے۔ [2]

البتہ اگر کسی جوان آدمی کے ڈاڑھی نہ نکل رہی ہو، اور معلوم ہو کہ اس پر اُسترا وغیرہ پھیرنے سے ڈاڑھی نکل آئے گی، تو علاجاً ایسا کرنے کی گنجائش ہے۔

اسی طرح اگر کچھ حصے پر ڈاڑھی نکل رہی ہو، اور کچھ حصے پر بالکل نہ نکل رہی ہو، تو جس حصے پر ڈاڑھی کے بال بالکل نہ ہوں، اس حصے میں بھی بال نکل آنے کی غرض سے بطور علاج اُسترا وغیرہ پھیرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر ڈاڑھی کے بال چھوٹے ہوں، یا کم مقدار میں ہوں تو انہیں لمبا کرنے یا زیادہ گھنے بال نکل آنے کی غرض سے اُسترا وغیرہ پھیرنا جائز نہیں، کیونکہ اس میں ڈاڑھی کے بالوں کو مونڈنا پایا جاتا ہے، جس کی احادیث میں ممانعت آئی ہے (ماخوذ بتغیر واضافہ، فتاویٰ رحیمیہ، جلد۱۰ صفحہ۱۱۷)

---

[1] حلق اللحية استجابة لأمر الوالدين بحجة أن طاعة الوالدين فرض وإعفاء اللحية سنة :من تلبيس إبليس، وقد تقدم قول النبى -صلى الله عليه وسلم) : -(لا طاعة لأحد فى معصية الله .
حلق اللحية رضوخًا لطلب الزوجة بيان عظيم لقول اللّٰه عز وجل :يا أيها الذين آمنوا إن من أزواجكم وأولادكم عدوا لكم فاحذروهم(ففروا إلى الله :لأبى ذر القلمونى، ص۳۲۸،الباب الثالث عشر :الدين النصيحة،القرآن واللحية)

[2] کیونکہ کئی احادیث میں ڈاڑھی کو چھوڑنے کا حکم آیا ہے، اور جب ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا اور وہ خود سے بڑی نہیں ہوتی، تو اس نے شریعت کا حکم پورا کر دیا۔
قال ابن دقيق العيد :لا أعلم أحدا فهم من الأمر فى قوله صلى الله عليه وسلم أعفوا اللحى تجويز معالجتها بما يغزرها، كما يفعله بعض الناس، قال :وكأن الصارف عن ذلك قرينة السياق فى قوله فى بقية الخبر وأحفوا الشوارب قال ابن حجر :ويمكن أن يؤخذ ذلك من بقية طرق الحديث الدالة على مجرد الترك (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵، ص۲۲۴، مادة لحية، تكثير اللحية بالمعالجة)

www.idaraghufran.org

وضو کے دوران ڈاڑھی اور اس کے نیچے جلد کے دھونے کا حکم

وضو میں پورے چہرے کا دھونا فرض ہے، اور چہرے کی حد ایک کان کے چہرہ کی طرف والے کنارے سے دوسرے کان کے چہرہ کی طرف والے کنارے تک اور سر پر عادتاً بال اُگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے۔

اگر کسی کی ڈاڑھی گھنی نہ ہو اور نیچے کی کھال نظر آتی ہو، تو وضو کے دوران ڈاڑھی کے سب بالوں اور ڈاڑھی کے بالوں کی جڑوں میں کھال تک بھی پانی پہنچانا ضروری ہے۔

البتہ اگر کسی کی ڈاڑھی اس قدر گھنی ہو کہ دیکھنے والے مخاطب کو اس کے نیچے کی کھال نظر نہ آتی ہو تو بالوں کے نیچے چھپی ہوئی چہرے کی کھال کو دھونا اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے، بلکہ بالوں کو اوپر کی سطح سے دھو لینا ہی نیچے کی کھال اور اس کے ساتھ ملی ہوئی بالوں کی جڑوں کے دھونے کے قائم مقام ہے۔

اور یہ حکم ان بالوں کا ہے جو چہرے کی حد کے اندر ہوں، اور جو چہرے کی حد سے باہر مثلاً ٹھوڑی سے نیچے گلے کی طرف ہوں، ان کا دھونا ضروری نہیں، کیونکہ وہ چہرے کی حد سے باہر ہیں۔

البتہ اگر کوئی دھوئے تو افضل ہے۔ [1]

---

[1] وضو کے دوران لحیہ کے غسل ومسح وغیرہ کے بارے میں فقہاء کی مختلف روایات ہیں، لیکن حنفیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ جمیع لحیۂ خفیفہ غیر مسترسلہ کا مع منابتِ شعر و بشرہ غسل واجب ہے، اور لحیۂ کثہ غیر مسترسلہ کے شعر کا بغیر منابتِ شعر و بشرہ غسل واجب ہے، اور حکماً کثہ وخفیفہ میں فرق منابتِ شعر و بشرہ کے غسل کے وجوب وعدمِ وجوب کا ہے، اور فقہائے کرام نے لحیۂ کثہ کے شعر کو بشرہ کے قائم مقام فرمایا ہے۔

لہٰذا جو حکم لحیۂ خفیفہ وعدمِ لحیہ کی صورت میں بشرہ کو حاصل ہے، وہ لحیۂ کثہ کی صورت میں شعرِ لحیہ کے ظاہر کو حاصل ہے۔

علاوہ ازیں احادیثِ صحیحہ سے داخلِ شعرِ لحیۃ کا خلال ثابت ہے، اور اصح قول کی رُو سے خلالِ لحیۃ سنت ہے (کما سیجیئ) اور سنت اکمالِ فریضہ کے لیے ہوتی ہے، اور اسی لیے اس کا محل اور فرض کا محل ایک ہوتا ہے۔

اس کا تقاضا بھی یہ ہے کہ لحیۂ کثہ کے جمیع شعر غیر مسترسلہ ظاہرہ کا غسل واجب ہو۔

ثم لا خلاف أن المسترسل لا يجب غسله ولا مسحه بل يسن، وأن الخفيفة التي ترى بشرتها يجب غسل ما تحتها كذا في النهر (الدر المختار مع رد المحتار، ج ۱ ص ۱۰۰، ۱۰۱، كتاب الطهارة، اركان الوضوء)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی کے جو بال چہرہ کی حد سے باہر اُگے ہوئے ہوں (مثلاً ٹھوڑی کے نیچے حلق کی طرف، اور چہرے کی چوڑائی کی طرف سے کانوں کی حد سے پیچھے یا اوپر سر کی طرف) تو حنفیہ کے نزدیک وضو کے دوران نہ تو ان بالوں کا دھونا فرض ہے، اور نہ ان کا مسح کرنا فرض ہے، اور نہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

غسل اللحية فى الوضوء :

تتفق المذاهب الأربعة على أنه يجب فى الوضوء غسل بشرة الوجه من شعر اللحية إن كان خفيفا تظهر البشرة من تحته، فيغسل البشرة ويغسل اللحية ظاهرا وباطنا، والمراد بظهور البشرة ظهورها فى مجلس المخاطبة، ووجه الوجوب أن الله تعالى فرض فى الوضوء غسل الوجه، والوجه من المواجهة، والمواجهة تحصل فى اللحية ذات الشعر الخفيف ببشرة الوجه وبالشعر الذى عليها.

وهذا الاتفاق إنما هو فيما كان من الشعر فى حيز دائرة الوجه، دون المسترسل من اللحية تحت الذقن طولا، ودون الخارج عن حد الوجه عرضا، فإن فى هذا خلافا يأتى بيانه .

أما اللحية الكثيفة فتتفق الأقوال المعتمدة فى المذاهب الأربعة على أنه لا يجب فى الوضوء غسل باطنها ولا إيصال الماء إلى البشرة ومنابت الشعر، لعدم حصول المواجهة به لأنه لا يرى فى مجلس المخاطبة، فلا يكون من الوجه المأمور بغسله، وفى نيل المآرب :لو اجتزأ بغسل باطنها عن غسل ظاهرها لم يجزئه، ولأن النبى صلى الله عليه وسلم أخذ غرفة من ماء ففسل بها وجهه قالوا: والغرفة لا تكفى لغسل الوجه وظاهر اللحية الكثيفة وباطنها، وفى هذه الحال ينتقل حكم ما تحت اللحية إليها عند الجمهور، فيجب غسل ظاهر ما فى حد الوجه منها.

ولا يسن غسل باطن اللحية الكثيفة على ما صرح به الحنفية والحنابلة لما فيه من العسر، على ما قال ابن قدامة من الحنابلة، ورجح صاحب الإنصاف من الحنابلة أن غسل باطنها مكروه وتبعه صاحب الإقناع.

وفى رواية عن أبى حنيفة ورواية عن أحمد :لا يغسل اللحية الكثيفة فى الوضوء ولا يغسل ما تحتها أيضا، لأن الله تعالى إنما أمر بغسل الوجه، والوجه اسم للبشرة التى تحصل بها المواجهة، والشعر ليس ببشرة، وما تحته من البشرة لا تحصل به المواجهة.

وقد نقل ابن عابدين أن الرواية الأولى هى المذهب الصحيح المفتى به، وما عداها مرجوع عنه، كما أن ابن قدامة ضعف رواية عدم الغسل عن أحمد وأولها .ونقل ابن قدامة عن عطاء وأبى ثور أنه يجب غسل البشرة وباطن اللحية الكثيفة -كغير الكثيفة -فى الوضوء كما فى الغسل، لأن الله تعالى أمر بغسل الوجه، وهو حقيقة فى البشرة، وتدخل اللحية تبعا، ونقل القرافى قولا مثل هذا للمالكية .قال :لأن الخطاب متناول له بالأصالة، ولغيره بالرخصة، والأصل عدمها.

وعلى القول الأول، وهو قول الأكثرين، يكون غسل ظاهر اللحية -على ما نص عليه الحنفية على الأصح عندهم -بإمرار الماء على ظاهرها، وقال المالكية :المراد بغسل ظاهرها إمرار اليد عليها بالماء وتحريكها به لأن الشعر يدفع بعضه عن بعض، فإذا حركه حصل الاستيعاب، قالوا :وهذا التحريك خلاف التخليل(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص۲۲۸ ،مادة" لحية ")

www.idaraghufran.org

ہی ان کا خلال کرنا فرض ہے، البتہ ٹھوڑی کے نیچے بالوں کا دھونا بہتر و باعثِ اجر ہے۔ [1]

---

[1] ما استرسل من اللحية أو خرج عن حد الوجه:
اختلف الفقهاء في غسل ما خرج عن حد الفرض من اللحية في الوضوء فذهب الحنفية والمالكية في قول والشافعية في قول، وهو رواية عن أحمد، إلى أنه لا يجب غسله ولا مسحه ولا تخليله، لأنه ليس من الوجه، لأنه شعر خارج عن محل الفرض، فأشبه ما نزل من شعر الرأس عن الرأس، لا يجب مسحه مع مسح الرأس.
ثم قد قال الحنفية :إن غسل هذا الشعر المسترسل من اللحية مسنون.
وذهب المالكية في قول ذكره القرافي والشافعية في المعتمد، وهو ظاهر مذهب أحمد الذي عليه أصحابه، إلى وجوب غسل ظاهر اللحية الكثيفة كلها مما هو نابت في محل الفرض سواء حاذى محل الفرض أو جاوزه، قال الشافعية :وإنما يجب غسل ما جاوز محل الفرض بالتبع، وقال الحنابلة :لأن اللحية تشارك الوجه في معنى التوجه والمواجهة، بخلاف ما نزل من شعر الرأس عنه، فإنه لا يشارك الرأس في الترؤس(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص ۲۲۹،مادة" لحية ")
قال الفقهاء :إن ما في الوجه من شعر،إن كان لحية رجل فيغسل الخفيف من هذا الشعر ظاهرا وباطنا حتى الجلدة التي نبت عليها الشعر، وإن كان كثيفا بحيث لا ترى هذه الجلدة أثناء المخاطبة سقط غسل الباطن؛ للحرج.
وإن كان ما في الوجه من شعر هدبا، أو حاجبا، أو شاربا، أو عنفقة -وهي الشعر النابت على الشفة السفلى -أو لحية امرأة أو خنثى . .فقد اختلفوا في حكم غسل هذا الشعر -خفيفا أو كثيفا -على النحو التالي:
فقال الحنفية :لا يجب غسل أصول شعر الحاجبين والشارب واللحية والعنفقة إذا كان هذا الشعر كثيفا؛ للحرج في إيصال الماء إلى أصول الشعر ويسن تخليل لحية غير المحرم، أما إذا كان الشعر خفيفا تبدو البشرة من خلاله فيجب غسله ظاهرا وباطنا إلى الجلدة التي نبت عليها.
ولا يجب غسل المسترسل من الشعر؛ لخروجه من دائرة الوجه كما لا يجب مسحه .
وقال المالكية :يجب غسل الوجه مع تخليل شعر من لحية أو حاجب أو شارب أو عنفقة أو هدب تظهر البشرة تحته في مجلس المخاطبة، والتخليل :إيصال الماء إلى البشرة أي الجلدة النابت فيها الشعر . .وهذا في الشعر الخفيف، أما الكثيف فلا يخلله، بل يكره؛ لما فيه من التعمق، ويكفي إمرار الماء على ظاهر الشعر دون إيصال الماء إلى البشرة.
قال الدردير :ولا ينافي أنه يجب تحريكه ليدخل الماء بين ظاهره وإن لم يصل إلى البشرة .قال الدسوقي :وهو الراجح، خلافا لمن قال بندبه، ولمن قال بوجوب تخليله، وقال :والمرأة كالرجل في وجوب تخليل الخفيف، وفي الأقوال الثلاثة في الكثيف.
وقال الشافعية :شعور الهدب والحاجب والشارب والعذار والعنفقة تغسل شعرا وبشرا ظاهرا وباطنا وإن كثفت؛ لأن كثافتها نادرة، وقيل :لا يجب غسل باطن عنفقة كثيفة ولا بشرتها كاللحية، وفي ثالث :يجب إن لم تتصل باللحية.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

وضو کے دوران ڈاڑھی کے خلال کا حکم

وضو کے دوران ڈاڑھی کے بالوں میں خلال کا حکم صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقالوا :لحية المرأة كهذه الشعور تغسل ظاهرا وباطنا لندرة كثافتها؛ ولأنه يسن لها إزالتها؛ لأنها مثلة فى حقها، ومثلها الخنثى فى غسل ما ذكر إن لم يجعل ذلك علامة على ذكورته، وهو المعتمد.

ولحية الرجل إن خفت -بحيث ترى بشرة الوجه تحت الشعر -يجب غسل ظاهرها وباطنها، وإن كثفت فيغسل ظاهرها ولا يجب غسل باطنها؛ لعسر إيصال الماء إليه مع الكثافة غير النادرة، لما روى أن النبى صلى الله عليه وسلم توضأ فغرف غرفة غسل بها وجهه . ، وكانت لحيته الكريمة كثيفة، وبالغرفة الواحدة لا يصل الماء إلى ذلك غالبا . .ويسن تخليلها.

فإن خف بعض لحية الرجل وكثف بعضها وتميز فلكل حكمه، وإن لم يتميز بأن كان الكثيف متفرقا بين أثناء الخفيف وجب غسل الكل؛ لأن إفراد الكثيف بالغسل يشق، وإمرار الماء على الخفيف لا يجزء . .وهذا هو المعتمد.

وفى رأى يجب غسل البشرة، حكاه الرافعى قولا ووجها عند الشافعية، وهو مذهب المزنى وأبى ثور، وإسحاق بن راهويه، واحتج لهم بحديث أنس رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا توضأ أخذ كفا من ماء ، فأدخله تحت حنكه، فخلل بها لحيته، وقال :هكذا أمرنى ربى .

واحتجوا أيضا بالقياس على غسل الجنابة وعلى الشارب والحاجب .

وقال الحنابلة فى الصحيح من المذهب أنه يجب غسل اللحية وما خرج عن حد الوجه من الشعر المسترسل، لأن اللحية تشارك الوجه فى معنى التوجه والمواجهة.

وكذا يجب غسل عنفقة وشارب وحاجبى ولحية امرأة وخنثى إذا كان كثيفا، ويجزء غسل ظاهره كلحية الذكر، ويسن غسل باطنه خروجا من خلاف من أوجبه . .كالشافعى أى فى غير لحية الرجل.

والخفيف من شعور الوجه كلها -وهو الذى يصف البشرة -يجب غسله وغسل ما تحته؛ لأن الذى لا يستره شعره يشبه ما لا شعر عليه، ويجب غسل الشعر تبعا للمحل، فإن كان فى شعره كثيف وخفيف فلكل حكمه .وقالوا يسن تخليل اللحية عند غسلها لحديث عثمان رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يخلل لحيته .

وعن الإمام أحمد لا يجب غسل ما خرج عن محاذاة البشرة طولا وعرضا وهو ظاهر كلام الخرقى فى المسترسل .قال أحمد :ويسن أن يزيد فى ماء الوجه لأساريره ودواخله وخوارجه وشعوره(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۳، ص۲۳۵و۲۳۶، مادة "وضوء"، غسل الشعر الذى على الوجه)

[1] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا توضأ، أخذ كفا من ماء فأدخله تحت حنكه فخلل به لحيته، وقال :هكذا أمرنى ربى عز وجل (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۴۵، كتاب الطهارة، باب تخليل اللحية) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ڈاڑھی کا خلال اگرچہ بعض حضرات کے نزدیک مستحب ہے، مگر اس کا سنت ہونا راجح ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

رأيت النبى صلى الله عليه وسلم توضأ وخلل لحيته بأصابعه من تحتها ، وقال :بهذا أمرني ربى (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۵۲۹، ج ۱ ص ۲۵۰، كتاب الطهارة)

قال ابن القطان: هذا الإسناد صحيح ، ولا يضره رواية من رواه عن محمد (بن حرب عن الزبيدى أنه بلغه عن أنس) فقد يراجع كتابه ، فيعرف منه أن الذى حدثه به هو الزهرى ، فيحدث به ، فيأخذه عنه الصفار وغيره ، وهذا الذى أشرت إليه هو الذى اعتل به عليه محمد بن يحيى الذهلى حين ذكره .ونص كلامه هو أن قال :حدثنا يزيد بن عبد ربه ، قال :حدثنا محمد بن حرب ، عن الزبيدى أنه بلغه عن أنس بن مالک أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم " - توضأ فأدخل أصابعه تحت لحيته "قال محمد بن يحيى :المحفوظ عندنا حديث يزيد بن عبد ربه ، وحديث الصفا واه ، هذا نص ما قال ، فانظر فيه ، ويزيد بن عبد ربه وثقه(بيان الوهم والإيهام فى كتاب الأحكام، ج۵، ص ۲۲۰، ۲۲۱،باب ذكر أحاديث أوردها على أنها صحيحة أو حسنة ، وهى ضعيفة من تلک الطرق ، صحيحة أو حسنة من غيرها)

و قال ابن الملقن: وأما حديث أنس فرواه الزهرى عنه قال :رأيت النبى -صلى الله عليه وسلم - توضأ وخلل لحيته بأصابعه من تحتها وإسناده صحيح كما قاله ابن القطان فى علله (البدر المنير لابن الملقن، ج۲، ص ۱۸۸ ، الحديث السابع والثلاثون)

اس طرح کی کئی احادیث پہلے ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی ڈاڑھی کیسی تھی؟'' کے ذیل میں گزر چکی ہیں۔

قوله " :تحت حنكه "الحنک :ما تحت الذقن من الأسنان وغيره .وبهذااستدل أبو يوسف من أصحابنا أن تخليل اللحية سُنة "..... وروى تخليل اللحية عن النبى -عليه السلام -من الصحابة :عثمان، وأنس، وعمار، وابن عباس، وأبو أيوب، وابن عمر، وأبو أمامة، وعبد اللّٰه بن أبى أوفى، وأبو الدرداء ، وكعب بن عمرو، وأبو بكرة، وعائشة، وجابر، وأم سلمة(شرح ابوداؤد للعينى، ج ۱ ص ۳۴۱، ۳۴۲،باب تخليل اللحية)

ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ہتھیلی مبارک میں پانی لے کر ڈاڑھی میں داخل فرماتے تھے، اُس کی غرض غسلِ لحیہ ہو، اور تخلیلِ لحیہ اس سے الگ عمل ہو، اگر یہ توجیہ درست مان لی جائے تو اس سے غسلِ لحیہ کی سابقہ مسئلہ کے تحت ذکر شدہ بحث کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

اور اگر اس سے خلال ہی مراد لیا جائے، تو اس سے غسلِ لحیہ کا مستقل طور پر فرض ہونا ثابت ہوتا ہے، کما سیجیٔ۔

[1] اور ڈاڑھی کا خلال اس کے لئے سنت ہے، جو احرام کی حالت میں نہ ہو۔

(و) سنته أيضا (تخليل اللحية) وهو أن يدخل أصابع يديه فى خلال لحيته من الأسفل إلى الأعلى بعد التثليث(درر الحكام شرح غرر الاحكام ، ج ۱ ص ۱۱ ، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ڈاڑھی کے خلال کا مقصد کیونکہ ڈاڑھی کے بالوں میں تری کا داخل کرنا ہے، لہٰذا یہ مقصد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(قوله :وتخليل لحيته وأصابعه) أما تخليل اللحية، وهو تفريق الشعر من جهة الأسفل إلى فوق لغير المحرم فسنة على الأصح وقيده في السراج الوهاج بأن يكون بماء متقاطر في تخليل الأصابع ولم يقيده في تخليل اللحية وهل هو قول أبي يوسف وحده أو معه محمد قولان ذكرهما في المعراج وصحح في خير مطلوب أن محمدا مع أبي يوسف وعند أبي حنيفة مستحب لعدم ثبوت المواظبة؛ ولأن السنة إكمال الفرض في محله وداخل اللحية ليس بمحل الفرض لعدم وجوب إيصال الماء إلى باطن الشعر وجه الأصح ما رواه أبو داود عن أنس كان النبي -صلى الله عليه وسلم -إذا توضأ أخذ كفا من ماء تحت حنكه فخلل به لحيته وقال بهذا أمرني ربي وسكت عنه وكذا المنذري بعده، وهو مغن عن نقل صريح المواظبة؛ لأن أمره حامل عليها وقولهم داخل اللحية ليس بمحل الفرض ممنوع بعد ثبوت الحديث الصحيح بخلافه(البحرالرائق ،ج ۱ ص ۲۲،۲۳، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

(قوله :ولم يقيده في تخليل اللحية سيأتي) في الحديث أنه -صلى الله عليه وسلم -أخذ كفا من ماء (قوله :وهل هو) أي القول بالسنية الذي هو الأصح (قوله :بعد ثبوت الحديث الصحيح بخلافه) أي بخلاف ما أفاده قولهم داخل اللحية إلخ (قوله :وما أورد عليه) أي على قولهم داخل اللحية ليس بمحل الفرض (منحة الخالق على هامش البحرالرائق ،ج ۱ ص ۲۲،۲۳،كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

تخليل اللحية الكثيفة في الوضوء :

يسن لغير المحرم تخليل اللحية الكثيفة في الوضوء عند كل من الشافعية والحنابلة،

وهو قول أبي يوسف من الحنفية وقول للمالكية، وذلك للحديث الوارد أن النبي صلى الله عليه وسلم :كان إذا توضأ خلل لحيته ، وفعله ابن عمر وابن عباس وأنس والحسن رضي الله عنهم، وقال أبو حنيفة ومحمد :هو فضيلة .قال ابن عابدين :ورجح في المبسوط قول أبي يوسف، والأدلة ترجحه وهو الصواب .اهـ.

وقد ورد الترخيص في ترك التخليل عن ابن عمر والحسن بن علي وطاوس والنخعي وغيرهم، وقال من لم يوجبه :إن الله تعالى أمر بغسل الوجه ولم يأمر بالتخليل، وإن أكثر من حكى وضوء النبي صلى الله عليه وسلم لم يحك أنه خلل لحيته مع أنه كان كثيفها، فلو كان واجبا لما أخل به.

وفي قول للمالكية :التخليل مكروه، وهو الراجح عندهم على ظاهر ما في المدونة من قول مالك: تحرك اللحية من غير تخليل.

والقول الثالث للمالكية، وهو قول إسحاق بن راهويه :التخليل واجب، والتخليل عند من قال به يكون مع غسل الوجه، إلا أن الحنابلة نقلوا عن نص أحمد أن التخليل يكون مع غسل الوجه أو إن شاء مع مسح الرأس.

وصفته على ما في شرح منتهى الإرادات أن يأخذ كفا من ماء يضعه من تحتها فيخللها بأصابعه مشتبكة، أو يضعه من جانبيها ويحركها به (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص ۲۳۰،مادة لحية)

www.idaraghufran.org

جس طرح بھی خلال کرنے سے حاصل ہو جائے، مثلاً چلو میں پانی لے کر ڈاڑھی کے بالوں کو تَر کر کے، یا تَر انگلیوں کو اوپر، نیچے، یا دائیں بائیں، کسی بھی طرف سے بالوں میں داخل کر کے، اس طرح جائز ہے، البتہ بعض حضرات کے نزدیک ڈاڑھی کے خلال کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ چہرہ دھونے کے بعد داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو پانی میں تَر کریں، اور پھر ہاتھ کی پشت گلے کی طرف کر کے انگلیاں ڈاڑھی کے بالوں میں ڈال کر نیچے گلے کی طرف سے اوپر کی طرف کو لائیں۔ [1]

---

[1] وكيفية تخليلها من أسفل إلى فوق اللحية (الجوهرة النيرة، ج ١ ص ٦، كتاب الطهارة، سنن الطهارة)

(وتخليل اللحية) لغير المحرم بعد التثليث، ويجعل ظهر كفه إلى عنقه (الدر المختار مع رد المحتار، ج ١ ص ١١٧، كتاب الطهارة، سنن الطهارة)

اور ڈاڑھی کا خلال نیچے یعنی گلے کی طرف سے اوپر کو (یعنی چہرہ کی طرف) کرنے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ عموماً بالوں کے اوپر والی سطح نیز اوپر کی طرف کے بال چہرہ دھوتے وقت تر ہو جاتے ہیں، اور نیچے کی طرف کے بالوں میں تری کا پہنچنا اوپر کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے، نیز چہرہ دھوتے وقت ڈاڑھی کے بال عموماً پیچھے اور نیچے کی طرف ہو جاتے ہیں، اور نیچے سے اوپر کو خلال کرنے سے بال چہرہ کی طرف نمایاں ہو جاتے ہیں، جو کہ شرعاً پسندیدہ عمل ہے۔

اللحية الخفيفة -وهي التي تظهر البشرة تحتها ولا تسترها عن المخاطب -يجب غسل ظاهرها وإيصال الماء إلى ما تحتها في الوضوء والغسل، ولا يكفي مجرد تخليلها بغير خلاف، وذلك لفرضية غسل الوجه بعموم الآية في قوله تعالى :(فاغسلوا وجوهكم) . . الآية

أما اللحية الكثيفة -وهي التي لا تظهر البشرة تحتها -فيجب غسل ظاهرها، ولو كانت مسترسلة عند المالكية، وهو المشهور عند الشافعية، وظاهر مذهب الحنابلة

وعند الحنفية -وهو قول آخر للشافعية، ورواية عند الحنابلة -أنه لا يجب غسل ما استرسل من اللحية، لأنه خارج عن دائرة الوجه، فأشبه ما نزل من شعر الرأس

ولأن الله تعالى أمر بغسل الوجه، وهو ما تحصل به المواجهة، وفي اللحية الكثيفة تحصل المواجهة بالشعر الظاهر.

أما باطنها فلا يجب غسله اتفاقا بين فقهاء المذاهب؛ لما روى البخاري أنه صلى الله عليه وسلم توضأ فغسل وجهه، أخذ غرفة من ماء فمضمض بها واستنشق، ثم أخذ غرفة من ماء فجعل بها هكذا :أضافها إلى يده الأخرى، فغسل بها وجهه وكانت لحيته الكريمة كثيفة، وبالغرفة الواحدة لا يصل الماء إلى باطنها غالبا، ويعسر إيصال الماء إليه.

ويسن تخليل اللحية الكثيفة عند الحنفية، والشافعية والحنابلة؛ لما روى عن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا توضأ أخذ كفا من ماء تحت حنكه فخلل به لحيته، وقال : هكذا أمرني ربي . ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

وضو کے دوران رِیش بچہ کے دھونے کا حکم

نیچے والے ہونٹ کے زیریں ریش بچہ کو وضو کے دوران دھونا ضروری ہے، البتہ اگر اس کے بال گھنے ہوں کہ ان کے نیچے والی جلد نظر نہ آتی ہو، تو گھنی ڈاڑھی کے مسئلہ کی طرح اوپر کے بالوں کو دھونا کافی ہے، اور نیچے کے بالوں اور جلد تک پانی پہنچانا ضروری نہیں، البتہ اگر اس کے بال گھنے نہ ہوں، بلکہ ہلکے ہوں، کہ اس کے نیچے والی جلد نظر آتی ہو تو پھر اوپر کے بالوں کے ساتھ ساتھ نیچے کے بالوں کو دھونا اور بالوں کی جڑ میں جلد تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وعند المالكية فى تخليل شعر اللحية الكثيفة ثلاثة أقوال :الوجوب، والكراهة والاستحباب، أظهرها الكراهة لما فى ذلك من التعمق. أما فى الغسل فلا يكفى مجرد التخليل، بل يجب إيصال الماء إلى أصول شعر اللحية ولو كثيفة اتفاقا بين المذاهب، لقوله صلى الله عليه وسلم :تحت كل شعرة جنابة، فاغسلوا الشعر وأنقوا البشرة ولكى يتأكد من وصول الماء إلى أصول الشعر ويتجنب الإسراف قالوا :يدخل المغتسل أصابعه العشر يروى بها أصول الشعر، ثم يفيض الماء ليكون أبعد عن الإسراف فى الماء .ومن عبر بوجوب تخليل اللحية كالمالكية، أراد بذلك أيضا إيصال الماء إلى أصول الشعر(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱ ۱ ،ص ۵۳ ،مادة تخليل، تخليل اللحية)

قال الفقهاء :الوجه هو ما تحصل به المواجهة، فيغسل ظاهره كله.

وقال الفقهاء :حد الوجه عرضا :ما بين الأذنين، وحده طولا :ما بين منابت شعر رأسه عاليا -أى أن ما من شأنه أن ينبت عليه الشعر المذكور -ويعبر عنه بعضهم :من مبدأ أعلى جبهته . .إلى أسفل الذقن.وقال المالكية والحنابلة :ذلك فيمن لا لحية له، وأما من له لحية . .فمنتهى لحيته.

وقال الحنفية :المسترسل أى الخارج عن دائرة الوجه من الشعر لا يجب غسله؛ لأنه إنما يواجه إلى المتصل عادة لا إلى المسترسل فلم يكن وجها، فلا يجب غسله، ولا يجب مسحه كذلك، بل يسن، والسلعة إذا تدلت عن الوجه فالصحيح أنه يجب غسلها.

وقال الشافعية :الشعور الخارجة عن حد الوجه يجب غسل ظاهرها وباطنها مطلقا إن خفت، وظاهرها مطلقا إن كثفت . . .وفى قول :لا يجب غسل خارج عن حد الوجه من لحية وغيرها خفيفا كان أو كثيفا، لا ظاهرا ولا باطنا؛ لخروجه عن محل الغرض . . .وقالوا :يجب غسل سلعة نبتت فى الوجه وإن خرجت عن حده؛ لحصول المواجهة بها(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۳ ،ص ۲۳۴ ،مادة وضوء ، الوجه وحده)

[1] يجب فى الوضوء غسل العنفقة والبشرة تحتها إن كانت خفيفة، فإن كانت كثيفة فالأكثر من العلماء على أنه يجب غسل ظاهرها فقط، كاللحية، وقيل :يجب غسلها ظاهرا وباطنا بكل حال لأنها لا تستر ما تحتها عادة، وإن وجد ذلك كان نادرا فلا يتعلق به حكم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۵ ،ص ۲۳۰ ،مادة لحية،غسل العنفقة فى الوضوء)

www.idaraghufran.org

غسل کے دوران ڈاڑھی اور اس کے نیچے جلد کے دھونے کا حکم

غسلِ جنابت کرتے وقت ڈاڑھی اور ریش بچہ کے سارے بالوں اور ان کے نیچے جلد تک پانی پہنچانا ضروری ہے، چاہے ڈاڑھی گھنی ہو یا ہلکی۔ [1]

وضو کے دوران مونچھ اور اس کے نیچے جلد کے دھونے کا حکم

وضو میں چہرہ کا دھونا فرض ہے، اور مونچھیں چہرے کی حدود میں واقع ہیں، اس لئے وضو کرتے وقت چہرہ دھونے کے ساتھ ساتھ مونچھوں کے بالوں کا دھونا بھی ضروری ہے۔

اور اگر مونچھوں کے بال ایسے گھنے نہ ہوں، کہ مونچھوں کے بالوں کے نیچے والی کھال کو نہ چھپائیں، تو مونچھوں کے بالوں کے ساتھ ساتھ اُن کے نیچے کی کھال تک پانی پہنچانا بھی ضروری ہے۔

البتہ اگر مونچھوں کے بال ایسے گھنے ہوں کہ مونچھوں کے بالوں کے نیچے والی کھال اُن سے چھپی ہوئی ہو، تو پھر بعض فقہائے کرام کے نزدیک وضو کے دوران مونچھوں کے اوپری حصہ کے بالوں کا دھونا کافی ہے، اندر چھپے ہوئے بالوں اور اُن کی جڑوں اور اسی طرح کھال تک پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

تاہم اگر مونچھیں اتنی لمبی ہوں کہ ہونٹوں کی سُرخی اُن میں چھپی ہوئی ہو، تو پھر مونچھوں میں

---

[1] يجب فى الغسل من الجنابة عند جمهور الفقهاء غسل البشرة تحت اللحية سواء كان الشعر كثيفا أو خفيفا، وذلك لما روى عن على رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل به كذا وكذا من النار قال على :فمن ثم عاديت شعرى، وكان يجز شعره، ولحديث أبى هريرة أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إن تحت كل شعرة جنابة فاغسلوا الشعر، وأنقوا البشر.

والشعر نفسه يجب غسله وإيصال الماء إلى أثنائه حتى ما استرسل منه، وفى وجه عند الحنابلة :لا يجب ذلك، ويجب عند المالكية تخليل شعر اللحية . (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵، ص ۲۳۱، ماده لحية، غسل اللحية فى الغسل من الجنابة)

www.idaraghufran.org

خلال کرنا ضروری ہوگا، تاکہ ہونٹوں تک پانی پہنچ جائے، کیونکہ ہونٹوں کی سرخی مونچھوں کا مقام نہیں، اس لئے وہ معاف نہیں، مگر یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اتنی لمبی مونچھیں رکھنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہے۔ [1]

غسل کے دوران مونچھ اور اس کے نیچے جلد کے دھونے کا حکم

وضو کے دوران مونچھوں کا حکم تو پہلے گزر چکا ہے، جہاں تک غسل کے دوران مونچھوں کا حکم

[1] مندرجہ بالا تفصیل حنفیہ کے مطابق ہے، جبکہ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں۔

اتفق الفقهاء على أنه يجب غسل الشارب مع الوجه في الوضوء ، وعلى أنه يجب غسل بشرة الشارب إذا كان خفيفا بحيث لا يستر شعر الشارب البشرة؛ أي الجلد تحته، فإن لم تغسل البشرة -أي لم يصل الماء إليها -فلا يجزء ذلك في الوضوء

ولكن الفقهاء اختلفوا في وجوب إيصال الماء إلى بشرة الشارب في الوضوء إذا كان الشعر كثيفا يستر البشرة :فذهب الحنفية إلى أنه لا يجب في الوضوء غسل باطن شعر الشارب وإيصال الماء إلى البشرة تحته إذا كان كثيفا، لكن الشارب إذا كان طويلا يستر حمرة الشفتين وجب تخليله لأنه يمنع ظاهرا وصول الماء إلى جميع الشفة أو بعضها، ولا سيما إن كان كثيفا، وتخليله محقق لوصول الماء إلى جميعها.

وذهب المالكية إلى أنه يجب في الوضوء مع غسل الوجه غسل ظاهر الشعر إذا كان كثيفا، ويكره تخليل الشعر الكثيف على ظاهر المدونة.

وذهب الشافعية إلى أنه يجب في الوضوء مع غسل الوجه غسل الشارب ظاهرا وباطنا وإيصال الماء إلى البشرة تحته وإن كثف الشعر؛ لأن كثافته نادرة فألحق بالغالب، والمراد بالظاهر :الطبقة العليا مما يلي الوجه، وبالباطن :خلال الشعر والبشرة التي تحته، وقيل :الظاهر ما ظهر من الجهتين، والباطن ما بينهما وأصول الشعر. وذهب الحنابلة إلى أنه يجب غسل الشارب مع الوجه في الوضوء .فإن كان شعر الشارب كثيفا لا يصف البشرة أجزأ غسل ظاهره، ويسن تخليل الشارب إذا كان كثيفا وغسل باطنه خروجا من خلاف من أوجبه، وقال ابن قدامة :ومن أصحابنا من ذكر في الشارب وجها آخر في وجوب غسل باطنه وإن كان كثيفا؛ لأنه يستر ما تحته عادة، وإن وجد ذلك كان نادرا فلا يتعلق به حكم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵ ،ص۳۱۸ ،مادة شارب)

وفي البقالي :لو قص الشارب لا يجب تخليله، وإن طال يجب تخليله وإيصال الماء إلى الشفتين، وكأن وجهه أن قطعه مسنون فلا يعتبر قيامه في سقوط غسل ما تحته، بخلاف اللحية فإن إعفاء ها هو المسنون، بخلاف ما لو نبتت جلدة لا يجب قشرها وإيصال الماء إلى ما تحتها، بل لو أسال عليها أجزأ؛ لأنه مخير في قشرها؛ إذ لم ينقل فيه سنة والأصل العدم فلم يعتبر قيامها مانعا من الغسل(فتح القدير، ج ۱ ، ص ۱۶ ، كتاب الطهارات)

www.idaraghufran.org

ہے، تو غسل کے دوران مونچھوں کے سارے بالوں کا دھونا اور مونچھوں کے نیچے والی جلد تک پانی پہنچانا ضروری ہے، خواہ مونچھیں گھنی ہوں، یا ہلکی ہوں۔ [1]

تیمّم میں ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنے کا حکم

تیمّم میں چہرے پر ہاتھ پھیرتے وقت چہرے کی حدود میں واقع (نہ کہ چہرہ کی حدود سے باہر) ڈاڑھی کے اوپر کی سطح کے تمام بالوں پر ہاتھ پھیرنا ضروری ہے، اور تیمّم میں ڈاڑھی کے بالوں پر ہاتھ پھیرنا اس کے نیچے کی جلد اور اندر چھپے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرنے کی طرح ہے، اور تیمّم میں ڈاڑھی کے بالوں میں خلال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [2]

وضو یا غسل کے بعد مونچھوں کو مونڈنے یا کاٹنے کا حکم

جس نے وضو یا غسل کرنے کے بعد اپنی مونچھوں کو مونڈا، یا کاٹا تو فقہائے کرام کے نزدیک

---

[1] ذهب الفقهاء إلى أنه يجب في الغسل تعميم الشارب شعرا وبشرة بالماء ، كثيفا كان الشارب أو خفيفا، لقوله صلى الله عليه وسلم :إن تحت كل شعرة جنابة فاغسلوا الشعر وأنقوا البشرة ولما روى علي -رضي الله تعالى عنه -عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال :من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل به من النار كذا وكذا قال علي -رضي الله عنه " :-فمن ثم عاديت شعري ثلاثا "وكان يجز شعره . ولأن الحدث في الغسل من الجنابة عم جميع البدن فوجب تعميمه بالغسل، ولأن ما تحت الشعر بشرة أمكن إيصال الماء إليها من غير ضرر، فلزم كسائر بشرته؛ ولأنه شعر نابت في محل الغسل فوجب غسله؛ ولأن من ضرورة غسل البشرة غسله، فوجب غسله لأن الواجب لا يتم إلا به(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵،ص ۳۱۹،مادة شارب)

[2] يجب في التيمم مسح اللحية مع مسح الوجه عند جميع الفقهاء ، فيمسح على ظاهر الشعر سواء كان الشعر خفيفا أو كثيفا، فلا يجب ولا يندب إيصال التراب إلى الشعر الباطن ولا إلى البشرة لعسره، ولأن المسح مبني على التخفيف.
واشترط الحنفية على الصحيح عندهم، والمالكية والشافعية والحنابلة استيعاب ظاهر شعر الوجه، قال في الدر المختار :حتى لو ترك شعرة لم يجز، قال المالكية :ويجب مسح ما طال من اللحية، ولا يخللها لأن المسح مبني على التخفيف(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص ۲۳۱،مادة لحية، مسح اللحية في التيمم)

www.idaraghufran.org

اس کو نیچے والے بالوں یا جلد کا دوبارہ دھونا یا وضو کا اعادہ کرنا ضروری نہیں۔ [1]

احرام کی حالت میں ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال کاٹنا

احرام کی حالت میں ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال کاٹنا جائز نہیں، خواہ ڈاڑھی کی مقدار ایک مٹھی سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ [2]

---

[1] البتہ شافعیہ کے نزدیک مونچھیں کاٹنے کے بعد وضو کرنا مسنون ہے۔

إذا توضأ فغسل ظاهر لحيته، أو ظاهرها وباطنها، ثم أزالها بحلق أو غيره لم يلزمه إعادة الوضوء على ما صرح به الحنفية وهو الراجح عند المالكية.(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص ۲۲۹ ،مادة لحية،حلق شعر اللحية بعد غسله فى الوضوء)

ذهب الفقهاء إلى أن من توضأ أو اغتسل ثم حلق شاربه أو قصه، لا يلزمه إعادة الوضوء والغسل، ولا يلزمه إعادة غسل محل الحلق أو القص، قال ابن قدامة فيما يشمل هذه الحالة :ومتى غسل هذه الشعور ثم زالت عنه لم يؤثر ذلک فى طهارته، قال يونس بن عبيد :ما زاده ذلک إلا طهارة، وهذا قول أكثر أهل العلم؛ لأن فرض الغسل انتقل إلى الشعر أصلا، بدليل أنه لو غسل البشرة دون الشعر لم يجزه، بخلاف الخفين فإن مسحهما بدل عن غسل الرجلين فيجزء غسل الرجلين دون مسح الخفين .

وحكى عن ابن جرير أن ظهور بشرة الوجه بعد غسل شعره يوجب غسلها قياسا على ظهور قدم الماسح على الخف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵ ،ص ۳۱۹ ،مادة شارب، إعادة التطهر بعد حلق الشارب)

نص الشافعية على أنه يسن الوضوء لمن قص شاربه، وكذلک الغسل(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵ ،ص ۳۲۵ ،ماده شارب، الوضوء والغسل بعد قص الشارب)

[2] لا يجوز للمحرم حلق لحيته فى الإحرام ولا الأخذ منها كثيرا أو قليلا، إلا لعذر إجماعا، وقياسا على تحريم حلق الرأس المنصوص عليه فى قوله تعالى :(ولا تحلقوا رء وسكم حتى يبلغ الهدى محله)

فإن حلق لحيته وهو محرم لعذر أو لغير عذر فعليه دم ، وإن أخذ أقل من ذلک ففيه تفصيل وخلاف يرجع إليه فى مصطلح (إحرام ف) . ويحرم على المحرم دهن لحيته ولو بدهن غير مطيب، ويحرم عليه أيضا تطييبها .

وانظر مصطلح (إحرام ف ،)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص ۲۳۱ ،مادة لحية، ما يتعلق باللحية من الأحكام فى الإحرام)

من محظورات الإحرام بحج أو عمرة إزالة الشعر من جميع بدن المحرم ومنه الشارب، لقول الله عز وجل :(ولا تحلقوا رء وسكم) أى :شعورها، نص على حلق شعر الرأس وعدى إلى شعر سائر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

احرام سے نکلتے وقت ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال کاٹنا

احرام سے نکلنے کے وقت مرد کو سر کے بال منڈانے یا کٹانے کے ساتھ ڈاڑھی کے بالوں کا کاٹنا ضروری نہیں، البتہ مونچھوں کا اور اگر ڈاڑھی ایک مٹھی سے زیادہ مقدار ہو، تو بعض فقہاء کے نزدیک مٹھی سے زائد مقدار کو کاٹ دینا مستحب ہے۔ [1]

فوت شدہ شخص کی مونچھوں اور ڈاڑھی کے کاٹنے کا حکم

جب کوئی شخص حج یا عمرہ کے احرام کی حالت میں فوت ہو جائے، تو اس کی مونچھوں یا جسم کے کسی بھی حصہ کے بالوں کو کاٹنا درست نہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

البدن لأنه فی معناه، إذ حلقه یؤذن بالرفاهیة، وهو ینافی الإحرام، لکون المحرم أشعث أغبر، وقیس علی الحلق النتف والقلع ونحوهما لأن ذلک فی معنی الحلق من حیث إزالة الشعر، وإنما عبر بالحلق فی الآیة الکریمة لأنه هو الغالب ، أما ما یجب فی ذلک فینظر فی (إحرام) (وحلق)(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲۵، ص ۳۲۳، مادة شارب، إزالة الشارب فی الإحرام)

[1] ذهب الشافعیة إلی أنه یندب للمحرم عند تحلله من الإحرام إذا لم یکن برأسه شعر أن یأخذ من شاربه أو من شعر لحیته.

وروی عن عطاء وطاوس أنه یستحب لو أخذ من لحیته شیئا.

وذهب الحنفیة إلی أنه یستحب للمحرم عند تحلله قص أظافره وشاربه واستحداده بعد حلق رأسه ولا یأخذ من لحیته شیئا، ولکن إن أخذ منها لم یجب علیه شیء (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳۵، ص ۲۳۲، مادة لحیة، الأخذ من اللحیة عند التحلل من الإحرام)

[2] إذا مات المحرم بحج أو عمرة فلا یؤخذ من شاربه ولا من شعره شیء ، مراعاة لإحرامه، لأنه یظل علیه، ویبعث یوم القیامة ملبیا کما جاء فی حدیث الأعرابی الذی وقصته ناقته فمات وهو محرم، فقال النبی صلی الله علیه وسلم :اغسلوه بماء وسدر، وکفنوه فی ثوبین، ولا تحنطوه ولا تخمروا رأسه، فإنه یبعث یوم القیامة ملبیا .

وأما غیر المحرم من الموتی فقد اختلف فی الأخذ من شاربه :وللشافعی فی هذه المسألة قولان: قال النووی :یحصل من کلام الشافعیة فی الأخذ من شارب المیت ثلاثة أقوال المختار :أنه یکره، والثانی :لا یکره ولا یستحب، والثالث :یستحب، وهو قول الحنابلة إذا کان الشارب طویلا؛ لقول النبی صلی الله علیه وسلم :اصنعوا بموتاکم ما تصنعون بعرائسکم .ولأن ترکه یقبح منظره، ولأنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اسی طرح کسی شخص کے احرام کے بغیر عام حالت میں فوت ہوجانے کے بعد بھی ڈاڑھی کے بالوں کو، بلکہ جسم کے کسی بھی حصہ کے بالوں کو کاٹنا درست نہیں ہے۔ بخلاف الشافعية. [1]

معتکف کو مسجد میں مونچھیں کاٹنا

معتکف کو مسجد میں اعتکاف کے دوران مونچھوں کو کاٹنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ مسجد بالوں سے ملوّث نہ ہو، مثلاً کوئی کپڑا وغیرہ بچھا لیا جائے، اور اس میں بال جمع کر کے مسجد سے خارج کر دیئے جائیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فعل مسنون فی الحیاۃ لا مضرۃ فیہ فشرع بعد الموت کالغسل، وممن استحبہ :سعید بن المسیب، وابن جبیر، والحسن البصری، وأحمد بن حنبل، وإسحاق بن راھویہ. وممن کرھہ :أبو حنیفۃ، ومالک، والثوری، والمزنی، وابن المنذر، ونقلہ العبدری عن جمھور العلماء .وصرح المحاملی وغیرہ من القائلین بأنہ لا یکرہ الأخذ من شارب المیت بأن الأخذ منہ یکون قبل الغسل.

وقال النووی :ولم یتعرض الجمھور -یعنی جمھور الأصحاب من الشافعیۃ -لدفن ھذہ الأجزاء مع المیت، وقال صاحب العدۃ :ما یؤخذ منھا یصر فی کفنہ، ووافقہ القاضی حسین وصاحب التھذیب فی الشعر المنتف فی تسریح الرأس واللحیۃ، وقال بہ غیرھم.وقال صاحب الحادی :الاختیار عندنا أنہ لا یدفن معہ إذ لا أصل لہ . وقال الحنابلۃ :إذا أخذ الشعر جعل معہ فی أکفانہ؛ لأنہ من المیت فیستحب جعلہ فی أکفانہ کأعضائہ، فیغسل ویجعل معہ(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، ج۲۵،ص ۳۲۴،مادۃ شارب، الأخذ من شارب المیت)

[1] ذھب الحنفیۃ إلی أنہ یکرہ تسریح لحیۃ المیت أو قص شعرہ أو حلقہ لعدم الحاجۃ إلیہ. وقال المالکیۃ :یکرہ حلق شعر المیت الذی لا یحرم حلقہ حال الحیاۃ کشعر الرأس، فإن کان یحرم حلقہ حال الحیاۃ -وھو شعر اللحیۃ -حرم، قال الدردیر :وھو بدعۃ قبیحۃ لم تعھد من السلف.وقال الحنابلۃ :یکرہ تسریح شعرہ رأسا کان أو لحیۃ لأنہ یقطعہ من غیر حاجۃ إلیہ .قالوا. ویحرم حلق رأسہ ولحیتہ.أما الشافعیۃ فیرون أن تسریح لحیۃ المیت غیر المحرم حسن لإزالۃ ما فی أصول الشعر من الوسخ أو بقایا السدر، ویکون ذلک بمشط واسع الأسنان، برفق لیقل الانتتاف .ثم إن أزیل بعض الشعر بحلق أو قص أو تسریح یجعل الزائد مع المیت فی کفنہ(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، ج۳۵،ص ۲۳۳،مادۃ لحیۃ، لحیۃ المیت)

[2] ذھب جمھور الفقھاء إلی أنہ لا یضر فی الاعتکاف أخذ المعتکف من شاربہ إذا لم یلوث المسجد بذلک، لعدم ورود ترک ذلک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا الأمر بہ، والأصل بقاء الإباحۃ.لکن المالکیۃ ذھبوا إلی أنہ یکرہ للمعتکف أن یأخذ من شاربہ فی المسجد، ولو جمع ما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

تعزیر وسزا دینے کے طور پر کسی کی ڈاڑھی مونڈنا

ڈاڑھی کا مونڈنا گناہ اور حرام ہے، اور اس کا مونڈنا مثلہ بنانے میں داخل ہے، جس کی شریعت میں ممانعت آئی ہے، اس وجہ سے کسی کو تعزیر وسزا دینے کے طور پر اس کی ڈاڑھی مونڈنے کو فقہائے کرام نے جائز قرار نہیں دیا۔ [1]

کسی کی زبردستی ڈاڑھی مونڈنے پر دِیت کا حکم

اگر کسی شخص نے زبردستی دوسرے کی ڈاڑھی کو کاٹ دیا یا مونڈ دیا یا اُکھاڑ دیا یا کسی دوا وغیرہ سے صاف کر دیا، تو ایسا کرنا گناہ ہے، لیکن اس میں دیت واجب نہیں ہے۔

البتہ اگر ڈاڑھی کو ایسے طریقہ سے صاف کر دیا کہ اس کے ڈاڑھی اگنے کی صلاحیت ہی جاتی رہی، تو پھر مکمل دیت واجب ہوگی۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يأخذه في ثوبه وألقاه خارج المسجد لحرمته، فإن أخذ من شاربه في المسجد، فإنه يبطل اعتكافه عند القائلين منهم بإبطال الاعتكاف بكل منهى عنه، ولا يبطل اعتكافه عند من خص الإبطال بالكبيرة.

وقالوا :إذا احتاج المعتكف إلى قص شاربه جاز له أن يدنى رأسه لمن يأخذ من شعره ويصلحه، ولا يخرج في ذلك إلى بيته ولا إلى دكان الحجام، لأنه يقدر على ذلك وهو في المسجد .

وقال الحنابلة :يسن صون المساجد عن كل قذر كقص الشارب ونحوه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵، ص ۳۲۵، مادة شارب، أخذ المعتكف من شاربه)

[1] لا يجوز التعزير بحلق اللحية لكونه أمرا محرما في ذاته عند الجمهور، والذين قالوا بأن الحلق في ذاته مكروه، وهو الأصح عند الشافعية، قالوا :لا يجوز التعزير بحلقها(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵، ص۲۳۳، مادة لحية، التعزير بحلق اللحية)

[2] تتفق المذاهب الأربعة على أن من أزال لحية رجل عمدا أو خطأ، بحلق أو نتف أو معالجة بدواء أو غير ذلك، فإنه إن عاد الشعر فنبت كما كان فلا شيء من دية أو غيرها إلا الأدب في العمد.

أما إن لم ينبت الشعر، لفساد منبته، كما لو صب عليه ماء حارا، فقد اختلف الفقهاء فيه:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی مونڈے ہوئے شخص کا پیر یا ولی ہونا

جیسا کہ پیچھے گزر چکا کہ ڈاڑھی منڈانے یا ایک مٹھی سے کم کرنے کا عمل بطورِ خاص جبکہ یہ عمل بار بار دہرایا جائے، کبیرہ گناہ ہے، اور کئی گناہوں کا مجموعہ ہے، اس لیے جو شخص اس عمل کا مرتکب ہو، وہ ولی اللہ کہلائے جانے کا مستحق نہیں۔

لہٰذا آج کل جو کئی لوگ ڈاڑھی منڈا کر یا ایک مٹھی سے کم کرا کر رکھتے ہیں، اور وہ اپنے آپ کو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فذهبت الحنفية والحنابلة إلى أن فيها دية كاملة إن أذهبها كلها، سواء كانت خفيفة أو كثيفة، قالوا: لأنه أزال الجمال على الكمال، وفي نصفها نصف الدية .ثم قال الحنفية :وما كان أقل من ذلك ففيه حكومة عدل، وفي قول عندهم :تجب كل الدية لأنه في الشين فوق من لا لحية له أصلاء قال في شرح الكافي :هو الصحيح.

وقال الحنابلة :يعتبر قدر الذاهب منها بالمساحة، فيعطى من الدية بنسبة ذلك.

قال الحنفية :ولا شيء في إذهاب لحية كوسج على ذقنه شعرات معدودة، قالوا :لأنها تشينه ولا تزينه.

ولو كان على خده أيضا ولكنه غير متصل فحكومة عدل لأن فيه بعض الجمال، ولو متصلا ففيه كل الدية، لأنه ليس بكوسج وفيه معنى الجمال.

وقال الحنابلة :إن أزالها وبقي منها ما لا جمال فيه فعليه الدية كاملة لإذهابه المقصود منه كله.

واستدلوا على إيجاب الدية في شعر اللحية بقول علي وزيد بن ثابت رضي الله عنهما " :في الشعر الدية ."

ويؤجل سنة ليتحقق من عدم نباتها، فإن مات فيها فعند أبي حنيفة تسقط الدية، وقال الصاحبان: فيها حكومة عدل.

وإن نبت الشعر أبيض قال أبو حنيفة كذلك :لا شيء فيها، وقال الصاحبان :فيها حكومة عدل.

فإن عاد الشعر فنبت بعد أن أخذ المجني عليه ما فيه من دية أو بعضها أو حكومة العدل رده، وإن لم يعد ورجي عوده انتظر ما يقوله أهل الخبرة.

وذهب المالكية والشافعية إلى أنه لا تجب الدية في إذهاب شعر اللحية بل فيه حكومة عدل(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵، ص۲۳۳، مادة لحية، الدية أو الأرش في إتلاف شعر اللحية)

ذهب الفقهاء إلى أنه يجب بالجناية على الشارب حكومة عدل، لأن الشارب تبع للحية فصار كبعض أطرافها .وللتفصيل ينظر (حكومة عدل)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵، ص ۳۲۵، مادة شارب، الجناية على الشارب)

www.idaraghufran.org

ولی اللہ ظاہر کرتے ہیں، اور پیر وگدی نشین وغیرہ کہلواتے ہیں، وہ شرعی تعلیمات کی روشنی میں ولی اللہ نہیں ہیں۔

خوب سمجھ لینا چاہیے کہ ولی وہ ہوتا ہے، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری طرح متبع ہو، جس کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء اللہ ان کو قرار دیا ہے، جو پانچوں نمازوں کو قائم کرنے والے (یعنی پانچوں نمازوں کی اُن کی شرائط وآداب اور پابندی کے ساتھ ادائیگی کرنے والے) رمضان کے روزوں کی اخلاص کے ساتھ پابندی کرنے والے، اور خوشدلی واخلاص کے ساتھ زکاۃ ادا کرنے والے، اور کبیرہ گناہوں سے بچنے والے ہوں، جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

اور پھر ایک سوال کرنے والے کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کبیرہ گناہوں کا بھی تذکرہ فرمایا (طبرانی) [1]

اور ڈاڑھی منڈانے اور ایک مٹھی سے کم کرانے اور بطورِ خاص یہ عمل بار بار دہراتے اور کراتے

---

[1] عن عبد الحميد بن سنان، أنه حدثه عبيد بن عمير الليثي، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع: إن أولياء الله المصلون ومن يقيم الصلوات الخمس التي كتبهن الله على عباده، ويصوم رمضان ويحتسب صومه ويؤتي الزكاة طيبة بها نفسه يحتسبها، ويجتنب الكبائر التي نهى الله عنها فقال رجل من أصحابه: يا رسول الله، وكم الكبائر؟ قال: هي تسع أعظمهن الإشراك بالله، وقتل المؤمن بغير حق، والفرار يوم الزحف، وقذف المحصنة، والسحر، وأكل مال اليتيم، وأكل الربا، وعقوق الوالدين المسلمين، وإحلال البيت الحرام قبلتكم أحياء وأمواتا، لا يموت رجل لم يعمل هذه الكبائر، ويقيم الصلاة، ويؤتي الزكاة إلا رافق محمدا صلى الله عليه وسلم في بحبوحة جنة أبوابها مصاريع الذهب (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۰۱، ج۱۷ ص۴۷، واللفظ لهٗ؛ سنن الكبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ۶۷۲۳؛ مستدرک حاكم، رقم الحديث ۷۶۶۶)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

قال الهيثمي: قلت عند أبي داود بعضه -وقد رواه الطبراني في الكبير ورجاله موثقون، مجمع الزوائد، جزء ۱ صفحة ۴۸)

www.idaraghufran.org

رہنے کے کبیرہ گناہ ہونے کے دلائل اپنے مقام پر ذکر کیے جا چکے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دین کی صحیح سمجھ اور راہِ ہدایت عطا فرمائیں، اور ہر قسم کی گمراہی اور فتن وشرور سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔ فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

۲۳/ ربیع الآخر/ ۱۴۳۰ھ بمطابق 20/ اپریل/ 2009ء، بروز پیر

نظرِ ثانی اضافہ واصلاح

مؤرخہ: ۲۴/ محرم الحرام/ ۱۴۳۴ھ 09/ دسمبر/ 2012ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

Idara Ghufran

ضمیمہ

ڈاڑھی و مونچھوں سے متعلق چند غیر معتبر و غیر مستند احادیث

ڈاڑھی اور مونچھوں سے متعلق بعض غیر مستند یا ضعیف احادیث و روایات کا پیچھے متعلقہ مقامات کے حواشی میں ذکر گزر چکا ہے، مزید چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بلا تحقیق ہر سنی ہوئی بات کو آگے نقل کر دینا، خصوصاً کسی بات کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا سخت خطرناک طرزِ عمل ہے، اور احادیث میں اس کی ممانعت اور اس پر سخت عذاب کی وعیدیں اور دھمکیاں آئی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سُنی ہوئی بات کو بیان کر دے (مسلم، ابوداؤد)

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس قسم کی حدیث مروی ہے۔ [2]

---

[1] باب النهى عن الحديث بكل ما سمع؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۴۹۹۲، باب فى التشديد فى الكذب؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۳۰.

فى حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط الصحيح، وأخرجه مسلم فى مقدمة صحيحه.

[2] عن أبى أمامة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :كفى بالمرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع، وكفى بالمرء من الشح أن يقول آخذ حقى لا أترك منه شيئا (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۲۱۹۶)

قال الحاكم: هذا إسناد صحيح فإن آباء هلال بن العلاء أئمة ثقات وهلال إمام أهل الجزيرة فى عصره"

وقال الذهبى فى التلخيص: صحيح وآباء هلال ثقات.

www.idaraghufran.org

اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ارشاد بھی اسی طرح سے مروی ہے۔ [۱]

ہر سُنی ہوئی بات کا سچا ہونا ضروری نہیں، بلکہ بہت سی باتیں جھوٹی بھی ہوتی ہیں، لہٰذا جب تک کسی بات کے سچ ہونے کا یقین یا غالب گمان اور اس پر اطمینان نہ ہو، تو اُس کو بیان کرنا درست نہیں۔ [۲]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ (بخاری) [۳]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، پس بے شک جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا تو اسے چاہیے کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے (بخاری)

---

[۱] عن أبي عثمان النهدي، قال: قال عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه: بحسب المرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع (مسلم، رقم الحديث ٥"٥")
حدثنا محمد بن المثنى، قال: حدثنا عبد الرحمن، قال: حدثنا سفيان، عن أبي إسحاق، عن أبي الأحوص، عن عبد الله، قال: بحسب المرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع (مسلم، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع)

[۲] (كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع) أي إذا لم يتثبت لأنه يسمع عادة الصدق والكذب فإذا حدث بكل ما سمع لا محالة يكذب والكذب الإخبار عن الشيء على غير ما هو عليه وإن لم يتعمد لكن التعمد شرط الإثم. قال القرطبي: والباء في بالمرء زائدة هنا على المفعول وفاعل كفى أن يحدث وقد تزاد الباء على فاعل كفى كقوله تعالى (وكفى بالله شهيدا) (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٦٢٤٢، حرف الكاف)
(كفى بالمرء من الكذب) كذا هو في خط المؤلف وفي رواية العسكري: كفى بالمرء من الكذب كذبا (أن يحدث بكل ما سمع) أي لو لم يكن للرجل كذب إلا تحدثه بكل ما سمع من غير مبالاة أنه صادق أو كاذب لكفاه من جهة الكذب لأن جميع ما سمعه لا يكون صدقا وفيه زجر عن الحديث بشيء لا يعلم صدقه (وكفى بالمرء من الشح أن يقول) لمن له عليه دين (آخذ حقي) منه كله بحيث (لا أترك منه شيئا) ولو قليلا فإن ذلك شح عظيم ومن ثم عد الفقهاء مما ترد به الشهادة المضايقة في التافه وهذا عد من الحكم والأمثال (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٦٢٤٤، حرف الكاف)

[۳] رقم الحديث ١٠٦، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبى صلى الله عليه وسلم.

www.idaraghufran.org

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے کوئی جھوٹی حدیث بیان کرنا سخت وبال کی بات ہے، اور اسی وجہ سے احادیث کے بیان کرنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

محدثینِ عظام نے اسی وجہ سے احادیث کی سندیں محفوظ کرنے کا اہتمام کیا ہے، اور احادیث کی سند میں آنے والے راویوں کی خوب اچھی طرح تحقیق کی ہے۔

آج کل احادیث کے بیان کرنے میں غفلت پائی جاتی ہے، اور بلا تحقیق احادیث کو نقل و بیان کرنے میں جرأت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، جو کہ بہت خطرناک بات ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۲۹۱، كتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت.

[2] الأسئلة والأجوبة: منها ما قيل: التبوء إن كان إلى الكاذب فلا شك أنه لا يبوء نفسه وله إلى تركه سبيل، وإن كان إلى الله فأمر العبد بما لا سبيل له إليه غير جائز. أجيب: بأنه بمعنى الدعاء أي: بوأه الله كما ذكرنا. ومنها ما قيل: ذلك عام في كل كذب أم خاص؟ أجيب بأنه اختلف فيه، فقيل: معناه الخصوص أي: الكذب في الدين كما ينسب إليه تحريم حلال أو تحليل حرام، وقيل: كان ذلك في رجل بعينه كذب على الرسول صلى الله عليه وسلم وادعى عند قوم أنه بعثه إليهم ليحكم فيهم، واحتجاج الزبير، رضي الله عنه، ينفي التخصيص، فهو عام في كل كذب ديني ودنيوي. ومنها ما قيل: من قصد الكذب على الرسول صلى الله عليه وسلم ولم يكن في الواقع كذب هل يأثم؟ أجيب: بأنه يأثم، لكن لا بسبب الكذب بل بسبب قصد الكذب، لأن قصد المعصية معصية إذا تجاوز عن درجة الوسوسة، فلا يدخل تحت الحديث. ومنها ما قيل: لم توقف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس لئے اس مرتبہ کی اشاعت میں ضمیمہ کے طور پر ڈاڑھی اور مونچھوں سے متعلق چند غیر معتبر اور غیر مستند یا شدید ضعیف احادیث وروایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ [1]

(۱).....ریش بچہ (یعنی عنفقہ) کے کاٹنے کی حدیث

ایک حدیث میں ''عنفقہ'' یعنی ریش بچہ کو کاٹنے کا حکم آیا ہے۔ [2]

مگر اس حدیث کو محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الزبير، رضى الله تعالى عنه، فى الرواية والإكثار منها؟ أجيب :لأجل خوف الغلط والنسيان، والغالط والناسى، وإن كان لا إثم عليه، فقد ينسب إلى التفريط لتساهله أو نحوه وقد يتعلق بالناسى حكم الأحكام الشرعية :كغرامات المتلفات، وانتقاض الطهارات .قلت :وأما من أكثر منهم فمحمول على أنهم كانوا واثقين من أنفسهم بالتثبت، أو طالت أعمارهم فاحتيج إلى ما عندهم، فسئلوا، فلم يمكنهم الكتمان، رضى الله تعالى عنهم .ومنها ما قيل :إن قوله (من كذب على) هل يتناول غير العامد أو المراد منه العامد؟ أجيب :بأنه أعم من العامد وغيره، ولم يقع فيه العمد فى رواية البخارى وفى طريق ابن ماجه :(من كذب على متعمدا) ، وكذا وقع للإسماعيلى من طريق غندر عن شعبة نحو رواية البخارى والاختلاف فيه على شعبة، وقد أخرجه الدارمى من طريق أخرى عن عبد الله بن الزبير بلفظ :(من حدث عنى كذبا) ، ولم يذكر العمد، فدل ذلك أن المراد منه العموم وقال بعض الحفاظ :المحفوظ فى حديث الزبير حذف لفظة :متعمدا، ولذلك جاء فى بعض طرقه فقال :ما لى لا أراك تحدث وقد حدث فلان وفلان وابن مسعود؟ فقال :والله يا بنى ما فارقته منذ أسلمت، ولكن سمعته يقول :(من كذب على فليتبوأ مقعده من النار) ، والله ما قال متعمدا وأنتم تقولون .متعمدا .قال أبو الحسن القابسى :لم يذكر فى حديث على والزبير :متعمدا، فمن أجل ذلك هاب بعض من سمع الحديث أن يحدث الناس بما سمع .فإن قلت :إذا كان عاما ينبغى أن يدخل فيه الناسى أيضا .قلت :الحديث بعمومه يتناول العامد والساهى والناسى فى إطلاق اسم الكذب عليهم، غير أن الإجماع انعقد على أن الناسى لا إثم عليه، والله أعلم(عمدة القارى، ج۲ ص ۱۵۲ ، كتاب العلم،باب إثم من كذب على النبى صلى الله عليه وسلم)

[1] البتہ بعض روایات میں کسی صاحبِ علم کا یہ اختلاف ممکن ہے کہ وہ اس کے نزدیک شدید ضعیف کے بجائے صرف ضعیف ہو۔

[2] حدثنا عبيدة بن حميد، حدثنى ثوير، عن مجاهد، عن ابن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :خذوا من هذا ودعوا هذا يعنى :شاربه الأعلى، يأخذ منه، يعنى العنفقة(مسند أحمد، رقم الحديث ۵۳۲۶)

[3] فى حاشية مسند احمد:

إسناده ضعيف جداً لضعف ثوير -وهو ابن أبى فاختة -، قال الدارقطنى وعلى ابن الجنيد :متروك. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں عنفقہ یعنی رِیش بچہ کا ڈاڑھی کے ساتھ رکھنا ثابت ہے، اوراس کو کاٹنا منع ہے، جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

(۲).....ریش بچہ (یعنی عنفقہ) سے تیل لگانے کے آغاز کی حدیث

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈاڑھی میں تیل لگاتے وقت ریش بچہ سے آغاز کرنے کا ذکر آیا ہے۔ [۱]

مگراس روایت کو محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه الطبرانی فی "الکبیر(۱۳۴۷۶)"وابن عدیَ فی "الکامل"۵۳۴/۲ من طریق عبیدة بن حمید، بهذا الإسناد.

ولفظه عند الطبرانی" :خذوا من هذا ودعوا هذا "یعنی یأخذ من عنفقته، ویدع لحیته.

ولفظه عند ابن عدی":خذوا من هذا -وأشار أبو معمر بیده إلی شاربه -، ودعو هذا - یعنی العنفقة "وقال عقبه :ضعفه -یعنی ثویرا -، جماعة کما ذکرت، وأثر الضعف بَین علی روایاته.وانظر ما سلف برقم(۴۶۵۴).

العنفقة :قال ابن الأثیر :الشعر الذی فی الشفة السفلی، وقیل :الشعر الذی بینها وبین الذقن، وأصل العنفقة :خفة الشیء وقلته.

وقال السندی :قوله :یعنی العنفقة، کأنه تفسیر لقوله :دعوا من هذا بعد تفسیر قوله : خذوا من هذا.

وقال الشیخ أحمد شاکر :والنص الذی هنا غیر واضح تماماً، ولکن المراد منه مفهوم، أن یأخذ من شاربه الأعلی، ویاع العنفقة، لأنها من اللحیة أو فی حکم اللحیة.

[۱] حدثنا محمد بن المرزبان نا محمد بن مقاتل الرازی نا عیسی بن إبراهیم القرشی عن الحکم بن عبد الله بن سعد الأیلی عن الزهری عن سعید بن المسیب عن عائشة أن رسول الله صلی الله علیه و سلم کان إذا دهن لحیته بدأ بعنفقته (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۷۶۲۹)

[۲] محدثین نے اس روایت کے ایک راوی حاکم بن عبداللہ کو شدید ضعیف قرار دیا ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ سے ان کی تمام احادیث کا موضوع ومن گھڑت ہونا مروی ہے۔

قال الهیثمی:

رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه الحکم بن عبد الله بن سعید الایلی ضعیف جدا قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۳).....مونچھوں کے کناروں کے چھوڑے رکھنے کی حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں فلقتین یا قلفتین (یعنی مونچھوں کے دونوں طرف کے کناروں کو) کو چھوڑے رکھنے کا حکم آیا ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أحمد أحاديثه كلها موضوعة(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۸۷۳، باب ما جاء فی الدهن)

و قال ابن حجر:

الحكم بن عبد الله بن سعد الأيلي أبو عبد الله :عن القاسم والزهری كان ابن المبارک شديد الحمل عليه وقال أحمد :أحاديثه كلها موضوعة وقال ابن معين :ليس بثقة وقال السعدی وأبو حاتم :كذاب وقال النسائی والدارقطنی وجماعة :متروک الحديث وقد جعل غير واحد ترجمته والذی قبله يعنی أبا سلمة العاملی واحدة وما ذاک ببعيد انتهی .والعاملی أخرج له ابن ماجة وقال البخاری فی الأيلي .تركوه كان ابن المبارک يوهنه البتة وفی رواية يضعفه ونهی أحمد عن حديثه وقال مسلم فی الكنی :منكر الحديث وقال ابن يونس فی تاريخ مصر :سمع من أنس بن مالک وهو مولی الحارث بن الحكم بن أبی العاص وهو منكر الحديث وكذا قال ابن ماكولا والصواب عندی التفرقة بين الأيلي وأبی سلمة العاملی وقد فرق أيضاً بينهما ابن عساكر فی تاريخه وذكر أن ابن عدی جمع بينهما ووهم فی ذلک وهما اثنان بلا شک(لسان الميزان ، ج۳ ص۲۴۴ ،رقم الترجمة ۲۶۹۰)

[۱] حدثنا محمد بن النضر الأزدی قال :نا بشر بن الوليد قال :نا سليمان بن داود اليمامی، عن يحيى بن أبی كثير، عن أبی سلمة،عن أبی هريرة قال :قال رسول الله صلی الله عليه وسلم :وفروا اللحی، وخذوا من الشوارب، وانتفوا الآباط، واحذروا الفلقتين(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۵۰۶۲)

حدثنا عبد الله بن محمد بن إسحاق السمری ثنا بشر بن الوليد ثنا سليمان بن داود عن يحيى بن أبی كثير عن أبی سلمة عن أبی هريرة أن امرأة قالت يا رسول الله من أبر قال أمک قالت ثم من قال ثم أمک قالت ثم من قال ثم أمک قالت ثم من قال ثم والدک وبإسناده عن أبی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من بنی لله بيتا يعبد الله فيه من مال حلال بنی الله له بيتا فی الجنة من در وياقوت وبإسناده قال رسول الله صلی الله عليه وسلم وفروا اللحی وخذوا من الشوارب وانتفوا الإبط وقصوا الأظافير وأحدوا القلفتين (الكامل فی ضعفاء الرجال، ج۳، ص۲۷۲، تحت ترجمة سليمان بن داود البجلی اليمامی)

القُلْفَتان طرَفا الشارِبَيْن مما يَلِی الصِّمَاغَين وهما الغُلْفَتان ابن دريد(المخصص لابن سيده، ج ۱، ص۱۲۳ ،الشفة وما يليها من الذقن)

www.idaraghufran.org

مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس روایت کی سند میں سلیمان بن داؤد یمامی ہیں، جن پر محدثین نے غیر معمولی جرح فرمائی ہے۔ [1]

(۴)..... عقل کو لمبی ڈاڑھی میں تلاش کرنے کی حدیث

ایک روایت میں لمبی ڈاڑھی کو قلتِ عقل کی دلیل یا آدمی کی عقل کو اس کی لمبی ڈاڑھی میں شمار یا تلاش کرنے کا ذکر آیا ہے۔

مگر اس کی سند کو محدثین نے موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] وفروا اللحى ، وخذوا من الشوارب ، وانتقوا الإبط ، وقصوا الأظافر ، وأحدوا القلفتين .رواه سليمان بن داود اليمامي :عن يحيى ، عن أم سلمة ، عن أبى هريرة . وسليمان هذا ليس بشيء .(ذخيرة الحفاظ،لمحمد بن طاهر المقدسى، رقم الحديث ۵۹۳۷، ج۵ص ۲۵۵۳)

سليمان بن داود اليمامى أبو الجمل :صاحب يحيى بن أبى كثير قال ابن :معين ليس بشيء وقال البخارى منكر الحديث وقد مر لنا أن البخارى قال من قلت فيه منكر الحديث فلا تحل رواية حديثه وقال بن حبان ضعيف وقال آخر متروك(لسان الميزان لابن حجر ،ج۴ ص ۱۴۰ ، تحت رقم الترجمة ۳۶۰۱)

سليمان بن داود اليمامى، يروى عن يحيى بن أبى كثير، روى عنه سعيد بن سليمان وبشر بن الوليد الكندى، يقلب الاخبار وينفرد بالمقلوبات عن الثقات، روى عن يحيى بن أبى كثير عن أبى سلمة عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال " :من بنى لله عزوجل بيتا من حلال بنى الله له بيتا فى الجنة من در وياقوت ."

روى عنه بشر بن الوليد الكندى، سمعت محمد بن محمود يقول :سمعت الدارمى يقول :سمعت يحيى بن معين يقول :سليمان بن داود ليس بشيء.

قال الدارمى، أرجو أنه ليس كما قال يحيى، فإن يحيى بن حمزة روى عنه أحاديث حسانا.كأنها مستقيمة. قال أبو حاتم، هذا شيئ قد اشتبه على شيوخنا لاتفاق الاسمَيْن، أما سليمان بن داود اليمامى الذى يروى عن الزهرى ويحيى بن أبى كثير فهو ضعيف كثير الخطأ(المجروحين لابن حبان، ج ۱ ، ص۳۳۴،رقم الترجمة ۴۱۹)

[2] حديث :طول اللحية دليل قلة العقل.

يروى عن عمرو بن العاص رفعه :اعتبروا عقل الرجل فى ثلاث فى طول لحيته، وكنيته، ونقش خاتمه، أسنده الديلمى، وهو واه، (المقاصد الحسنة ،ج ۱ ص۴۴۳، رقم الحديث ۶۶۵، حرف الطاء المعجمة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ غیر معمولی لمبی ڈاڑھی کی وجہ سے عقل میں کمی واقع ہونے سے متعلق حکماء وعقلاء کے اقوال منقول ہیں، جن کا پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔

(۵).....ہلکی ڈاڑھی کے مومن کی سعادت ہونے کی حدیث

ایک روایت میں ہلکی ڈاڑھی کو مومن کی سعادت قرار دیا گیا ہے۔ [۱]

مگر اس روایت کی سند کو محدثین نے موضوع ومنکر قرار دیا ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ اعْتَبِرُوا عَقْلَ الرَّجُلِ فِی طُولِ لحیته وَنقش خَاتمه وكنيته فِيهِ يزِيد مضعف وَقيل مكذب(تذكرة الموضوعات للفتنی، ج ۱، ص ۳۰،باب العقل والبلاهة وكون الإنسان خيرا من ألف مثله وإن العاقل هو المطيع لا السخی ولو حاتما) موضوع : ذكره السيوطی فی "ذيل الأحاديث الموضوعة "من رواية ابن عساكر بسنده عن عثمان بن عبد الرحمن الطرائفی عن يزيد بن سنان الأشعری عن أبی دوس الأشعری قال :كنا عند معاوية جلوسا إذ أقبل علينا رجل طويل اللحية ، فقال معاوية : أيكم يحفظ حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم فی طول اللحية ، فسكت القوم ، فقال معاوية :لكنی أحفظه ، فلما جلس الرجل قال معاوية :أما اللحية فلسنا نسأل عنها إسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :فذكره ، قال :فما كنوتک ؟ قال :أبو كوكب الدری ، قال :فما نقش خاتمک ؟ قال :و تفقد الطير ، فقال :ما لی لا أری الهدهد أم كان من الغائبين ، فقال :وجدنا حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم حقا ، قال السيوطی :يزيد ضعيف ، و الطرائفی كذبه ابن نمير (سلسلة الاحاديث الضعيفة تحت رقم الحديث رقم ۲۷۲)

[۱] ثنا عمر بن سنان ثنا عبد الرحمن بن عمرو الحرانی ثنا سكين بن ميمون أبو سراج عن المغيرة بن سويد الكوفی عن شيخ من النخع قال لقينی عكرمة فقال لی شعرت ان بن عباس قال عن النبی صلى الله عليه وسلم من سعادة المرء خفة لحيته (الكامل لابن عدی،جزء۸صفحة ۵۰۷،تحت رقم الترجمة ۲۰۷۳)

ثنا أبو خولة ميمون بن مسلمة البهرانی ثنا عبد الرحمن بن عبيد الله الحلبی ثنا أبو داود النخعی عن حطان بن خفاف أبی الجويرية عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأس العقل بعد الإيمان بالله مداراة الناس ومن سعادة المرء خفة لحيته (الكامل لابن عدی،جزء۴ صفحة ۲۲۶،تحت رقم الترجمة ۷۳۳)

[۲] قال الهيثمی:

وعن ابن عباس عن النبی صلى الله عليه وسلم قال من سعادة المؤمن خفة لحيته.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی کا گھنا یا ہلکا ہونا غیر اختیاری چیز ہے، اس پر سعادت مندی کا دار و مدار نہیں ہے، جہاں تک کہ ڈاڑھی کی لمبائی اور چوڑائی کی حدود کا تعلق ہے، تو اس کی شریعت کی طرف سے تعیین کر دی گئی ہے۔

لہٰذا اس کے مطابق ڈاڑھی کا رکھنا سعادت مندی کی دلیل ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رواه الطبراني وفيه يوسف بن الفرق قال الازدى كذاب (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۸۳۱، باب ما جاء فى الشعر واللحية)

و قال ابن عدى:

أنا عمر بن سنان ثنا الحسين بن المبارک ثنا بقية ثنا ورقاء بن عمر عن أبى الزناد عن الأعرج عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال إن رأس العقل التحبب إلى الناس وإن من سعادة المرء خفة لحيته قال الشيخ وهذا أيضا منكر بهذا الإسناد والحسين بن المبارک لا أعرف له من الحديث غير ما ذكرته ولعل إن كان له غيره فيكون شيئا يسيرا وأحاديثه مناكير (الكامل لابن عدى، جزء ۳ صفحة ۲۳۹، رقم الترجمة ۴۹۳)

و قال الخطيب البغدادى:

أخبرنا أبو سعد الماليني -قراءة -أخبرنا أبو حامد أحمد بن إبراهيم بن أحمد نيسابور حدثنا محمد بن إسحاق بن خزيمة حدثنا على بن حجر قال :حدثنا يوسف بن الغرق عن سكين بن أبى سراج.

وأخبرنا الحسن بن على الجوهرى أخبرنا أبو عبيد الله المرزبانى حدثنا محمد بن مخلد حدثنا أبو الحسن على بن الحسين بن اشكاب حدثنا يوسف بن الغرق قال: حدثنا سكين بن أبى سراج والمغيرة بن سويد عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من سعادة المرء خفة لحيته "قرأت فى كتاب أبى الحسن بن الفرات -بخطه -أخبرنا محمد بن العباس الضبى الهروى حدثنا يعقوب بن إسحاق بن محمود الفقيه قال :قال أبو على صالح بن محمد قال بعض الناس :إنما هو تصحيف إنما هو "من سعادة المرء خفة لحييه بذكر الله . "

وسكين مجهول منكر الحديث والمغيرة بن سويد أيضاً مجهول ولا يصح هذا الحديث ويوسف بن الغرق منكر الحديث ولا تصح لحيته ولا لحييه .(تاريخ بغداد، جزء ۱۴ صفحة ۲۹۹ الىٰ ۳۰۰)

و قال ابن حجر:

قلت :حدث بقية عن أبى الفضل عن مكحول عن ابن عباس بحديث من سعادة المرء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۶).....ڈاڑھی کٹانے کے قومِ لوط کی خصلت ہونے کی حدیث

ایک روایت میں دس خصلتوں کو ذکر کرتے وقت ڈاڑھی کٹانے کو قومِ لوط کی خصلتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خفة لحيته قال أبو حاتم هذا موضوع(لسان الميزان، ج ۹ ص ۱۴۲، رقم الترجمة ۹۰۲۲)

و قال ابن طاهر المقدسي:

من سعادة المرء خفة لحيته فيه سكين بن أبي سراج يروى الموضوعات عن الإثبات (كتاب معرفة التذكرة،ص۱۹۸ ، تحت رقم الحديث ۷۱۸)

و قال ابو عبد الله محمد بن احمد بن عثمان:

الحسين بن المبارک الطبراني. عن إسماعيل بن عياش.

قال ابن عدى :متهم، ثم ساق له عن إسماعيل، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة - مرفوعا :ليؤمكم أحسنكم وجها، فإنه أحرى أن يكون أحسنكم خلقا . وقال :قوا بأموالكم أعراضكم.

وله :حدثنا بقية، حدثنا ورقاء ، عن أبي الزناد، عن الاعرج، عن أبي هريرة -مرفوعا: من سعادة المرء خفة لحيته.

وهذا كذب(ميزان الاعتدال، ج ۱ ص ۵۴۸، تحت رقم الترجمة: ۲۰۵۶)

و قال المناوى:

(طب) عن محمد بن محمد المروزى عن على بن حجر عن يوسف بن الفرق عن سكين ابن أبي سراج عن المغيرة بن سويد عن ابن عباس قال الهيثمى :فيه يوسف بن الفرق قال الأزدى :كذاب (عد) عن ميمون بن سلمة عن عبد الرحمن بن عبيد الله الحلى عن أبي داود النخعى عن خطاب بن خفاف (عن ابن عباس) قال ابن الجوزى : موضوع المغيرة مجهول وسكين يروى الموضوعات عن الأثبات ويوسف كذاب وسويد ضعفه يحيى وقال النخعى :وضاع وقال الخطيب :يوسف منكر الحديث قال : ولا يصح لحيته ولا لحييه وفى الميزان :هذا الحديث كذب ووافقه الحافظ فى اللسان(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۸۲۵۱)

[1] أخبرنا أبو الفضل الكلابى وأبو تراب المقرء وأبو الحسن الخشوعى إذنا قالوا أنبأنا أبو بكر الخطيب لفظا أنبأنا أبو الحسن بن رزقوية أنبأنا عثمان بن أحمد بن عبد الله وأحمد بن سندى قالا حدثنا الحسن بن على حدثنا إسماعيل بن عيسى أنبأنا إسحاق بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مگر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی سند انتہائی کمزور ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بشر أخبرني سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن الحسن قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) عشر خصال عملتها قوم لوط بها أهلكوا وتزيدها أمتي بخلة :إتيان الرجال بعضهم بعضا ورميهم بالجلاهق والخذف ولعبهم بالحمام وضرب الدفوف وشرب الخمور وقص اللحية وطول الشارب والصفير والتصفيق ولباس الحرير وتزيدها أمتي بخلة إتيان النساء بعضهن بعضا(تاريخ دمشق لابن عساكر، ج ۵۰، ۳۲۲، تحت الترجمه: لوط بن هاران ويقال بن اهرن بن تارخ وهاران هو أخو إبراهيم خليل الله بن تارخ)

[1] چنانچہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسحاق بن بشر ہیں، جیسا کہ مذکورہ سند سے ظاہر ہے، اور ان کی احادیث کو محدثین نے منکر اور غیر محفوظ اور موضوع وغیرہ قرار دیا ہے۔

قال ابن عدی:

قال الشيخ وهذه الأحاديث مع غيرهما مما يرويه إسحاق بن بشر هذا غير محفوظة كلها وأحاديثه منكرة اما إسنادا أو متنا لا يتابعه أحد عليها(الكامل لابن عدی، ج ۱، ص ۵۴۹، تحت الترجمة : إسحاق بن بشر أبو حذيفة البخاری)

و قال الذهبی:

أبو حذيفة إسحاق بن بشر بن محمد الهاشمي .

الشيخ، العالم، القصاص، الضعيف، التالف، أبو حذيفة إسحاق بن بشر بن محمد بن عبد الله بن سالم الهاشمي مولاهم، البخاری، مصنف كتاب (المبتدأ)، وهو كتاب مشهور في مجلدتين، ينقل منه ابن جرير فمن دونه، حدث فيه ببلايا وموضوعات.

عن :الأعمش، وابن أبي خالد، وابن جريج، وابن إسحاق، وعبد الله بن طاووس، وجويبر بن سعيد، ومقاتل بن سليمان، وعدد كثير.

وعنه :سلمة بن شبيب، وأحمد بن حفص، ومحمد بن يزيد النيسابوريون، ومحمد بن قدامة البخاری، وإسماعيل بن عيسى العطار، وعلى بن حرب الجنديسابوری .

قال مكي بن عبدان :حدثنا محمد بن عمر الداربجردی ، حدثنا أبو حذيفة البخاری - ثقة -عن ابن جريج، عن ابن أبي مليكة، عن ابن عباس:

عن النبي -صلى الله عليه وسلم -قال :(من طاف بالبيت، فليستلم الأركان كلها .

قلت :لا يفرح بتوثيق هذا الرجل، فالحديث -كما تشاهد -باطل.

قال مسلم :أبو حذيفة تركوا حديثه

وقال ابن المدينی :كذاب، كان يحدث عن ابن طاووس، وابن طاووس مات قبل أن يولد.

وقال الدارقطنی :متروك الحديث.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی منڈانے کا اگر قومِ لوط میں رواج ہو، تو اس کا امکان موجود ہے، لیکن ہماری بحث اس بات کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے یا حدیث ہونے کے اعتبار سے ہے، جس پر کلام گزر چکا ہے۔

(۷).....ڈاڑھی کی لمبائی سے بال کاٹنے کی ممانعت کی حدیث

ایک حدیث میں ڈاڑھی کی لمبائی سے بال کاٹنے کی ممانعت مذکور ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال أحمد بن سيار :يروى عمن لم يدرک، وكان يزن بحفظ .

وقال ابن حبان :كان يضع الحديث على الثقات، قد روى عن :الثورى، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة:عن النبى -صلى الله عليه وسلم :-(مرض يوم يكفر ثلاثين سنة .

قلت :خلط ابن حبان ترجمة هذا بترجمة إسحاق بن بشر الكاهلى الكوفى؛ أحد الهلكى أيضا .

مات أبو حذيفة :ببخارى، فى رجب، سنة ست ومائتين .قاله :غنجار(سير اعلام النبلاء، ج ۹، ص۴۷۷،تحت رقم الترجمة: ۱۷۷)

و قال ابن حجر:

إسحاق بن بشر أبو حذيفة البخارى صاحب كتاب المبتدأ تركوه وكذبه على بن المدينى وقال ابن حبان لا يحل كتب حديثه إلا على جهة التعجب وقال الدارقطنى كذاب متروک(لسان الميزان، ج۲ ص۴۴،رقم الترجمة ۱۰۰۵)

[۱] حدثنا محمد بن أحمد بن على بن مخلد، ثنا إبراهيم بن الهيثم البلدى، ثنا أبو اليمان، ثنا عفير بن معدان، عن عطاء بن أبى رباح، قال :سمعت أبا سعيد الخدرى، يقول :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :لا يأخذ الرجل من طول لحيته، ولكن من صدغين .غريب من حديث عطاء ، لا أعلم عنه راويا غير عفير بن معدان(حلية الاولياء لابى نعيم، ج۳ص۳۲۳)

حدثنا على بن أحمد بن مروان، حدثنا محمد بن الوليد المخزومى، حدثنا أبو اليمان، حدثنا عفير بن معدان عن عطاء ، عن أبى سعيد الخدرى، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لا يأخذ أحدكم من طول لحيته ولكن من الصدغين.....ولعفير بن معدان غير ما ذكرت من الحديث وعامة رواياته غير محفوظة(الكامل لابنِ عدى، ج۷ص ۹۹،وص ۱۰۰ ،ملخصاً،تحت رقم الترجمة ۱۵۴۴ ، عفير بن معدان الحمصى)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مگر اس حدیث کی سند ضعیف اور بعض حضرات کے نزدیک شدید ضعیف ہے۔ [1]

بالخصوص جبکہ بعض احادیث وروایات سے غیر معمولی یا ایک مٹھی کی مقدار سے زیادہ لمبے بالوں کو کاٹنا بعض احادیث اور جلیل القدر صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے، جن میں وہ صحابۂ کرام بھی شامل ہیں، جن سے ڈاڑھی بڑھانے کی احادیث مروی ہیں، ان کے مقابلہ میں اس حدیث کی سند اور زیادہ متأثر ومخدوش ہوجاتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخبرنا علي بن المحسن المعدل، حدثنا أبو غانم محمد بن يوسف الأزرق، حدثنا محمد بن مخلد العطار، حدثنا أحمد بن الوليد وإبراهيم بن الهيثم البلدى قالا :حدثنا أبو اليمان، حدثنا عفير بن معدان، عن عطاء ، عن أبى سعيد قال :قال النبى صلى الله عليه وسلم :لا يأخذ أحدكم من طول لحيته ولكن من الصدغين.قال أبو عبد الله بن مخلد :هذا أحمد بن الوليد المخرمي يسوى فلسا.(تاريخ بغداد، ج۵ص ۳۹۶، تحت رقم الترجمة ۲۹۵۷)

[1] قال المزى:

ت ق :عفير بن معدان الحضرمى، ويقال :اليحصبى، أبو عائذ، ويقال :أبو معدان الحمصى المؤذن .....قال أحمد بن أبى يحيى ، عن أحمد بن حنبل :ضعيف، منكر الحديث .وقال إسحاق بن منصور، عن يحيى بن معين :لا شيئ.وقال عثمان بن سعيد الدارمى، عن يحيى بن معين :ليس بشيئ .وعن دحين :ضعيف الحديث .وقال عباس الدورى، عن يحيى بن معين :ليس بثقة.وقال إبراهيم بن يعقوب السعدى الجوزجانى : قلت ليحيى بن معين :عفير بن معدان تضمه إلى أبى مهدى؟ قال :هو قريب منه، أحاديث سليم بن عامر تلك من أين وقع عليها؟ !وقال أبو مسهر:قال محمد بن شعيب :أبرأ إليكم من حديث عفير بن معدان وسعيد بن سنان وهو أبو مهدى .وقال أبو حاتم:سمعت دحيما يقول :عفير بن معدان ليس بشيء، لزم الرواية عن سليم بن عامر، وشبهه بجعفر بن الزبير وبشر بن نمير .وقال عبد الرحمن بن أبى حاتم:سألت أبى عن عفير بن معدان :فقال :ضعيف الحديث، يكثر الرواية عن سليم بن عامر، عن أبى أمامة، عن النبى صلى الله عليه وسلم ما لا أصل له، لا يشتغل بروايته .وقال أبو عبيد الأجرى : سألت أبا داود عن عفير بن معدان، فقال :شيخ صالح، ضعيف الحديث، قال :وسألته أيضا فقال هكذا.وقال النسائي:ليس بثقة ولا يكتب حديثه .وقال أبو أحمد بن عدى: وعامة رواياته غير محفوظة .قال البخارى:قال يزيد بن عبد ربه :مات أبو مهدى سنة ثمان وستين ومئة .قال يزيد:وهو مولدى .قال :ومات عفير قبل أبى مهدى بسنتين أو نحوه (تهذيب الكمال ، ج۲۰ص ۱۷۶ تا ۱۷۸ ملخصاً)

www.idaraghufran.org

(۸).....ڈاڑھی کے متعلق فرشتوں یا حوروں کی ایک تسبیح کی حدیث

ایک حدیث میں فرشتوں یا جنت کی حوروں کی یہ تسبیح ذکر کی گئی ہے کہ:

سُبْحَانَ الَّذِیْ زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰی وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ .

اس حدیث کو متعدد اہلِ علم حضرات نے نقل کیا ہے۔

مگر ہمیں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس حدیث کی سند کو محدثین نے شدید منکر اور بعض نے موضوع و بے اصل قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] أخبرنا أبو الحسن أيضا نا عبد العزيز نا أبو محمد النخشبى من لفظه أنا أبو العباس جعفر بن محمد بن المعتز بن محمد بن المستغفر بن الفتح بن إدريس النخشبى بها قرأت عليه رحمه الله أنا القاضى أبو سعيد الخليل بن أحمد بن محمد بن الخليل نا أبو عبد الله محمد بن معاذ بن فهد النهاوندى وسمعته يقول لى مائة وعشرون سنة وقد كتبت الحديث ولحقت أبا الوليد الطيالسى والقعنبى وجماعة من نظرائهم ثم ذكر أنه تصوف ودفن الحديث الذى كتبه أول مرة ثم كتب الحديث بعد ذلك وذكر أنه حفظ من الحديث الأول حديثا واحدا وهو ما حدثنا به نا محمد بن المنهال الضرير نا يزيد بن زريع نا روح بن القاسم عن سهيل بن أبى صالح عن أبيه عن أبى هريرة قال إن يمين ملائكة السماء والذى زين الرجال باللحى والنساء بالذوائب هذا حديث منكر جدا وإن كان موقوفا فأولت النهاوندى نسيه فيما نسى فإنه لا أصل له من حديث محمد بن المنهال والله اعلم (تاريخ دمشق ج۳۶ص۳۴۳، تحت ترجمة عبد العزيز بن محمد بن محمد بن عاصم ابن رمضان بن على بن أفلح أبو محمد بن أبى جعفر بن أبى بكر النسفى النخشبى)

عَائِشَة رفعته مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ يَسْتَغْفِرُونَ لِذَوَائِبِ النِّسَاءِ وَلِحَى الرِّجَالِ يَقُولُونَ سُبْحَانَ الَّذِی زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللِّحَی وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ فِيهِ ابْن دَاوُد لَيْسَ بِثِقَة(تذكرة الموضوعات ،لمحمد طاهر بن على الصديقى الهندى الفَتَّنِی، ج ا ص ۱۶۰ ،باب التزين بالختان والخضاب وقص الظفر والشارب والتسريح كل ليلة لا قائما وتسوية الحية بالمرآة)

(أثر) " أبى هريرة إن يمين ملائكة السماء :والذى زين الرجال باللحى والنساء بالذوائب "(كر) وقال منكرا لا أصل له.

(حديث) " ملائكة السماء يستغفرون لذوائب النساء ولحى الرجال يقولون سبحان الذى زين الرجل باللحى والنساء بالذوائب "(حا) من حديث عائشة وفيه الحسين بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ملحوظ رہے کہ ڈاڑھی کے مرد حضرات کی زینت اور سر کے بالوں کے خواتین کی زینت ہونے کی بات اپنی جگہ درست ہے، لیکن یہاں اصل کلام مذکورہ تسبیح کے فرشتوں یا روحوں کی تسبیح ہونے کی حدیث کے بارے میں ہے، جس کے متعلق محدثین کی تحقیق ذکر کی گئی ہے۔

(۹).....صبح کے وقت ڈاڑھی میں کنگھے کی فضیلت کی حدیث

ڈاڑھی کے بارے میں ایک حدیث یہ مشہور ہے کہ صبح کے وقت ڈاڑھی میں کنگھا کرنے سے شام کے وقت تک حفاظت رہتی ہے۔

مگر یہ حدیث موضوع و منگھڑت اور نا قابلِ اعتبار ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

داود ابن معاذ البلخی(تنزیه الشریعة المرفوعة عن الأخبار الشنیعة الموضوعة،لنور الدین، علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمن ابن عراق الکنانی، ج ۱ ،ص۲۴۷، کتاب الانبیاء والقدماء، الفصل الثالث)

الحسین بن داود، أبو علی البلخی.عن الفضیل بن عیاض وعبد الرزاق.

قال الخطیب :لیس بثقة، حدیثه موضوع(میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذهبی، ج ۱ ص ۵۳۴،رقم الترجمة ۱۹۹۸)

(الحسین بن داود بن معاذ.)

أبو علی البلخی الأدیب العلامة، نزیل نیسابور، أحمد المتروکین .حدث عن : الفضیل بن عیاض، وابن المبارک، وأبی بکر بن عیاش، وشقیق البلخی، والنضر بن شمیل، وعبد الرزاق، وإبراهیم بن هدبة، وغیرهم .وحدث ببغداد فروی عنه من أهلها : علی بن محمد بن عبید الحافظ، وعبد الله بن إبراهیم بن هرثمة، وأبو بکر الشافعی . قال الخطیب :ولم یکن ثقة، فإنه روی عن یزید بن هارون، عن حمید، عن أنس، نسخة أکثرها موضوعة .وقال الخلال :أنا یوسف القواس، ثنا محمد بن العباس بن شجاع، ثنا الحسین بن داود، ثنا الفضیل بن عیاض .قلت :فذکر حدیثاً قال فیه الخطیب : موضوع .وقال الحاکم :لم ینکر تقدم حسین بن داود بن معاذ فی الأدب والزهد، إلا أنه روی عن جماعة لا یتحمل سنة السماع منهم، مثل الفضیل، وابن المبارک .وقد کثرت المناکیر أیضاً فی روایاته(تاریخ الإسلام،للذهبی، ج۶ ص ۷۴۰،رقم الترجمة ۲۲۲)

[۱] من سرح لحیته حین یصبح کان له أمانا حتی یمسی لأن اللحیة زین الرجال وجمال للوجه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ملحوظ رہے کہ بعض اہلِ علم حضرات نے اس طرح کی بعض احادیث وروایات کو اپنی کتب میں جو نقل کر دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو اس طرح کی احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت کی تحقیق میسر نہیں آ سکی، اور کسی معتمد شخصیت یا کتاب پر اعتماد کرتے ہوئے اس کو نقل کر دیا، اور بعد میں نقل در نقل کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔

اور بعض احادیث کے بارے میں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی نے ان کو صرف ضعیف قرار دیا ہو، اور ایک درجہ میں قبول کیا ہو، اور شدید ضعیف یا من گھڑت نہ قرار دیا ہو، کیونکہ بعض اوقات کسی حدیث کے ضعیف یا شدید ضعیف ہونے میں بھی اختلاف ممکن ہے۔

ہم نے اپنی تحقیق کے نتیجہ میں اپنے رجحان کے مطابق حکم ذکر کر دیا ہے، اور اسی چیز کا ہر ایک مکلّف ہے۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

۲۴/محرم الحرام/۱۴۳۴ھ 09 / دسمبر/2012ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

موضوع کحدیث من أمر المشط علی حاجبیه عوفی من الوباء وکحدیث علیکم بالمشط فإنه یذهب الفقر جمیعا موضوع کذب.

کما نقل ذلک ابن حجر المکی عن الحافظ السیوطی (کشف الخفاء ومزیل الألباس، لإسماعیل بن محمد العجلونی، ج ۲، ص ۲۶۴، رقم الحدیث ۲۵۳۹)

www.idaraghufran.org

ڈاڑھی کے بارے میں نظم

جس نے سنت کو اپنایا		اس نے بڑا نفع کمایا
گواہی دیں گے نبی تمہاری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
ڈاڑھی منڈانا رسمِ کافر		فعلِ مشرک عادت آذر
غیروں کی کیوں نقل اتاری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
ڈاڑھی رکھی سب نبیوں نے		صدیقوں نے اور سب ولیوں نے
تم نے کیوں یہ شکل بگاڑی		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
ڈاڑھی مٹھی ایک بڑھاؤ		آگے بڑھے تو پھر کٹاؤ
بنو گے بندے پھر سرکاری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
مومن کی ہے یہ تو نشانی		حشر میں جائے گی یہ پہچانی
زیب و زینت ہے یہ تمہاری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
ڈاڑھی کی عظمت کو پہچانو		ہوش میں آؤ اے نادانو
اس نے تمہاری شکل سنواری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
مونڈنا ڈاڑھی یا کٹوانا		نامَردوں کا فعل پرانا
کیوں مت تیری گئی ہے ماری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
ڈاڑھی بڑھاؤ مونچھ کٹاؤ		نبی کی سنت سب اپناؤ
بن جاؤ گے سب درباری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
بھائی حقیقت اب نہ چھپاؤ		اچھے خاصے مرد بن جاؤ
ورنہ پہن لو گگرا ساڑھی		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی

www.idaraghufran.org

شیطان کے تم مت جال میں آنا		شکل مسلماں کی سی بنانا
ڈاڑھی تو ہے رحمت باری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
تاجر ، دہقان ، عالم ، نائی		ڈاڑھی سب کی وردی بھائی
تم نے کیوں پھر وردی اتاری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
قبر میں جب کل جاؤ گے		آقا کو کیا منہ دکھلاؤ گے
عقل میں آئی بات تمہاری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
للہ ڈاڑھی اب نہ منڈانا		اپنے نبی کا دل نہ دکھانا
سنت ان کی ہے یہ پیاری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
جس نے نبی کے دل کو دکھایا		اللہ کو گویا اس نے ستایا
حشر میں ہوگی اس کی خواری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
مَردوں کی ہے یہ آرائش		عورتوں کی ہے یہ فرمائش
مرد ہو تم یا بی بے چاری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
شکل نبی کی جو اپنائے گا		رب کا پیارا وہ بن جائے گا
برسے گی اس پر رحمتِ باری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
قبر کی کر لو کچھ تیاری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی
سامنا جب آقا کا ہو تو		جھکے نہ گردن شرم کی ماری
کیوں نہیں سنت یہ اپنائی		ان سی صورت کیوں نہ بنائی
گئی اکارت محنت ساری		رکھ لو بھیا اب تو ڈاڑھی

(محمد اسلم بھٹہ، ینبوع البحر، سعودی عرب)

www.idaraghufran.org

رائے گرامی

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

(نائب صدر، جامعہ دارالعلوم کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم بندہ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کی تالیف ''ڈاڑھی کا شرعی حکم'' مدت سے میز پر رکھی ہے، کہ مہلت ملنے پر کم از کم سرسری نظر ہی سے دیکھ سکوں، لیکن اب آ کر اس کا موقع ملا، ماشاء اللہ جستہ جستہ دیکھنے پر مفید اور مناسب معلوم ہوئی، اللہ تبارک وتعالیٰ نافع ومقبول بنائیں۔ آمین۔

البتہ ایک شافعی عالم کا ایک مقالہ نظر سے گزرا تھا، جس میں انہوں نے ثابت کیا تھا کہ شافعیہ کے یہاں ''قطع مادون القبضة'' مکروہ ہے، اور شافعیہ کے یہاں مکروہ مطلقاً بولا جائے، تو تنزیہ پر دلالت کرتا ہے، اگر اس کی بھی کچھ تحقیق آ سکے تو اچھا ہے۔ [1]

ورنہ موجودہ شکل میں بھی اشاعت ان شاء اللہ مفید ہوگی۔

والسلام محمد تقی ۴-۹-۱۴۳۰ھ

---

[1] حضرت موصوف کے حکم کے مطابق ہم نے امام شافعی رحمہ اللہ کے موقف پر غور کیا، تو ہمیں ''قطع مادون القبضة'' کا مکروہِ تنزیہی ہونا راجح معلوم نہیں ہوسکا، بلکہ حاشیۃ الشروانی وغیرہ سے عند الشافعی اس کی حرمت کا راجح ہونا معلوم ہوا۔

وقيل :حلق اللحية مكروه، وليس بمحرم، وهو وجه ضعيف عند الشافعية(موسوعة احكام الطهارة، لابى عمر دُبيان، ج۳ص ۳۴۵، الباب السادس ، الفصل الثانى، المبحث الاول)

لا يعلم القول بالكراهة إلا وجه عند الشافعية، وهو وجه ضعيف عندهم(ايضاً صفحه ۳۵۰)

البتہ ''قطع مافوق القبضة'' کو شوافع میں سے امام نووی رحمہ اللہ مکروہِ تنزیہی قرار دیتے ہیں، اور اس پر تفصیل کے ساتھ ہم نے اپنی کتاب ھٰذا میں متعلقہ مقام پر کلام کردیا ہے، مگر یہ بات یاد رہے کہ حضرت موصوف کی مندرجہ بالا رائے پہلے ایڈیشن سے متعلق ہے، جبکہ موجودہ ایڈیشن میں کئی اضافات کئے گئے ہیں، جن کو تا حال حضرت موصوف ملاحظہ نہیں فرما سکے۔

محمد رضوان ۲۴/محرم الحرام/۱۴۳۴ھ 09/دسمبر/2012ء بروز ہفتہ

www.idaraghufran.org